خطباتِ اسلم

ہفتم

اصلاح ظاہر و باطن کا حسین امتزاج

دعوتِ فکر و عمل کا ایک عظیم شاہکار

افادات

مفکرِ ملت حضرت مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ

(خلیفہ حضرت اقدس مفتی مظفر حسین صاحب)

مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور

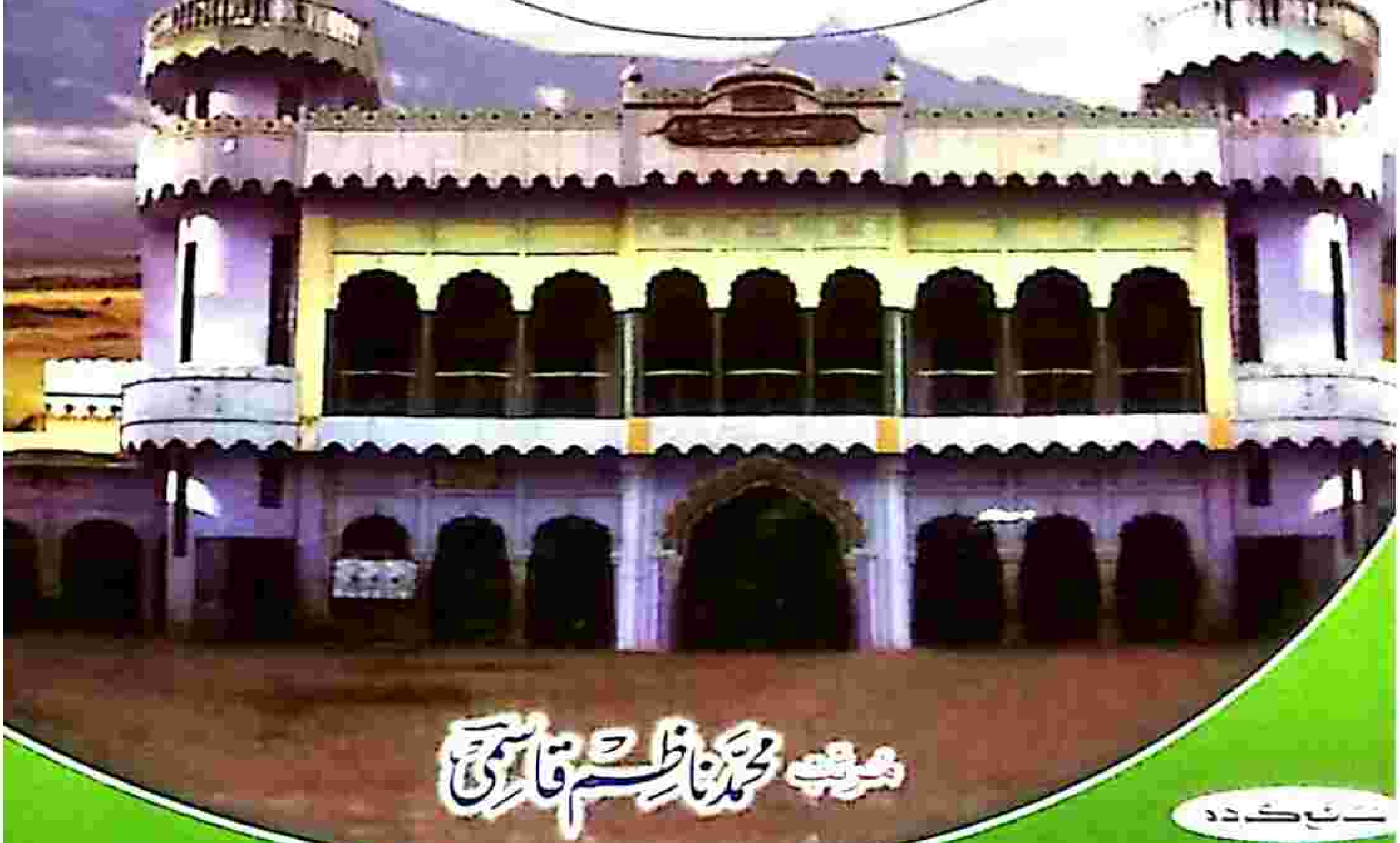

مرتب محمد ناظم قاسمی

شریف بک ڈپو جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور ضلع سہارنپور

Scanned by CamScanner

- فکر انگیز خطبات کا جامع مرقع
- اصلاح ظاہر و باطن کا حسین امتزاج
- دعوت فکر و عمل کا عظیم شاہکار

خطباتِ اسلم جلد ہفتم

افادات

مفکر ملت حضرت اقدس الشاہ مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی

خلیفہ اجل فقیہ الاسلام حضرت اقدس الشاہ مفتی مظفر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ

مرتب

مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی

معتمد تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور سہارنپور

ناشر

شریف بکڈپو جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور

ضلع سہارنپور (یوپی) پن:247662

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تفصیلات

نام کتاب : خطبات اسلم (جلد ہفتم)

مرتب : مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی معتمد تعلیمات جامعہ کاشف العلوم

سن اشاعت : مئی ۲۰۱۱ء

تعداد : گیارہ سو (۱۱۰۰)

کمپوزنگ : ایم سرور عالم قاسمی؛ شعبہ کمپیوٹر جامعہ کاشف العلوم 9690745457

ناشر : شریف بکڈپو چھٹمل پور، فون: 09456615608-8923880171

ملنے کے پتے

مکتبہ البلاغ دیوبند☆ دارالکتاب دیوبند☆ مکتبہ نعیمیہ دیوبند

کتب خانہ رشیدیہ سہارنپور☆ مکتبہ علمیہ سہارنپور

مکتبہ یادگار شیخ سہارنپور☆ مکتبہ اسلم چھٹمل پور

صدائے اسلام کیسٹ سینٹر چھٹمل پور

کتب خانہ عبداللہ کاکوزئی ترکیسر، سورت، گجرات

شریف بکڈپو چھٹمل پور 9927140837

☆☆☆

فہرست مضامین

کیا.........................؟	کہاں.....؟
فہرست مضامین	۳تا۱۶
رائے گرامی	۱۷

لفظ انشاء اللہ اور ماشاء اللہ کے فوائد

کیا.........................؟	کہاں.....؟
آیت کا خلاصہ اور شان نزول	۲۰
حدیث کی روشنی میں لفظ انشاء اللہ کے فوائد	۲۲
حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ	۲۲
واقعہ کی وضاحت	۲۳
واقعۂ بقرہ میں لفظ انشاء اللہ کا تذکرہ	۲۵
حضرت تھانویؒ کا ملفوظ	۲۵
ایک لطیفہ	۲۶
ماشاء اللہ کے فوائد وثمرات	۲۷
طالب دنیا اور طالب آخرت کا عجیب وغریب قصہ	۲۸
رزق کی فراوانی دلیل مقبولیت نہیں ہے	۳۰
ساتھی کو نصیحت	۳۱

حکایت	۳۱
حضرت عثمان غنی کی نصیحت	۳۲
تکبر اور فخر بری چیز ہے	۳۲
مشیت میں اللہ اور غیر اللہ کو برابر قرار نہ دو	۳۳
آخری بات	۳۴

کامیاب زندگی کا نسخہ

کیا......؟	کہاں.....؟
ولایت کا دروازہ مرد و عورت دونوں کے لئے کھلا ہے	۳۶
عورت اپنے گھر میں رہ کر مرد کے برابر ثواب حاصل کر سکتی ہے	۳۷
صنف نازک پر نوازشات الٰہی	۳۸
زندگی کے مختلف مراحل میں عورت کا اجر وثواب	۳۸
اولاد کی اچھی تربیت کی فکر کریں	۴۰
مگر آج عورت کا حال برا ہے	۴۱
عورتوں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے	۴۱
اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے بچائیں	۴۲
تعلیم وتادیب	۴۲
ہر آدمی سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال ہوگا	۴۲
ہمارے بڑوں کی تربیت میں ماں کا کردار	۴۳

کامیاب مرد کے پیچھے ماں کا کردار	۴۳
باوضو ہو کر دودھ پلانا	۴۴
ننھے منے بچے کو وحدت سکھانے میں ماں کا کردار	۴۵
بچہ کو پانچ چیزوں کی تعلیم دیں	۴۷
بچہ کو سب سے پہلے لفظ اللہ سکھائیں	۴۷
آخری بات	۴۸

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے

کیا......؟	کہاں.....؟
محبت کا اظہار	۵۳
آداب مجلس ذکر نبی	۵۳
ادب کا مظاہرہ	۵۴
عبداللہ بن مسعود جیسی اتباع کیجئے	۵۵
مدحت میں غلو مضر ہے	۵۵
اللہ کی نظر میں محبوب کا منظر	۵۶
اللہ نے آپ کے نام کی تعظیم کی	۵۶
اللہ نے انتہائی درجہ کی محبت فرمائی	۵۷
تمام نبیوں میں امتیازی اعزاز	۵۸
خود نبی ﷺ نے اپنی عظمت کا ذکر کیا	۵۹

Scanned by CamScanner

حضرات انبیاء نے بھی نبی ﷺ سے محبت کی	۶۰
نبی ﷺ کے ہر ہر عمل میں نور ہے	۶۱
اللہ راضی ہوگیا	۶۱
حضرت عمر فاروقؓ نے نبی ﷺ سے محبت کی	۶۲
حضرت صہیب رومیؓ کا جذبہ ایمان	۶۳
قابل رشک موت	۶۴
بنو دینار کی ایک عورت	۶۴
حضرت عثمان غنیؓ کی دریادلی	۶۵
حضرت علیؓ کی راست بازی	۶۵
حضرت نانوتویؒ کی نبی ﷺ سے حد درجہ محبت	۶۶
عاشقان نبوت	۶۸
مدینہ کا ہدیہ	۶۹
حضرت گنگوہیؒ نے طلباء کا احترام کیا	۶۹
حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ روضہ اطہر پر	۷۰
حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا جذبہ عشق	۷۱
حضرت مولانا زکریا صاحبؒ اور درس حدیث	۷۱
سعادت کی کنجی	۷۲
آخری پیغام	۷۳

ہمارا ایمان کیسا ہو؟

کیا......؟	کہاں......؟
ہمارا ایمان کمزور ہے	۷۶
متقی لوگوں کی صفات	۷۶
ختم نبوت کی واضح دلیل	۷۷
مؤمن متقی کی تعریف	۷۸
حق تقوی کی تعریف	۷۸
کلمہ توحید	۷۹
صحابہ کا ایمان ویقین	۸۰
تقوی کا حق	۸۱
حق تقوی کا مسئلہ	۸۲
ایمان ویقین کی پختگی	۸۳
حضرت علیؓ کے ایمان کی پختگی	۸۳
کافر بھی نبی ﷺ کو صادق اور امین کہتے	۸۵
ایمان افروز واقعہ	۸۶
جنازہ کی نماز	۹۱
اپنا مال اہل ایمان پر خرچ کرو	۹۳

Scanned by CamScanner

توشۂ آخرت

کیا...؟	کہاں......؟
امام غزالیؒ کے ایک دوست کا واقعہ	۹۶
عقلمندوں کا کام گوشوارہ بنانا	۹۸
دینی زندگی کا گوشوارہ	۹۹
اللہ تعالیٰ کی انمول نعمتیں	۱۰۰
نفسی نفسی کا عالم	۱۰۰
پہلا مرحلہ	۱۰۱
دوسرا مرحلہ	۱۰۲
تیسرا مرحلہ	۱۰۳
میزان عمل میں سب سے بھاری عمل	۱۰۴
قیامت کے دن کی مقدار	۱۰۴
احساس کی کمی	۱۰۵
فکر آخرت	۱۰۶
بادشاہوں میں بھی خوف آخرت	۱۰۶
خواجہ بختیار کاکیؒ کا وصیت نامہ	۱۰۷
کچھ ساتھ نہیں جاتا	۱۰۹

حقیقی عزت کے اسباب

کیا...؟	کہاں......؟
حقیقی اور اصلی عزت	۱۱۲
عند اللہ باعزت لوگ	۱۱۳
عزت اور ذلت کا مدار	۱۱۵
مؤمن کی شان میں خوشخبری	۱۱۷
عزت کا استحقاق	۱۱۸
رزق کی فراوانی مقبولیت کی دلیل نہیں	۱۲۱
عزت وذلت کی شہرت زمین وآسمان میں	۱۲۱
علم بھی عزت کی چیز ہے	۱۲۳
زیادتی علم کی دعا	۱۲۴
امام احمد ابن حنبلؒ کا آخری وقت	۱۲۶
تواضع وسیلۂ عزت ہے	۱۲۶
آنحضور ﷺ کی تواضع وانکساری	۱۲۷
حضرت شاہ عبد الرحیمؒ اور تواضع	۱۲۷
حضرت شیخ الہندؒ کی تواضع	۱۲۹
تقویٰ اور پرہیزگاری بھی عزت کا ذریعہ ہے	۱۳۰
حق تقویٰ کی تفسیر	۱۳۱

Scanned by CamScanner

متقی لوگ دین ودنیا میں کامیاب	۱۳۱
عزت وعظمت کی اصل تقوی ہے	۱۳۲
حسن اخلاق کے ذریعہ عزت	۱۳۲
عبرت آموز واقعہ	۱۳۳
قرض سے رہائی کی دعاء	۱۳۷
اسم اعظم کے ذریعہ دعا قبول ہوتی ہے	۱۳۷
آخری پیغام	۱۳۸

بدگمانی اور عیب جوئی کی مذمت

کیا.........؟	کہاں......؟
خداتعالی سے ہمکلامی کا شرف	۱۴۰
حافظ قرآن کی عزت	۱۴۰
دس آدمیوں کی سفارش کا اختیار	۱۴۰
عظیم ترین اعزاز	۱۴۱
حافظ قرآن کا اثر متعدی ہے	۱۴۲
قرآن ایک وسیع کتاب ہے	۱۴۳
فساد کی جڑ	۱۴۴
امت محمدیہ کا شرف	۱۴۵

فائدہ مند نصیحت	۱۴۵
آیت کی تفسیر	۱۴۶
گمان کی دو قسمیں ہیں	۱۴۶
حسن ظن کی اہمیت	۱۴۷
حسن عبادت	۱۴۷
مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن	۱۴۸
مسلمانوں کے لئے ہدایت	۱۴۹
گمان کے معنی	۱۵۰
حضرت مدنیؒ سے بدگمانی	۱۵۱
علمائے ربانیین سے بدگمانی نہ کرنی چاہیے	۱۵۳
ابن عربی اور انکے مقتدیوں کے درمیان ایک خاص واقعہ	۱۵۳
حسن بصریؒ کی بدگمانی	۱۵۶
تجسس احوال	۱۵۷
عیب کو چھپاؤ	۱۵۸
عیب جوئی گناہ کی بات ہے	۱۵۸
تجسس پر وعید	۱۵۸
تجسس کی اجازت	۱۵۹
عیب جوئی کی جڑ بدگمانی ہے	۱۵۹

Scanned by CamScanner

غیبت، چغل خوری اور تہمت کی مذمت

کیا......................................؟	کہاں......؟
غیبت اور بہتان کی تعریف	۱۶۴
نبی علیہ السلام نے فرمایا	۱۶۵
غیبت کی مذمت	۱۶۵
قاعدہ کلیہ	۱۶۶
غیبت کرنے پر وعیدیں	۱۶۶
غیبت زنا سے بھی بدتر ہے	۱۶۸
تشریح حدیث	۱۶۹
حضرت عائشہؓ سے غیبت کا صدور	۱۷۰
غیبت کے الفاظ	۱۷۰
غیبت کا گناہ سود سے بھی بڑھ کر ہے	۱۷۱
غیبت کرنے والے کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا	۱۷۱
جس کی غیبت کی جائے اس کی نیکی میں اضافہ ہوگا	۱۷۱
غیبت کا کفارہ	۱۷۲
معافی مانگنے کی فضیلت	۱۷۳
معافی مانگنا ثواب کی بات ہے	۱۷۳

چند مواقع پر غیبت کی اجازت ہے	۱۷۴
کسی کے شر سے بچنے کے لئے غیبت جائز ہے	۱۷۵
تشریح حدیث	۱۷۷
حضرت تھانویؒ کا مقولہ	۱۷۷
کسی شخص کا عیب ظاہر کرنا اللہ کو پسند نہیں	۱۷۷
تہمت اور بہتان	۱۷۸
تہمت پر وعید	۱۷۸
بہتان بڑا گناہ ہے	۱۷۹
چغل خوری کی تمہید	۱۸۰
چغل خوری کی تعریف	۱۸۰
چغل خور کی تعریف	۱۸۰
چغل خور کے بارے میں وعید	۱۸۱
چغل خور کے لئے عذاب قبر	۱۸۱
چغل خور معاشرہ کا برا آدمی ہے	۱۸۳
چغل خور کا واقعہ	۱۸۳
راز فاش کرنا	۱۸۴
مہلک امراض کا آسان علاج	۱۸۴
خطیب کا پیغام	۱۸۶

Scanned by CamScanner

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں

کیا......؟	کہاں......؟
تفرقہ بازی کی لعنت	۱۹۰
ہر آدمی اپنی بڑائی کا دعویدار	۱۹۱
بحیثیت انسان سب برابر ہیں	۱۹۱
صرف تقوی معیار فضیلت ہے	۱۹۲
خالی نسبت بغیر ایمان وتقوی کے مفید نہیں	۱۹۳
قبیلوں کی تقسیم تعارف کے لئے ہے نہ کہ تخالف کے لئے	۱۹۴
باپ دادا پر فخر کرنے کی مذمت	۱۹۴
آدم کی حیثیت	۱۹۵
اپنی قوم کی بے جا حمایت پر وعید	۱۹۶
عصبیت کی تعریف	۱۹۶
عصبیت اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے	۱۹۷
عصبیت کی مذمت	۱۹۷
نسبی افتخار کی مذمت سید احمد شہیدؒ کی زبانی	۱۹۹
تفاخر وعصبیت تبلیغ دین میں بڑی رکاوٹ	۲۰۰
خدارا کمزور مسلمانوں کا دل نہ دکھائیں	۲۰۱
باپ دادا پر فخر کرنے کے بارے میں وعید	۲۰۱
اصلی بگاڑ کی جڑ اور بنیاد	۲۰۲

نسلی غرور اور آبائی فخر کی مذمت	۲۰۳
تمام مسلمانوں کو ایک جان رہنا چاہیے	۲۰۴
حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کا پیغام	۲۰۵
سارے مسلمان ایک دوسرے کی مدد کریں	۲۰۶
اسلام میں صلہ رحمی کی اہمیت	۲۰۷
رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی برکت	۲۰۸
جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا	۲۰۹
شیخ الہندؒ کے غور وفکر کا آخری نتیجہ	۲۱۰
امت کا اتحاد حق پر مطلوب ہے نہ کہ باطل پر	۲۱۱
اپنی قوم کا ساتھ صرف حق بات میں دو	۲۱۱
اسلام کی بنیاد سچ پر ہے	۲۱۳
آخری پیغام	۲۱۳

جاہلیت کی نحوست اور اسلام کی برکت

کیا......؟	کہاں؟
امت واحدہ	۲۱۷
اختلاف کی ابتداء	۲۱۹
زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کی حالت	۲۲۱
زمانہ جاہلیت کی بری رسم	۲۲۳
کفار عرب کی بے رحمی	۲۲۳

Scanned by CamScanner

بعض بدترین لوگ	۲۲۵
رسم قبیح کا خاتمہ	۲۲۵
مبارک عورت	۲۲۵
بیٹی کی فضیلت	۲۲۶
بیٹیوں کی پرورش پر جنت کی بشارت	۲۲۶
عام عورتوں پر ظلم	۲۲۷
پہلی قوموں کے نظریات	۲۲۸
اسلام میں صنف نازک کا احترام	۲۲۸
اسلام اور عورت	۲۲۸
عورت پر قرآن کا احسان عظیم	۲۲۹
مساویانہ حقوق	۲۳۰
تمام شعبہائے حیات میں عورت کی رعایت	۲۳۰
ازواج مطہرات کا دینی اور عملی جذبہ	۲۳۱
حضرات صحابہؓ کی عورتوں کا دینی اور ایمانی جذبہ	۲۳۱
قتل وغارت گری اور اس کا علاج	۲۳۳
دور جاہلیت کی خطرناک جنگ	۲۳۳
عرب کی جاہلیت اور اسلام کی برکت	۲۳۴
ایک مقبول اور ناصحانہ تقریر	۲۳۵
آیت کا مقصد	۲۳۶
ہدایت عامہ	۲۳۷
صاحب خطبات اسلم کو ایک عظیم صدمہ	۲۳۹

رائے گرامی

جگر گوشۂ شریف الامتؒ حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب مدظلہ

شیخ الحدیث، ناظم ومہتمم اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

حامداً ومصلیاً امابعد. زبان وبیان کی صلاحیت اللہ رب العزت کی طرف سے ایک بیش بہا نعمت ہے اگر اس نعمت کا استعمال صحیح اور بامقصد کاموں میں ہو تو انسان اس کے ذریعہ دنیا وآخرت کی کامیابی حاصل کر سکتا ہے، اور اگر اس نطق وگویائی کو لایعنی اور بے فائدہ کاموں میں صرف کیا جائے تو یہی زبان آدمی کو ذلت ورسوائی اور خدا کے غیض وغضب میں مبتلا کر دیتی ہے، ہمارے بڑوں نے اس زبان کا صحیح استعمال کیا تو وہ مخلوق کی ہدایت وفلاح کا ذریعہ بن گئے چنانچہ آج بھی علمائے کرام کی ایک بہت بڑی جماعت اسی زبان وخطابت کے ذریعہ دین اسلام کی خدمت انجام دے رہی ہے، ان ہی اکابرین امت میں سے ضلع سہارنپور کی مشہور دینی درسگاہ کاشف العلوم چھٹمل پور کے روح رواں مفکر ملت حضرت مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ کی ذات گرامی ہے جو اپنی زبان حق بیان سے اصلاح امت کے لئے خطبات کا یہ مبارک سلسلہ جاری کئے ہوئے ہیں اور جن کی زبانِ فیض رساں سے ملک وبیرون ملک یکساں فیضیاب ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی زبان میں بہت تاثیر اور برکت رکھی ہے، آپ کے بیان کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ آپ پورے مجمع پر چھا جاتے ہیں، اور اپنی بات کا دلوں پر اثر چھوڑ جاتے ہیں، آپ کا بیان از دل خیزد بر دل ریزد کا مصداق ہوتا ہے، بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ کے یہ مفید اور مقبول خطبات مسلسل زیور طبع سے آراستہ ہو رہے ہیں، ماشاء اللہ ساتویں جلد بھی منظر عام پر آ رہی ہے، دعا گو ہوں کہ سابقہ جلدوں کی طرح یہ جلد بھی مقررین وواعظین کے حلقہ میں قدردانی وعظمت کی نظر سے دیکھی جائے گی۔ باری تعالیٰ حضرت والا کا سایہ تادیر قائم رکھے اور ہم خوشہ چینوں کو آپ کی ذات بابرکت سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہونیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(مولانا مفتی) خالد سیف اللہ (صاحب)

اشرف العلوم رشیدی گنگوہ۔ ۲۹ جمادی الاول ۱۴۳۲ھ

Scanned by CamScanner

انشاء اللہ تعالیٰ کہنا

بندے کے کامل ایمان کی نشانی یہ ہے کہ وہ ہر چیز میں انشاء اللہ کہا کرے۔

(طبرانی فی الاوسط عن ابی ہریرہؓ)

لفظ انشاء اللہ اور ماشاء اللہ کے فوائد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ. اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰی اَنْ یَّھْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ ھٰذَا رَشَدًا. عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سُلَیْمَانُ لَاَطُوْفَنَّ اللَّیْلَۃَ عَلٰی تِسْعِیْنَ اِمْرَاَۃً وَفِیْ رِوَایَۃٍ بِمِائَۃِ اِمْرَاَۃٍ کُلُّھُنَّ تَاْتِیْ بِفَارِسٍ یُّجَاھِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَقَالَ لَہُ الْمَلَکُ قُلْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ فَلَمْ یَقُلْ وَنَسِیَ فَطَافَ عَلَیْھِنَّ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْھُنَّ اِلَّا اِمْرَاَۃٌ وَّاحِدَۃٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ.

(مظاہر حق ج ۶ ص ۵۸۲)

گرامی قدر سامعین! آج کی اس علمی اور نورانی مجلس میں لفظ انشاء اللہ اور ماشاء اللہ کے متعلق کچھ عرض کروں گا جو انشاء اللہ العزیز میرے لئے بھی

اورآپ کے لئے بھی مفید ترین ثابت ہوگا آپ بھی عمل کی نیت سے سنیں میں بھی دعاءگوہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ اگر توفیق نہ دے انساں کے بس کی بات نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

بزرگواوردوستو! آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کی گئی اور بخاری و مسلم کی ایک روایت پیش کی گئی۔

آیت کا خلاصہ اور شان نزول

پہلے تو آپ قرآن مجید کی آیت کے بارے میں سنیں، حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ مشرکین مکہ نے یہود کے سکھانے سے آنحضرت ﷺ سے اصحاب کہف کا قصہ دریافت کیا، اصحاب کہف کا قصہ تاریخی کتابوں میں نادرات میں لکھا تھا، ہر کسی کو اس کا علم کہاں تھا ہزاروں سال پہلے کا قصہ تھا یہود اور مشرکین کا مقصد صرف آپ ﷺ کی آزمائش تھی کہ جب آپ نبی ہیں، نبوت کے مدعی ہیں تو جواب دو، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں کل اس کا جواب دوں گا، اور انشاء اللہ کہنا بھول گئے، آپ ﷺ کا خیال تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائیں گے ان سے معلوم کر کے بتلا دوں گا، جبرئیل امین پندرہ دن تک نہ آئے، آں حضرت ﷺ نہایت غمگین ہوئے، مشرکین نے ہنسنا شروع کیا، بہر حال حضرت جبرئیل امین پندرہ دن کے بعد آئے اور اصحاب کہف کا مفصل قصہ لیکر اترے، اسی وقت قرآن مجید میں سورہ کہف کی یہ دو آیتیں بطور تنبیہ وتہدید اور نصیحت کے لئے اتری کہ آئندہ کبھی بھی کسی سے کوئی وعدہ کیا کریں تو انشاء اللہ ضرور کہہ لیا کریں۔

جن کے رتبے ہیں سوا ان کی سوا مشکل ہے

دوستو! انبیائے کرام کے رتبے بہت اونچے ہوتے ہیں، جتنے اونچے ان کے رتبے اتنی ہی اونچی ان کی پہونچ ہوتی ہے، اور ہمارے نبی ﷺ کا رتبہ تو سب سے اعلیٰ اور ارفع ہے، اللہ کے یہاں بھی وہ سب سے قریب اور نزدیک ہیں اسی لئے ذرا سی لغزش پر پکڑ آ گئی، بہر حال حکم ہوا کہ اے نبی آپ کسی کام کے متعلق ہرگز نہ کہا کیجئے کہ میں اس کام کو کل کرونگا مگر اس شرط کے ساتھ کہ اگر خدا نے چاہا اس لئے کہ بندہ اللہ کی مشیت کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا سب کچھ اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے، نیز بندہ کو تو کچھ خبر نہیں کہ کل آئندہ کیا ہوگا معلوم نہیں کہ کل تک زندہ بھی رہے گا یا نہیں اور اگر زندہ بھی رہے تو معلوم نہیں اس کام کو کر سکے گا یا نہیں اس لئے لفظ انشاء اللہ کہہ لینا چاہیے اور جب انشاء اللہ کہنا بھول جاؤ تو جب یاد آئے اس وقت لفظ انشاء اللہ کہہ لیا کرو، خواہ ایک سال بعد یاد آئے، تو انشاء اللہ کہہ کر اپنے پروردگار کو یاد کرلیا کرو تا کہ گذشتہ غفلت اور بھول چوک کی تلافی ہوجائے۔

دوستو! اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ اگر طلاق دینے کے ایک سال بعد بھی انشاء اللہ کہو گے تو طلاق واقع نہ ہوگی اس لئے اس حکم سے عقود اور معاملات کے مسائل بیان کرنا مقصود نہیں ہے، بلکہ اللہ کے نام کی برکت اور اس کی مشیت پر نظر رکھنے کا مسئلہ بیان کرنا مقصود ہے۔

دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ ہدایت کرنے کے بعد کہا کہ جب بھی کسی کام کا ارادہ کرو تو انشاء اللہ کہہ لیا کرو، اگر بھول جاؤ تو جب یاد آئے اسی وقت کہہ لیا کرو، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ آپ کہہ دیجئے کہ اے قریش تم اصحاب کہف کے قصہ سے تعجب نہ کرو مجھے خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ مجھ سے تم جو بھی سوال کرو گے اللہ تعالیٰ بذریعہ

Scanned by CamScanner

وحی اس سے بھی بڑھ کر مجھ کو بتلا دیگا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق تک کی باتیں بتلا دیں۔

خلاصہ یہ کہ اللہ نے اپنے نبی کو ہدایت اور تنبیہ فرمادی کہ لفظ انشاء اللہ بڑی برکت کی چیز ہے اس کے ذریعہ ہم اگلی اور پچھلی باتوں کی ہدایت کر دیتے ہیں۔

حدیث کی روشنی میں لفظ انشاء اللہ کے فوائد

سامعین حضرات! لفظ انشاء اللہ کے بارے میں قرآن مجید کی روشنی میں کچھ معلومات آپ کے سامنے آئیں، حدیث پاک سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ لفظ انشاء اللہ صرف نبی کریم پیغمبر جلیل علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے اور آپ کی امت کے لئے ہی سنت اور مستحب نہیں بلکہ پہلے انبیاء اور ان کی اقوام کے لئے بھی سنت اور مستحب تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ

چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں ہے کہ وہ لفظ انشاء اللہ کہنا بھول گئے تو جبرئیل امین وحی لیکر آئے اور لفظ انشاء اللہ کہنے کی دعوت دی، واقعہ اس طرح ہوا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کہا یعنی یہ عزم وارادہ کیا کہ آج رات میں اپنی نوے بیویوں کے ساتھ مباشرت کروں گا اور ان میں سے ہر بیوی ایک سوار (بہادر مرد) جنے گی جو اللہ کے راستہ میں جہاد کریگا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس عزم وارادہ کے وقت لفظ انشاء اللہ نہیں کہا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ انشاء اللہ کہہ لیجئے مگر حضرت سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہنا بھول گئے بہر حال حضرت سلیمان علیہ السلام نے

اپنے ارادہ کے مطابق ان سب بیویوں کے ساتھ مباشرت کی اور ان میں سے صرف ایک عورت کے علاوہ کوئی بھی حاملہ نہیں ہوئی اور اس نے بھی ادھورا بچہ جنا، اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست مبارک میں محمد ﷺ کی جان ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام اگر انشاء اللہ کہہ لیتے تو یقیناً ہر عورت سے بیٹا پیدا ہوتا اور وہ سب اللہ کے راستے میں جہاد کرتے اور وہ سب بہادر مرد ثابت ہوتے۔

واقعہ کی وضاحت

محترم بزرگو اور دوستو! اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی بھی کام کے عزم وارادہ کے وقت لفظ انشاء اللہ کہ لینا چاہئے کیونکہ خدا کے چاہے بغیر کوئی بھی چیز وجود میں نہیں آتی اور بندے کی وہی خواہش بار آور ہوتی ہے جس میں مشیت الٰہی بھی شامل ہو، اس لئے فرشتے نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو یاد دلایا کہ آپ نے جو ارادہ کیا ہے اس کو خدا کی مشیت کے ساتھ وابستہ نہیں کیا جس کی وجہ سے آپ کے عزم وارادہ کی بار آوری غیر یقینی ہوگئی ہے، آپ اب بھی لفظ انشاء اللہ کہ لیجئے، حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ فرشتے کے یاد دلانے کے باوجود حضرت سلیمان علیہ السلام نے لفظ انشاء اللہ نہیں کہا، ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ نے اس موقع پر لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرشتے کے کہنے کے باوجود لفظ انشاء اللہ اس لئے نہیں کہا کہ جب دل میں لفظ انشاء اللہ کی نیت کر لی ہے تو پھر زبان سے کہنا کوئی ضروری نہیں ہے۔

حضرات محدثین نے لکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا انشاء اللہ نہ کہنا ان کی لغزش قرار پایا اور یہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ایک آزمائش تھی

Scanned by CamScanner

اس لئے انہوں نے بعد میں حق تعالی کے حضور اپنی اس لغزش کا اعتراف و اقرار اور توبہ واستغفار کیا جس کا قرآن میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر ہے۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ.

ہم نے جانچا سلیمان کو اور ڈال دیا اس کے تخت پر ایک جسم (دھڑ) پھر وہ رجوع ہوا۔

تفسیر عثمانی میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے باوجود دل میں یاد ہونے کے زبان سے لفظ انشاء اللہ نہیں کہا خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مباشرت کے نتیجے میں ایک بھی عورت نے بچہ نہیں جنا، صرف ایک عورت سے ادھورا بچہ پیدا ہوا، بعض مفسرین کہتے ہیں کہ دایہ نے وہی ادھورا بچہ ان کے تخت پر ڈال دیا، کہ لو یہ تمہاری قسم کا نتیجہ ہے، اسی کو قرآں میں جسد (دھڑ) سے تعبیر کیا ہے، یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام ندامت کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع ہوئے اور انشاء اللہ نہ کہنے پر استغفار کیا۔

نزدیکاں را بیشتر بود حیرانی والا معاملہ ہو گیا

ایک حدیث میں ہے کہ اگر انشاء اللہ کہہ لیتے تو بیشک اللہ ویسا ہی کر دیتا جیسی ان کی تمنا تھی یعنی ہر عورت سے بچہ پیدا ہوتا۔

دوستو اور بزرگو! معلوم ہوا کہ لفظ انشاء اللہ بڑا برکتی جملہ ہے اللہ تعالی ہر ارادہ کے وقت انشاء اللہ کہنے کی توفیق بخشے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی چار سو بیویاں اور چھ سو لونڈیاں تھیں، ایک دن انہوں نے فرمایا آج رات میں ہزار عورتوں کے پاس جاؤں گا، جن میں سے ہر ایک حاملہ ہو کر ایک ایک گھڑ سوار کو جنم دے گی جو اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرے گا، آپ انشاء

اللہ کہنا بھول گئے چنانچہ آپ ایک ہزار بیویوں اور باندیوں کے پاس گئے ان میں سے صرف ایک عورت حاملہ ہوئی، اور وہ بھی صرف ایک ادھورا بچہ جن سکی، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر وہ انشاء اللہ کہہ دیتے تو انشاء اللہ ان کے یہاں اولاد ہوتی، اور وہ سارے کے سارے اللہ تعالی کی راہ میں شہسوار ہو کر جہاد کرتے۔ (خطیب بن عساکر عن ابی ہریرۃ)

واقعہ بقرہ میں لفظ انشاء اللہ کا تذکرہ

قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے مقتول کے قاتل کا پتہ لگانے کے لئے کہا گیا تھا کہ ایک گائے ذبح کرو، مگر بنی اسرائیل نے حجتیں، دلیلیں نکالنی شروع کی اللہ کی طرف سے سختی ہوتی چلی گئی، پھر ایک خاص قسم کی گائے ذبح کرنے کا حکم ہوا جس کی قیمت بہت گراں تھی، قرآن نے کہا کہ اگر یہ لفظ انشاء اللہ کہہ لیتے تو ضرور راہ پا لیتے یعنی اگر یہ شروع ہی میں لفظ انشاء اللہ کہہ لیتے تو جون سی بھی گائے ذبح کر دیتے کافی ہو جاتا، مگر انہوں نے لفظ انشاء اللہ بہت بعد میں کہا، معلوم ہوا کہ جب بھی کسی عظیم کام کے کرنے کا ارادہ ہو یا کسی عظیم کام کا مطالبہ ہو تو انشاء اللہ کہہ لینا چاہئے، اس موقع پر لفظ انشاء اللہ ہی کی برکت سے جب گائے کو ذبح کیا گیا تو اللہ نے حکم دیا کہ مقتول کو اس گائے کے کسی حصہ سے چھو دو، چنانچہ انہوں نے گائے کی زبان یا دُم سے چھو دیا، مقتول زندہ ہوا اور اپنے قاتل کا نام بتلا دیا کہ میرا قاتل فلاں بن فلاں ہے گویا کہ فوراً مقتول کے قاتل کا پتہ لگ گیا۔

حضرت تھانویؒ کا ملفوظ

حضرت تھانویؒ نے اپنے ایک ملفوظ میں فرمایا کہ دعاء اور التجاء اور توبہ تو لوگوں میں بالکل ہی متروک ہو گئیں، دنیا دار تو کیا دین داروں میں بھی

Scanned by CamScanner

یہ چیزیں نہیں رہیں، کچھ لوگوں میں خشکی اور افسردگی سی آ گئی، یہی وجہ ہے کہ کسی کام میں برکت وحلاوت نہیں معلوم ہوتی، ہر چیز میں روکھا پن سا معلوم ہوتا ہے، یہ دو چیزیں دعا اور توبہ حقیقت میں مصائب وشرور کے مقابلہ میں ڈھال اور ہتھیار ہیں، مگر ان ہی سے لوگوں کو غفلت ہے، البتہ جب کوئی مصیبت سر ہی پر آ پڑتی ہے تو اس وقت ہوش آتا ہے اور جوش بھی آتا ہے۔

ایک لطیفہ

پھر تو وہی حالت ہوتی ہے جیسے ایک شخص گھوڑا خریدنے بازار جارہا تھا ایک ملنے والے راستہ میں مل گئے انہوں نے پوچھا کہ کہاں جارہے ہو، کہا کہ گھوڑا خریدنے جارہا ہوں انہوں نے کہا کہ میاں انشاء اللہ تو کہہ لیا ہوتا کہنے لگے کہ اس میں اللہ کے چاہنے کی کونسی بات ہے، روپیہ میرے پاس موجود اور گھوڑے بازار میں موجود، میں جاؤں گا خرید لاؤں گا یہ بیچارے خاموش ہوگئے بازار پہونچے، گھوڑا پسند کرکے سودا کیا، طے ہوجانے کے بعد روپیہ دینے کے لئے جیب پر ہاتھ ڈالا وہاں پہلے ہی کسی گرہ کٹ نے جیب اڑالی تھی، خالی ہاتھ ہلاتے آرہے تھے، وہی شخص پھر ملے، پوچھا کہو بھائی گھوڑا خرید لائے؟ تو کہتے ہیں کہ کیا بتلاؤں انشاء اللہ میں بازار پہونچا، انشاء اللہ گھوڑا پسند کیا، انشاء اللہ سودا طے ہوا، انشاء اللہ روپیہ دینے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا، انشاء اللہ کسی گرہ کٹ اور جیب کٹ نے جیب کاٹ کر روپیہ اڑالیا، انشاء اللہ گھوڑا نہ خرید سکا۔

دوستو! دیکھا اب موقع بے موقع انشاء اللہ کہہ رہا ہے، حالانکہ انشاء اللہ تو مستقبل پر ہوتا ہے ماضی پر تھوڑا ہی ہوتا ہے؟ مگر وہ ماضی پر بھی انشاء اللہ بول رہا ہے، بس اسی طرح مصیبت جب سر پر آ پڑتی ہے تو اس وقت پھر توبہ بھی ہے، دعا بھی ہے، الحاح وزاری بھی ہے، مگر حالت فراغ اور حالت صحت

میں ان چیزوں کی طرف مطلق التفات نہیں ہوتا، دوستو! دراصل موقع اور بے موقع کی شناخت اہل اللہ کی مجلس میں بیٹھ کر ہوتی ہے، ادب وتہذیب علماء اور صلحاء کی مجلس سے حاصل ہوتی ہے، جو حضرات اہل اللہ، علماء صلحاء کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں وہ انشاء اللہ اور ماشاء اللہ کے برکات سے واقف ہوجاتے ہیں۔

ماشاء اللہ کے فوائد وثمرات

میرے محترم بزرگو اور دوستو! لفظ ماشاء اللہ پر بھی اس مجلس میں کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں سماعت فرمائیں۔

لفظ ماشاء اللہ ایسے وقت میں بولا جاتا ہے جب کوئی آدمی دیکھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کی دولتوں اور نعمتوں سے نوازا ہے، علمی نعمتیں بھی عطا فرمائیں، مالی نعمتیں بھی عطا فرمائیں، جانی نعمتیں بھی عطا فرمائیں اور سب نعمتوں سے بڑھ کر ایمانی نعمتوں سے بھی نوازا ہے، تو آدمی کو اللہ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ ماشاء اللہ، اللہ نے مجھے بہت نوازا ہے، جب یہ بندہ لفظ ماشاء اللہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں کہ میرا بندہ میری مشیت اور میرے فضل کا واسطہ دے رہا ہے، سب کچھ میری طرف سے سمجھ رہا ہے، تواضع اور عاجزی اس کے چہرہ سے ٹپک رہی ہے، ایسے بندوں کو اللہ تعالیٰ دینی ودنیوی نعمتوں سے مالا مال فرمادیتے ہیں۔

حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کوئی چیز دیکھے اور وہ اس کو پسند آئے تو اگر اس نے یہ کلمہ کہہ لیا ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ تو اس کو کوئی چیز نقصان نہ پہنچائے گی، یعنی وہ پسندیدہ چیز محفوظ رہے گی، اور بعض روایت میں ہے کہ جس نے کسی محبوب اور پسندیدہ

Scanned by CamScanner

چیز کو دیکھ کر یہ کلمہ پڑھ لیا تو اس کو نظر بد نہ لگے گی، بہر حال جو آدمی لفظ ماشاءاللہ نہیں کہتا، حالانکہ اللہ نے اسے خوب مال و دولت سے نوازا ہے، بلکہ وہ مال و دولت کو اپنی بڑائی کا سبب سمجھتا ہے، کہتا ہے کہ میں بڑا ہوں اس لئے مالدار ہوں تو ایسا آدمی ہلاکت میں ہے، گویا کہ یہ دنیا کو سب کچھ سمجھتا ہے حالانکہ دنیا فانی اور آخرت باقی رہنے والی چیز ہے۔

طالب دنیا اور طالب آخرت کا عجیب وغریب قصہ

دنیا کی فنا اور آخرت کی بقا پر قرآن مجید نے ایک قصہ بیان کیا، غور سے سننے کی بات ہے، اور عمل میں لانے کی ضرورت ہے، عبرت اور نصیحت کے کانوں سے سنیں۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا. الخ

دوستو! اس سے پہلی آیات میں کفار کی اس درخواست کو رد فرمایا گیا ہے کہ جو اپنے مال و دولت کے نشہ میں چور ہو گئے تھے اور فقرائے مسلمین کو حقیر سمجھ رہے تھے اور ان کے ساتھ بیٹھنے میں عار محسوس کر رہے تھے اور اپنے مال و دولت پر فخر محسوس کر رہے تھے، اور آنحضرت ﷺ سے یہ کہا کرتے تھے کہ جب ہم آپ کے پاس آیا کریں تو آپ ان درویشانِ اسلام اور فقرائے مسلمین کو اپنے پاس سے ہٹا دیا کریں، اب ان آیات میں ان متکبرین کو سنانے کے لئے اور دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری بتلانے کے لئے بنی اسرائیل کے دو بھائیوں کی ایک مثال ذکر فرما رہے ہیں، سورہ کہف کا یہ پانچواں رکوع ہے، اس مختصر اور تھوڑے سے وقت میں مکمل تفسیر و توضیح تو مشکل ہے البتہ اجمالاً واقعہ کا تذکرہ کرتا ہوں۔

دوستو اور بزرگو اور میرے دینی بھائیو! یہ بھی بات یاد رکھنے کی ہے کہ قرآن مجید میں جو بھی قصہ اور واقعہ بیان کیا جائے وہ سچا ہوتا ہے اس کو جھوٹا نہ سمجھا جائے، کیونکہ قرآن میں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا بیان کردہ قصہ ہے اگر ہم اس کی طرف جھوٹ کی نسبت کریں گے تو ہمارے ایمان کے لالے پڑ جائیں گے، یعنی ہم کافر ہی ہو جائیں گے، بہر حال...... آپ قصہ سنیں۔

بنی اسرائیل میں دو بھائی تھے ایک مالدار کافر تھا اور آخرت کا منکر تھا اور وہ اپنے مال و دولت پر مغرور تھا اور دوسرا ایک مؤمن اور درویش تھا، متواضع اور منکسر المزاج تھا، مالدار کافر اپنے مال کے نشہ میں سب کچھ بھولا ہوا تھا، چنانچہ قرآن میں بتلایا گیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کافر کو انگوروں کے دو باغ دیئے تھے اور ان دونوں باغوں کی خوبصورتی بڑھانے کے لئے کھجوروں کے درختوں سے گھیر دیا تھا یعنی ہر چہار طرف (بونڈری) کھجور کے درخت لگا دیئے تھے، اور دونوں باغوں کے درمیان میں کھیتی بھی پیدا کر دی تھی جس سے بآسانی روزی اس کو حاصل ہوتی تھی، اور دونوں باغوں میں خوب پھل آ رہے تھے گویا کہ کھیتی اور پھلوں کی پیداوار میں ذرہ برابر کمی نہ تھی ایسا بھی نہیں تھا ایک سال پھل آ جاتے اور ایک سال نہیں آتے بلکہ ہر سال پھل آتے تھے اور خوب آتے تھے اور دونوں باغوں کے درمیان نہر جاری کر دی تھی جس کا پانی کبھی خشک نہیں ہوتا تھا، ان دو خوبصورت اور عمدہ باغوں کے علاوہ اور بھی طرح طرح کے اور قسم قسم کے اموال و مویشی، سونا، چاندی نوکر چاکر وغیرہ وغیرہ وافر مقدار میں اس کے پاس موجود تھے۔

دوستو! اس مال کثیر نے اس کو مغرور متکبر بنا دیا تھا چنانچہ اس کافر مالدار نے اپنے مؤمن فقیر ساتھی سے کہا (فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ أَنَا أَكْثَرُ

مِنْکَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا)

کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں، اور میں نوکروں چاکروں کے اعتبار سے بھی تجھ سے زیادہ باعزت ہوں، پھر یہ مالدار کافر اپنے مؤمن غریب ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے باغ میں لیکر گیا اور کہنے لگا کہ میرا تو یہ خیال نہیں ہے کہ یہ باغ میری زندگی میں کبھی برباد بھی ہوگا اور نہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ کبھی قیامت آوے گی، اور اگر قیامت آ بھی گئی اور میں اپنے رب کی طرف لوٹ بھی گیا تو ان باغات اور یہاں کے ساز و سامان سے اچھے باغات وہاں ملیں گے، کیونکہ میری شان اسی لائق ہے کہ جب مجھے یہاں مل رہا ہے میرا رب مجھ سے یہاں خوش ہے وہاں بھی خوش ہوگا اس نے مجھے یہاں دیا...... وہاں بھی دے گا، بس یہ رزق کی فراوانی میرے لئے عنداللہ مقبولیت کی دلیل ہے۔

رزق کی فراوانی دلیل مقبولیت نہیں ہے

دوستو! انسان کا یہ سمجھنا کہ رزق کی فراوانی عنداللہ مقبولیت کی دلیل ہے یہ غلط ہے، بلکہ روزی کا تعلق قسمت سے ہے جتنا جس کے مقدر میں لکھ دیا وہ مل کر رہے گا دنیا کے کسی بھی شخص پر رزق کی فراوانی ہو تو یہ اس کے مقبول ہونے کی دلیل نہیں ہے، اور نہ کمال کی علامت ہے بلکہ اگر طاعت کی بجائے معصیت کے ساتھ یہ سب چیزیں جمع ہو جائیں تو یہ استدراج اور ڈھیل پر محمول کیا جائے گا، بس اللہ نے اس کافر مالدار کو ڈھیل دی تھی، اس لئے یہ چند روزہ مال و منال اور باغ و بہار پر خوش ہو رہا تھا اس کی یہ باتیں سن کر اس کے دیندار بھائی نے کہا:

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ اَكَفَرْتَ بِالَّذِىْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ

ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّىْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّىْۤ اَحَدًا

اس کے مؤمن بھائی نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ تو اس خدا کو نہیں مانتا جس نے تجھ کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر اس نے تجھکو صحیح سالم چنگا آدمی بنا دیا پھر بھی تو اس کی الوہیت میں اور اس کے قادر مطلق ہونے میں شک کرتا ہے، خیر تو مان نہ مان میں تو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

ساتھی کو نصیحت

اس کے بعد مؤمن بھائی نے اپنے کافر بھائی کو نصیحت کی اور کہا کہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوتا ہے اور باغ کو پھلوں سے لدے ہوئے دیکھتا ہے تو تجھے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے، اور یہ کہنا چاہیے **ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ** کہ اس باغ کی باد بہاری سب اللہ کی مشیت اور اس کے فضل سے ہے وہ چاہے تو اس کو آباد رکھے اور چاہے تو اس کو اجاڑ دے وہ ہر طرح سے قادر ہے، بندہ میں کوئی طاقت نہیں کہ باغ کو اور اس کی بہار کو قائم رکھ سکے اسی طرح دوستو زندگی کی باغ و بہار امیری اور فقیری سب اسی کی مشیت اور چاہت سے ہے، دم کے دم میں امیر کو فقیر اور فقیر کو امیر بنا سکتا ہے اس لئے دوستو! مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے باغ میں یا مکان میں داخل ہوتے وقت **ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ** پڑھے تو وہ باغ اور مکان، بلا اور آفت اور نظر بد سے محفوظ رہے گا۔

حکایت

امام دار الہجرت حضرت مالک بن انسؒ نے اپنے مکان کے دروازہ پر لکھ رکھا تھا ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ، کسی نے پوچھا کہ آپ نے یہ کیوں لکھا تو کہا کہ اللہ تعالی کا

ارشاد ہے: لَوْ لَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَکَ قُلْتَ مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

سفر السعادۃ کے مصنف نے لکھا ہے کہ حدیث شریف میں منقول ہے کہ جب کوئی شخص اپنے کسی ایسے مال واسباب وغیرہ یا بچے پر نظر ڈالے جو اس کو اچھا لگتا ہو تو چاہئے کہ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہے تا کہ اس مال کو یا بچے کو نظر نہ لگے۔

حضرت عثمان غنیؓ کی نصیحت

ایک دفعہ حضرت عثمان غنیؓ نے ایک بہت ہی خوبصورت بچے کو دیکھا تو فرمایا کہ اسکی ٹھوڑی کے گڑھے میں ذرا سی سیاہی لگا دو تا کہ اس کو نظر نہ لگے اس لئے دوستو گھر میں اپنی ماؤں اور بہنوں کو بتلاؤ کہ چھوٹے بچہ کی ٹھوڑی کے گڑھے میں سیاہی لگاؤ نہ کہ گال اور پیشانی پر، ہماری مائیں گال اور پیشانی پر ہی سیاہی لگا دیتی ہیں یہ غلط ہے۔

تکبر اور فخر بری چیز ہے

بہر حال مؤمن بھائی نے اپنے کافر بھائی کو کہا کہ آج تیرے پاس باغات ہیں اموال ہیں، بایں وجہ تو تکبرانہ انداز سے پیش آتا ہے آج تو مجھے مال واولاد میں اپنے سے کمتر سمجھ رہا ہے، گری گری نظروں سے دیکھ رہا ہے، کیا عجب ہے میرا پروردگار دنیا وآخرت میں یا دونوں جگہ مجھ کو تیرے سے بہتر باغ دیدے، اور اس تیرے باغ پر آسمان سے کوئی بلا اور آفت آپڑے، جس کا تجھے وہم وگمان بھی نہ ہو پھر وہ تباہ ہو کر دفعۃً چٹیل میدان ہو جائے جس پر گھاس کا بھی نام ونشان نہ ہو، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جو بات مرد مؤمن کی زبان سے نکلی تھی وہ اللہ نے سچ کر دکھائی اور بلا سبب ظاہری کے دفعۃً اور ناگہانی طور پر آسمان سے ایک آفت آئی جس سے وہ باغ تباہ ہو گیا اور باغ کا مالک

حسرت وافسوس سے ہاتھ ملتا رہ گیا، تب اس کی آنکھ کھلی کہ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہ اللہ ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے، سب چیزیں اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں، اس لئے میرے بھائیو اور دوستو! اچھی اور بری تقدیر سب اللہ کی طرف سے ہے اسی پر ایمان لانا چاہیے، اس کی قوت کو آخری قوت سمجھنا چاہیے، اور اسی کی اطاعت وعبادت کرنی چاہیے، مال ودولت پر کبھی بھی فخر نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ حق تعالی کی یہ سنت ہے کہ وہ اکثر اپنے مقبول بندوں کو دنیا سے دور رکھتا ہے، اور کافروں کو دنیا کے عیش وآرام سے خوب نوازتا ہے، ہاں کبھی کبھی بطور آزمائش اس کا الٹا بھی کر دیتا ہے، جیسے اس کافر بھائی کے لیے ہوا کہ اس نے مال ودولت کو اپنا کمال سمجھا حالانکہ دنیا کی نعمتیں تو رب العالمین سانپوں اور بچھوؤں اور بھیڑیوں اور بدکاروں سبھی کو دیدیتے ہیں، دوستو اصل مدار مقبولیت کا آخرت کی نعمتوں پر ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں، اور دنیا کی نعمتیں سب زوال پذیر ہیں، چنانچہ اس کافر بھائی کی ساری دولت تباہ وبرباد کر دی گئی، بس بندہ کو چاہیے کہ اللہ کی مشیت پر نظر رکھے۔

مشیت میں اللہ اور غیر اللہ کو برابر قرار نہ دو

دوستو! مشیت میں اللہ اور غیر اللہ کو برابر نہ سمجھنا چاہیے، احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، حضرت حذیفہؓ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: لوگو اس طرح نہ کہو کہ وہی ہوگا جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے کیونکہ اس طرح کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ارادہ اور مشیت میں اللہ اور بندہ کو برابر کا درجہ دے دیا، جب کہ کسی کام کا ہونا یا نہ ہونا صرف اللہ کی مرضی اور مشیت پر منحصر ہے، البتہ ظاہری اسباب ووسائل کے پیش نظر کسی انسان کی طرف ارادہ اور مشیت کی نسبت کرنا ہی منظور ہو تو پھر یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہوگا جو اللہ چاہے، اور پھر فلاں چاہے، گویا کہ اللہ کی مشیت کو مقدم رکھا جائے گا

Scanned by CamScanner

اور بندہ کی مشیت کو تابع ۔ (ابوداؤد)

دوستو! صحیح بات یہ ہے کہ تنہا اللہ تعالی جس طرح چاہتے ہیں اسی طرح ہوتا ہے، کوئی دوسرا چاہے نہ چاہے اصل مشیت اللہ ہی کی سمجھنی چاہیے۔

آخری بات

میرے محترم بزرگو اور دوستو! بس مؤمن کا کام یہ ہونا چاہیے کہ جب وہ کسی نیک کام کا ارادہ کرے تو انشاء اللہ کہہ لے اور جب کوئی نعمت، فرحت، خوش عیشی کی بات دیکھے یا سُنے تو ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہہ لے، اور انشاء اللہ اور ماشاء اللہ کا استعمال مزاحاً اور استہزاءً نہ کریں، کہیں باری تعالی پکڑ نہ فرمالیں، اور اگلی پچھلی سب نیکیاں برباد نہ ہوجائیں۔

اللہ تعالی مجھے بھی اور آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

وماعلینا الاالبلاغ

کامیاب زندگی کا نسخہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ. وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً وَّلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ.

ذکر دنیا کرکے دیکھا فکر عقبیٰ کرکے دیکھ
سب کو اپنا کرکے دیکھا رب کو اپنا کرکے دیکھ

محترم بزرگو اور دوستو اور پس پردہ بیٹھی ہوئی اسلامی ماؤں اور بہنو! دنیا میں ہر مرد اور عورت امیر ہو یا غریب، پڑھا ہوا ہو یا ان پڑھ، شہری ہو یا دیہاتی الغرض کسی مرتبہ اور درجہ کا آدمی ہو ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ میری زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوجائے، چین وسکون نصیب ہوجائے، میرا گھر خوشیوں اور مسرتوں سے بھر جائے، ہر انسان کی یہی چاہت اور آرزو ہوتی ہے کہ میری زندگی عزت وکامیابی کے ساتھ بسر ہوجائے، جس ذات نے انسان کو پیدا کیا، عدم سے وجود بخشا، اسی ذات حق سبحانہ وتعالی نے اپنے

پاک کلام میں مکمل ترین اور کامیاب ترین زندگی کے لئے آسان نسخہ بتلادیا، اگر انسان اس کی روشنی میں زندگی گذارے، تو چین وسکون اور آرام واطمینان نصیب ہوگا، وہ نسخہ کیا ہے؟ دل کے کانوں سے سنیئے، اللہ رب العزت اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً.

جو آدمی بھی ایمان لانے کے بعد خواہ مرد ہو یا عورت، عمل صالح کرے گا، یعنی زندگی سنت وشریعت کے مطابق گزارے گا، ہم اسے حیات طیبہ عطا فرمائیں گے، خوشیوں اور راحتوں سے بھرپور زندگی نصیب فرمائیں گے، نہ زندگی میں کوئی غم ہوگا نہ رنج والم، نہ تنگ دستی نہ تنگ حالی، نہ معاشی الجھنیں نہ ذہنی ٹینشنیں اس کے دل کو قناعت وغنا سے بھر دیا جائے گا، اور وہ دنیا ہی میں جنت کے مزے لوٹے گا، صحیح معنی میں جو مرد وزن شریعت کے مطابق زندگی گذارتے ہیں، ان کے لئے کوئی رنج وغم نہیں ہے۔

ولایت کا دروازہ مرد وعورت دونوں کے لئے کھلا ہے

بزرگو اور دوستو اور میری ماؤ اور بہنو! اللہ رب العزت نے ولایت اور اپنے قرب کا دروازہ مرد وعورت دونوں کے لئے کھولا ہے، چنانچہ اعلان فرمادیا کہ جو بھی ایمان لائے اور اعمال صالحہ کرے ہم اس کو ضرور بالضرور پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے، اپنی محبت ومعرفت اور قرب وولایت سے سرفراز فرمائیں گے، لیکن عام طور پر عورتوں میں یہ تأثر دیکھا گیا ہے کہ وہ خیال کرتی ہیں کہ ولایت کے درجات کو پانا یہ تو مردوں کا کام ہے، عورتیں تو فقط اپنا نماز روزہ کرتی رہیں اور گھر کے کام کاج میں مصروف رہیں یہی ان کے لئے کافی ہے، بلکہ اسی پر ان کی زندگی کا مدار ہے، اور یہی ان کی کل

کائنات ہے، میری بہنو! یہ خیال صحیح نہیں ہے بلکہ اگر ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ اس امت کی خواتین نے دینی میدان میں بڑی بڑی ترقیاں حاصل کی ہیں، اور علم وعمل کے میدان میں انہوں نے مردوں کے شانہ بشانہ نمایاں کارنامے انجام دیئے ہیں۔

عورت اپنے گھر میں رہ کر مرد کے برابر ثواب حاصل کرسکتی ہیں

چنانچہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ عورت گھر کی چہار دیواری میں رہ کر وہ درجات عالیہ حاصل کرسکتی ہے جو مرد کو سرحد کی حفاظت اور میدان کارزار میں خون بہا کر حاصل ہوتے ہیں، ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک خاتون عرض کرنے لگی اے اللہ کے نبی ﷺ مرد تو ہم عورتوں سے نیکیوں میں بہت آگے بڑھ گئے، آپ ﷺ نے پوچھا وہ کیسے؟ کہنے لگی کہ مرد تو آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے ہیں ساری ساری رات جاگ کر سرحد پر دشمن کا پہرہ دیتے ہیں، اور ہم گھر کے اندر ان کے بچوں کی پرورش کرتی ہیں ان کو پکا کر کھلاتی ہیں، ان کی تربیت کا خیال کرتی ہیں، ان کے جان، مال اور آبرو کی حفاظت کرتی ہیں، ہم جہاد میں نکل کر دشمن کے سامنے رات بھر پہرہ نہیں دیتیں، اور مرد لوگ مسجد میں جاکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں جبکہ ہم گھروں میں نماز پڑھ لیتی ہیں، ہم تو جماعت کے ثواب سے بھی محروم ہوگئیں، جب انہوں نے یہ سوال پوچھا تو اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا کہ پوچھنے والی نے بہت اچھا سوال پوچھا، اللہ کے سچے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے گھر میں اپنے بچہ کی وجہ سے رات کو جاگتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اس مجاہد کے برابر ثواب عطا فرماتے ہیں، جو ساری رات جاگ کر سرحد کی حفاظت کرتا ہے، اور جو عورت گھر میں نماز پڑھتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس مرد

Scanned by CamScanner

کے برابر اجر عطا فرماتے ہیں جو مسجد میں جا کر تکبیر اولی کے ساتھ باجماعت نماز پڑھتا ہے، سوچئے کہ کتنی آسانی اور سہولت کے ساتھ عورت کی کمزوری اور کم ہمتی کی رعایت کرتے ہوئے اللہ تعالی نے اسکو مرد کے برابر ثواب عطا فرمایا، کہ گھر کے نرم نازک بستر پر بیٹھے ہوئے اس کو جہاد کا ثواب عطا فرمارہے ہیں، عورت کو چاہیے کہ ایسے رحیم وکریم رب کی بارگاہ میں سجدۂ شکر بجالائے۔

صنف نازک پر نوازشات الٰہی

اسلامی ماؤ اور بہنو! اللہ تعالی نے عورت کے ساتھ انتہائی شفقت اور نرمی کا معاملہ کیا ہے، اور بچپن سے لیکر بڑھاپے تک اس کے ساتھ خصوصی رعایتیں اور اس پر اپنے لطف وکرم سے خصوصی انعامات فرمائے ہیں، آیئے آپ کو عورت کی زندگی کے مختلف مراحل پر اللہ تعالی کی طرف سے اجر وثواب کے بارے میں بتاتا ہوں تاکہ واضح ہو جائے کہ اسلام نے اس صنف نازک کے ساتھ کس قدر نرمی کا معاملہ فرمایا ہے، چنانچہ شریعت کا حکم ہے کہ جس گھر میں لڑکی کی پیدائش ہو اللہ تعالی اس گھر میں اپنی رحمت کا دروازہ کھول دیتے ہیں، اگر دو بیٹیاں ہو گئی تو باپ کے لئے رحمت کے دو باب کھل گئے، ان کا باپ جنت میں نبی پاک ﷺ کے اتنا قریب ہوگا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسری کے قریب ہوتی ہیں۔

زندگی کے مختلف مراحل میں عورت کا اجر وثواب

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جب کوئی کنواری لڑکی مرجاتی ہے جو ماں باپ کے گھر رہتی تھی، قیامت کے دن اللہ تعالی اس کو شہداء کی قطار میں کھڑا کریں گے، اس لئے کہ یہ کنواری تھی، اپنی عزت وعفت کی حفاظت

کرتے ہوئے جان دے دی، شادی کے بعد شوہر کے گھر کی بہاریں نہیں دیکھی، وہاں کا راحت وآرام نصیب نہیں ہوا، اللہ تعالی اس کو آخرت میں شہادت کا مقام عطا فرمائیں گے، اور اگر شادی ہو گئی تو اب اس کے ذمہ شوہر کا بھی حق ہے، اور اولاد کا بھی حق ہے، اب یہ دونوں حق ادا کر رہی ہیں، تو اللہ تعالی اس کا اجر بڑھا دیتے ہیں، اگر یہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ اچھے انداز میں زندگی بسر کر رہی ہے، حتی کہ اس کو امید لگ گئی، تو حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جس لمحہ اس کو حمل قرار پایا اسی لمحہ اللہ تعالی اس کے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں، اگر یہ اپنے بچے کو پیٹ میں لئے پھر رہی ہے، گھر کے کام کاج بھی کر رہی ہے، اور تھکن کی وجہ سے اس کی زبان سے کراہنے کی آواز بھی نکل رہی ہے، تو اللہ تعالی فرشتوں کو فرماتے ہیں کہ میری یہ بندی ایک بڑے بوجھ سے عہدہ برآ ہو رہی ہے، اس کے کراہنے پر الحمد للہ، سبحان اللہ اور اللہ اکبر کا ثواب لکھ دو، بچہ کی پیدائش پر دردزہ میں عورت جو تکلیف اٹھاتی ہے اللہ تعالی ہر درد کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں، دیکھئے اسلام نے عورت کے ساتھ کتنی نرمی کا معاملہ برتا ہے۔

پھر اگر بچہ صحیح سلامت پیدا ہو گیا اور زچہ وبچہ دونوں خیریت سے ہیں تو حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالی ایک فرشتے کو حکم دیتے ہیں، جو اس عورت کو آکر کہتا ہے کہ اے ماں! اللہ تعالی نے تجھے گناہوں سے ایسا پاک کر دیا جیسے تو اس دن پاک تھی جس دن تو اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی۔

پھر اگر بیٹے یا بیٹی کو قرآن حفظ کرنے کے لئے چھوڑا اور وہ حافظ یا حافظہ بن گئے تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو نور کا ایسا تاج عطا فرمائیں گے کہ جس کی روشنی سورج کی

Scanned by CamScanner

روشنی سے زیادہ چمکدار ہوگی بلکہ اگر سورج کسی کے گھر میں آجائے اور سارے عالم کی روشنی اس کے گھر میں جمع ہوجائے تو وہ گھر کس قدر روشن ہوگا اس سے کہیں زیادہ وہ تاج روشن ہوگا، اولاد کو حافظ بنانے پر کتنا بڑا اعزاز واکرام ہے۔ میری بہنو! عہد کرو کہ انشاءاللہ اپنی اولاد کو مکاتب ومدارس میں چھوڑ کر حافظ قرآن بنائیں گے۔

اولاد کی اچھی تربیت کی فکر کریں

آج عورتیں مائیں تو بن جاتی ہیں، مگر ان کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ بچہ کو تربیت کیسے دینی ہے، اس بیچاری کی خود ہی صحیح تربیت نہیں ہو پائی ہے، بچہ کی کیا تربیت کرے گی؟ آج یہی بنیادی وجہ ہے کہ ہمارے ماحول اور معاشرہ میں بچوں کی صحیح تربیت نہیں ہوتی، ایک وقت تھا جب کہ مائیں بچوں کی دینی اور اسلامی تربیت کے لئے خوب کوششیں کرتی تھیں، آج ہے کوئی ماں جو کہے کہ میں اللہ کے ساتھ بچہ کا یقین بناتی ہوں؟ ہے کوئی ماں جو یہ کہے کہ میں صبح وشام بچہ کو اچھی باتوں کی تعلیم دیتی ہوں بری باتوں سے روکتی ہوں؟ ایک وقت تھا کہ مائیں بچہ کو سکھاتی تھی کہ بیٹا جھوٹ مت بولنا، گالی مت دینا، لڑائی جھگڑا مت کرنا، بڑوں کا ادب کرنا، سب کو سلام کرنا، کمزوروں کی مدد کرنا، مظلوم کا ساتھ دینا، بروں کی صحبت سے دور رہنا، تمام اچھی باتوں کی تعلیم دیا کرتی تھیں، اور یہ تب تھا جب کہ وہ خود بھی اچھی اور تربیت یافتہ مائیں ہوتی تھیں، وہ بچہ کو سلانے کے لئے لوریاں دے رہی ہوتیں اور زبان پر سورہ یٰسین کی تلاوت ہوتی، وہ دودھ پلا رہی ہوتیں اور ذکر اللہ میں مشغول ہوتی تھیں، اس دودھ سے بچہ کے اندر انوارات پیدا ہوتے تھے، وہ دین کے اور اسلام کے سپاہی بنتے تھے۔

مگر آج کی عورت کا حال برا ہے

آج تو نقشہ یہ ہے کہ ماں بچہ کو سینے سے لگا کر دودھ پلا رہی ہے، ساتھ ہی ٹی، وی پر ناچ، گانے دیکھ رہی ہے، فلم اور ڈراموں سے دل بہلا رہی ہے، اب خود ہی بتا کہ تیرا بیٹا جنید وشبلی کیسے بنے گا؟ امام غزالی اور شاہ عبدالقادر جیلانی کیسے بنے گا؟ تیرا مطیع وفرمانبردار اور بڑھاپے میں خدمت گذار کیسے بنے گا؟ تیری گود بچہ کی پہلی درسگاہ تھی، جب تو نے اس کو اسلامی تربیت نہ دی تو تیرا قصور ہے، اب بڑا ہوکر بات نہ مانے، ماں باپ کے ساتھ لڑائی جھگڑے اور مار پٹائی کرے، چاروں طرف سے گھر والوں کے لئے ذلت ورسوائی کا سبب بنے، اب جو تو روتی جھجھاتی اور شکوہ شکایت کرتی پھرتی ہے، اور دعا تعویذ کے ذریعہ اس کو نیک صالح اور پارسا بنانے کی فکر میں دربدر بھٹکتی پھرتی ہے تو یقیناً یہ تیری بھول ہے، تو نے ہی اس کو بگاڑا، تو وہ بگڑ گیا، اگر تو اس کو سدھارتی تو وہ سدھر جاتا، اور آج تمہارے لئے بھی اور خود اپنے لئے بھی معاشرہ میں عزت وقدر حاصل کرتا، اور اچھا انسان بن کر اپنے خاندان اور قوم کا نام روشن کرتا۔

عورتوں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے

اس لیے میری ماں اور بہنو! عورت کو چاہیے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھے، کیونکہ انہی کی گود سے اولیا اور اتقیا پیدا ہوتے ہیں، اگر شروع سے بچہ کی تربیت اچھی ہوگی تو اس کے اثرات بھی اچھے مرتب ہوں گے اور بچہ نیک صالح بنے گا اور اگر شروع سے تربیت ہی میں بگاڑ ہوا تو زندگی بھر ماں باپ کو رونا پڑے گا، اور نتیجہ کچھ نہ نکلے گا، اس لئے اس پہلو پر بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت

Scanned by CamScanner

ہے، کہ کہیں ہم نے خود اپنا اور اپنی اولاد کا مستقبل تو تباہ نہیں کر رہے ہیں۔

اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے بچائیں

محترم دوستو! ایک مسلمان ماں باپ کو چاہیے کہ ابتدا ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور صحابہ وسلف صالحین کے عملی نمونوں کی روشنی میں اپنے بچہ کی تعلیم وتربیت کی فکر کریں اور اس کے لئے اپنی پوری کوشش صرف کردیں، آغاز اچھا ہوگا تو باقی زندگی بھی اچھی ہوگی اور امید ہے کہ انشاء اللہ خاتمہ اور انجام بھی بخیر ہوگا۔

تعلیم وتادیب

دوستو اور پیاری بہنو! بچوں کو ادب سکھانا اور دینی تعلیم دلانا واجب اور ضروری ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْا أَنْفُسَکُمْ وَأَهْلِیْکُمْ نَاراً.

اے ایمان والو خود کو اور اپنے اہل وعیال کو کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، جب آدمی اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہیں کرے گا، اچھے اخلاق وآداب نہیں سکھائے گا، اسکو اسلامی تعلیم نہیں دلائے گا، اللہ تعالی کے احکام نبی پاک ﷺ کی سنتوں سے واقف نہیں کرائے گا، تو کیسے ان کو جہنم کی آگ سے بچا سکے گا۔

ہر آدمی سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال ہوگا

ایک بہت معروف اور صحیح حدیث ہے:

کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته.

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں سوال ہوگا، چنانچہ ماں باپ سے اولاد کے

بارے میں پوچھ گچھ ہوگی، کیونکہ بچے ہمارے پاس اللہ تعالی کی ایک امانت اور نعمت ہیں، لہذا اس کا حق ادا کریں، اور اگر ہم نے ان کی تعلیم وتربیت کی فکر نہ کی اور انہیں اچھا بنانے کی کوشش نہ کی تو وہ خود تو ضائع ہوں گے ہی مگر خود ہم کو بھی اللہ تعالی کے یہاں مجرموں کی صف میں کھڑا کریں گے، اور وہ خود تو جہنم کا ایندھن بنیں گے ہی مگر ہم کو بھی جہنم میں پہنچا کر رہیں گے۔

ہمارے بڑوں کی تربیت میں ماں کا کردار

میری ماؤ اور بہنو! یہ ہمارے بڑے شیخ عبد القادر جیلانی، امام غزالی، حضرت تھانوی، حضرت نانوتوی، حضرت شیخ الہند، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب اور ہمارے حضرت مفتی مظفر حسین صاحب ؒ یوں ہی بڑے نہیں بن گئے بلکہ ان کی تعلیم وتربیت کے پیچھے ان کی کامیاب ماں کا ہاتھ ہے

اپنے بڑوں اور بزرگوں کی تعلیم وتربیت کے کچھ نمونے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، ان کی ماؤں نے ان کی تربیت میں اپنے آپ کو کس طرح کھپایا ان کو کندن اور انسان بنانے میں کس قدر جد وجہد اور مسلسل سعی پیہم سے کام لیا۔

اوروں کے بنانے سے تقدیر نہیں بنتی
ہم جہد مسلسل سے تقدیر سنواریں گے

کامیاب مرد کے پیچھے ماں کا کردار

شیخ عبد القادر جیلانی لڑکپن میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے چلتے ہیں، ان کی اماں ان کو نصیحت کرتی ہے کہ بیٹا جھوٹ مت بولنا، ہمیشہ سچ بولنا چنانچہ راستہ میں ڈاکو مل گئے، انہوں نے لوٹ مار شروع کی، اور پوچھا کہ تمہارے پاس مال ہے؟ شیخ عبد القادر جیلانی نے کہا کہ ہاں میرے پاس

چالیس اشرفیاں ہیں، میری امی نے چلتے وقت میری آستین میں سل دی تھیں، ڈاکو کے سردار نے اپنے پاس بلا کر کہا تو نے جھوٹ کیوں نہیں بولا، نہ تجھے جان کی فکر نہ مال کی فکر، کہا کہ میری امی نے چلتے وقت ہدایت کی تھی کہ بیٹا سچ بولنا کبھی جھوٹ نہ بولنا، میں نے ان سے عہد کرلیا تھا، اس لئے مجھے ماں کے قول کا پاس رکھنا تھا، ڈاکوؤں کے دل میں یہ بات گھر کر گئی کہ جب ایک بچہ ماں کے عہد کا اتنا پاس رکھتا ہے تو ہم نے بھی تو کلمہ پڑھ کر اپنے رب عہد کیا ہے تو ہم اس کا پاس کیوں نہ رکھیں، چنانچہ انہوں نے اللہ سے توبہ کی اور ان کی زندگی میں اس بچہ کی سچائی کی وجہ سے نکوکاری آگئی، یہی بچہ آگے چل کر شیخ عبدالقادر جیلانی بنا اس کامیاب مرد کے پیچھے ماں کی نصیحت کا کردار نظر آرہا ہے۔

باوضو ہوکر دودھ پلانا

اسی طرح دوستو! ایک ماں کا کردار باوضو ہوکر دودھ پلانے میں بیان کیا جاتا ہے کہ خواجہ اجمیریؒ نے بنگال کا سفر کیا، دوران سفر کئی لوگ مسلمان ہوگئے، اور کئی لوگ بیعت ہوئے، جب آپ گھر آئے تو آپ کے چہرہ پر خوشی کے آثار نمایاں تھے، ماں نے پوچھا معین الدین بہت خوش نظر آرہے ہو، کہنے لگے اماں صاحبہ اس لئے کہ سات لاکھ ہندوؤں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور ستر لاکھ مسلمانوں نے میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کی اس لئے آج میرا دل بہت خوش ہے، ماں نے کہا بیٹا یہ تیرا کمال نہیں ہے یہ تو میرا کمال ہے، فرمایا اماں! بتائیں تو سہی یہ کیسے؟ ماں نے جواب دیا کہ بیٹا جب تم پیدا ہوئے میں نے کبھی بھی زندگی میں بلا وضو تمہیں دودھ نہیں پلایا، آج اس کی برکت ہے کہ تمہارے ہاتھوں پر اللہ تعالی نے لاکھوں آدمیوں کو

کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمادی۔

ننھے منھے بچے کو وحدت سکھانے میں ماں کا کردار

میری ماؤ اور بہنو! بچوں کو وحدت سکھانے کا ایک واقعہ عبرت کی غرض سے سنو، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی جب پیدا ہوئے تو ان کے والدین کو تربیت کی فکر ہوئی، بچہ نیک کیسے بنے؟ اچھا کیسے بنے؟ موحد کیسے بنے؟ چنانچہ ماں نے کہا کہ میرے ذہن میں ایک تجویز ہے کل سے اس پر عمل کروں گی، بہر حال اگلا دن ہوا بچہ مدرسہ میں یا اسکول میں پڑھنے کے لئے چلا گیا، ماں نے کھانا بنایا اور الماری میں کہیں چھپا کر رکھ دیا، بچہ آیا کہنے لگا امی بھوک لگی ہے، مجھے کھانا دیجئے، ماں نے کہا بیٹا! ہمیں بھی تو کھانا اللہ تعالی دیتے ہیں وہی رزاق ہیں وہی رزق پہنچاتے ہیں، وہی مالک وخالق ہیں، ماں نے اللہ رب العزت کا تعارف کروایا، اور کہا کہ بیٹا تمہارا رزق بھی وہی بھیجتے ہیں، تم اللہ سے مانگو بیٹے نے کہا امی میں کیسے مانگوں؟ ماں نے کہا بیٹا مصلی بچھاؤ، چنانچہ مصلی بچھادیا، بیٹا التحیات کی شکل میں بیٹھ گیا، چھوٹے چھوٹے معصوم ہاتھ اٹھائے ماں نے کہا بیٹا دعا کرو، بیٹا دعا کر رہا ہے کہ اے اللہ تعالی میں مدرسہ سے آیا ہوں بھوک لگی ہے اللہ مجھے کھانا دیدیجئے بیٹے نے تھوڑی دیر اس طرح عاجزی کی، پوچھنے لگا امی اب کیا کروں؟ ماں نے کہا بیٹا! تم ڈھونڈو اللہ نے کھانا بھیج دیا ہوگا، تھوڑی دیر کمرے میں ڈھونڈا بالآخر الماری میں کھانا مل گیا، بیٹے نے کھانا کھایا، اب بیٹے کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا وہ روز اللہ تعالی کی باتیں پوچھتا، امی وہ سب کو کھانا دیتے ہیں، پرندوں کو بھی، حیوانوں کو بھی، پتہ نہیں اس کے پاس کتنے خزانے ہیں؟ وہ ختم نہیں ہوتے وہ اللہ تعالی کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل کرنے کی

Scanned by CamScanner

کوشش کرتا؟ ماں کا دل خوش ہوتا کہ بیٹے کے دل میں اللہ رب العزت کا تعلق بڑھ رہا ہے، چنانچہ جب بچہ محسوس کرتا سب کو اللہ تعالی رزق دے رہے ہیں تو محسن کے ساتھ محبت تو فطری چیز ہے، بچہ کے دل میں اللہ تعالی کی محبت پیدا ہوگئی، وہ محبت سے اللہ تعالی کا نام لیتا وہ سونے سے پہلے والدہ سے اللہ تعالی کی باتیں پوچھتا، ماں خوش ہوتی کہ میرے بیٹے کے دل میں اللہ تعالی کی محبت بس رہی ہے۔

کچھ دن تک سلسلہ اسی طرح چلتا رہا، مگر ایک دن یہ ہوا کہ ماں اپنے رشتہ داروں میں کسی تقریب میں چلی گئی، اور وہاں جا کر وہ وقت کا خیال نہ رکھ سکیں بھول گئیں، جب خیال آیا تو پتہ چلا کہ بچہ کے آنے کا وقت کافی دیر ہوئی گذر چکا ہے، ماں نے برقعہ لیا اور اپنے گھر کی طرف تیز قدموں سے چلدیں، راستہ میں رو بھی رہی ہے، دعائیں بھی کر رہی ہے، میرے مالک میں نے تو اپنے بچہ کا یقین بنانے کے لئے یہ سارا معاملہ کیا تھا اے اللہ اگر آج میرے بچے کا یقین ٹوٹ گیا تو میری محنت ضائع ہو جائے گی، اے اللہ پردہ رکھ لینا، اللہ میری محنت کو ضائع ہونے سے بچا لینا، ماں دعائیں کرتی آرہی ہیں، جب گھر پہنچی تو دیکھتی ہے کہ بیٹا آرام کی نیند سو رہا ہے، ماں نے جلدی سے کھانا پکایا، اور چھپا کر رکھ دیا، پھر آ کر بچے کے رخسار کا بوسہ لیا اسے جگا کر سینے سے لگایا کہنے لگی بیٹے آج تو تجھے بہت بھوک لگی ہوگی، بچہ ہشاش بشاش بیٹھ گیا، کہنے لگا کہ امی مجھے تو بھوک نہیں لگی، ماں نے پوچھا وہ کیسے؟ تو بچہ نے کہا امی جب میں مدرسہ سے آیا تو میں نے مصلی بچھایا اور میں نے دعا مانگی، اے اللہ بھوک لگی ہوئی ہے، تھکا ہوا بھی ہوں، آج تو امی بھی گھر پر نہیں

ہے، اللہ مجھے کھانا دیدو، امی اس کے بعد میں نے کمرے میں تلاش کیا مجھے ایک جگہ روٹی پڑی ملی، امی میں نے اسے کھا لیا مگر جو مزہ مجھے آج آیا امی ایسا مزہ مجھے زندگی میں کبھی نہیں آیا تھا، سبحان اللہ مائیں بچوں کی تربیت ایسے کیا کرتی تھیں، اور اللہ رب العزت ان کو پھر قطب الدین بختیار کاکی بنا دیتے تھے، چنانچہ یہ مغل بادشاہوں کے شیخ بنے، اور اپنے وقت میں لاکھوں انسان ان کے مرید بنے تو ایک اور کامیاب شخصیت کے پیچھے آپ کو عورت کا کردار ماں کی شکل میں نظر آ گیا، میری ماؤ اور بہنو! ہمیں ان مثالوں سے سبق لینا چاہیے اور اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہیے۔

بچہ کو پانچ چیزوں کی تعلیم دیں

گرامی قدر حضرات! احادیث نبویہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ بچوں کو پانچ طرح کی چیزیں سکھانے کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔

(۱) توحید اور ارکان اسلام کی تعلیم (۲) رسول اللہ ﷺ کی محبت اور سیرت کی تعلیم (۳) قرآن سکھانا (۴) دعائیں یاد کرانا (۵) آداب واخلاق کی تعلیم دینا۔ دوستو! کہنے کو تو یہ پانچ چیزیں ہیں لیکن ان پانچ چیزوں میں پورا دین آ گیا، اگر بچہ کو ان پانچوں چیزوں کی تعلیم دیدی جائے تو وہ کامل و مکمل اور پکا سچا مسلمان بن جاتا ہے۔

بچہ کو سب سے پہلے لفظ اللہ سکھائیں

میرے پیارو اور میری ماؤ اور بہنو! اپنے بچوں کو سب سے پہلے اللہ کی پہچان کرائیں، بچہ جب زبان کھولے اور کچھ بولنے کی کوشش کرنے لگے

تو سب سے پہلے اس کی زبان سے لفظ اللہ نکلوائیں اور اس سے لفظ اللہ کی رٹ لگوائیں، اور جب اس کے اندر بولنے کی اور زیادہ طاقت آ جائے اور مرکب الفاظ بولنے لگے تو سب سے پہلے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ سکھایا جائے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلا بول اپنے بچوں کو لا الہ الا اللہ سکھاؤ، اور مرتے وقت بھی لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔

حدیث شریف میں ہے کہ خاندان عبدالمطلب کا جب کوئی بچہ بولنے لگتا، تو رسول کریم ﷺ اس کو سات دفعہ سورہ بنی اسرائیل کی آخری آیت سکھاتے تھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا.

آخری بات

میرے دوستو! دیکھا آپ نے کہ نبی پاک ﷺ سب سے پہلے بچہ کو دین کی تعلیم دے رہے ہیں اور قرآن کریم کی آیتیں سکھا رہے ہیں، بس معلوم ہوا کہ ہر مسلمان ماں باپ کو چاہیے کہ جب بچہ بولنے لگے تو سب سے پہلے اس کو اللہ اور رسول کی پہچان کرائی جائے، قرآن کریم سکھایا جائے، مسنون دعائیں اور دین کی موٹی موٹی باتیں یاد کرائی جائیں، سب سے پہلے دین مقدم ہے، لہذا پہلے اس کے دین کی فکر کریں، جب اس کا دین محفوظ ہو جائے پھر جو چاہے پڑھے، اب اس کے گمراہ ہونے کا خطرہ نہیں، لیکن آج عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جیسے ہی بچہ کچھ سنبھلا اس کو غیر اسلامی ماحول کے حوالہ کر دیا جاتا ہے، غیر مسلموں کے اسکولوں میں کفر و شرک سے آلودہ فضا میں وہ

آنکھیں کھولتا ہے اور ماں باپ بھی الف اور با کے بجائے اس کی زبان سے اے، بی، سی، ڈی سنکر فخر و غرور سے سر اونچا کرتے ہیں، اب سوچئے کہ ایسے میں اس کی زندگی میں دین اور قرآن کیسے آئے گا۔

دوستو! آج کل گلی گلی میں نرسری اسکول، پرائمری اسکول، جونیر ہائی اسکول، انٹر کالج دن بدن کھلتے نظر آ رہے ہیں، مگر ان میں حیات طیبہ، عمل صالح اور تربیت کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔ بقول علامہ اقبال۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

اللہ تعالی ہماری ماؤں کو صحیح سمجھ اور صحیح فکر عطا فرمائے، عمل صالح اور حیات طیبہ کا علمبردار بنائے، بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کا محور بنائے۔

اس دور میں تعلیم ہے امراض ملت کی دوا
ہے خون فاسد کے لئے تعلیم مثل نیشتر

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

Scanned by CamScanner

فرمان الٰہی

ورفعنا لک ذکرک

اے میرے محبوب ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا...... تو سوچئے ان کے ذکر کی بلندی کا کیا ٹھکانہ ہوگا، ہماری زبانیں قاصر ہیں ان کی تعریف کرنے سے ایڑی چوٹی کا زور لگالیں ہم تعریف نہیں کرسکتے، چنانچہ ایک عربی شاعر نے آپ کی منقبت پر چالیس ہزار اشعار لکھے اور چالیس ہزار اشعار لکھنے کے بعد اس نے آخری اشعار یہ لکھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

تھکی ہے فکر رساں اور مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَقَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ. قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ.

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

گرامی قدر لائق احترام حضرات اساتذہ کرام، عزیز طلباء اور کشمیر سے آئی ہوئی تبلیغی جماعت آج کاشف العلوم کی کاشغی جامع مسجد میں نعت نبی ﷺ کا پروگرام منعقد ہورہا ہے، ماشاء اللہ آج ہفتہ واری گشت کا بھی دن

ہے محلہ والے بھی جمع ہیں، طلباء کا بھی جم غفیر ہے، قرب و جوار سے بھی احباب آئے ہوئے ہیں، ہم سب کا مقصد بھی ایک ہے، یوں کہہ لیجئے کہ ایک انجن ہے، اس کے دو ڈبے ہیں، مختلف قسم کے لوگ سوار ہیں مگر مقصد سب کا ایک یعنی رضائے الٰہی اور محبت نبی ﷺ ہے، ہمیں اللہ کی رضا اور خوشنودی اسوقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک کہ پیارے نبی محمد عربی ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کو زندگی میں نہیں لائیں گے، اس پر عمل پیرا نہیں ہوگے قرآن نے کہہ دیا:

لَقَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ.

دوستو اور بزرگو! اللہ تعالی نے ہمارے پاس ایک کھلی کتاب یعنی قرآن مجید بھیج دیا ہے اور اس کے ساتھ ایک نور بھی ارسال کردیا ہے، اشارہ اس بات کی طرف کردیا ہے کہ اگر کسی کے پاس کتاب موجود ہو اور اس میں سب کچھ لکھا ہو اور اس کے پاس روشنی نہ ہو نہ سورج کی روشنی ہو، نہ دن کی روشنی ہو، نہ بجلی کی روشنی ہو، نہ چراغ کی روشنی ہو، نہ چاند کا چاندنا ہو بلکہ اندھیرا ہی اندھیرا ہو، تو بتاؤ روشنی کے بغیر کتاب سے کسی طرح فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اسی طرح اگر دن کی روشنی موجود ہو، بجلی کی روشنی موجود ہو لیکن آنکھ کی روشنی نہ ہو تب بھی کتاب سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔

میرے پیارے بچو! اسی طرح اللہ تبارک وتعالی نے ہمارے پاس قرآن مجید کے ساتھ ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا نور بھیجا ہے جب تک تعلیمات کا یہ نور ہمارے پاس نہیں ہوگا تو ہم قرآن کو نہیں سمجھ سکیں گے، اور عمل کرنے کا طریقہ بھی ہم کو نہیں آئے گا، اللہ تبارک وتعالی نے نبی کریم ﷺ کو اسی لئے مبعوث فرمایا ہے کہ یہ کتاب اللہ کی عملی تشریح فرمائیں گے، تعلیم

وتربیت سے ہم آہنگ کریں گے، لوگوں کو بتائیں گے کہ دیکھو اللہ کی کتاب پر اس طرح عمل کیا جاتا ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کو انسانیت کے لئے ایک کامل اور مکمل نمونہ بنادیا کہ تم اس کو دیکھو، اس کی نقل وحرکت کو دیکھو اور دیکھ دیکھ کر عمل کرو، سچی پکی محبت کرنے والے ہوجاؤ، محترم دوستو! ہمارے ہر ہر عمل سے نبی کی محبت کا اظہار ہونا چاہیے۔

نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

محبت کا اظہار

چنانچہ بعض حضرات نبی کریم ﷺ سے محبت کا اظہار کرتے ہیں، کلام نثر کے ذریعہ اور بعضے حضرات شعروشاعری، نظم ونعت کے ذریعہ عشق ومحبت کی سوغات پیش کرتے ہیں، مگر محبت کے اظہار کی یہ تمام ظاہری شکلیں ہیں، حقیقی محبت کا سچا اظہار ہوتا ہے آپ ﷺ کی سنتوں، اخلاق وعادات اور افعال وکردار کو اپنا کر اور اس کے مطابق زندگی بنا کر، دوستو! ہماری زندگی اگر کامیاب اور کارگر ہوسکتی ہے تو نبی ﷺ کی سنتوں کو اپنا کر ہی ہوسکتی ہے، ہر شخص نبی کی سنتوں کو اپنے ایمان کا جزو لاینفک سمجھے۔

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

آدابِ مجلسِ ذکرِ نبی

عزیز طلباء اور میرے دینی بھائیو! عزیزم مولانا محمد آصف صاحب ندوی نے آج مقابلۂ نعت النبی ﷺ کا پروگرام منعقد کیا ہے گویا کہ آج آپ آنحضرت ﷺ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق جلیلہ کو نعت خوانی کے انداز میں

Scanned by CamScanner

پیش کریں گے، نعتیہ کلام کے بھی کچھ اصول اور آداب ہیں، ان کو آپ ذہن میں رکھ کر نعت پڑھیں۔ پہلا اصول مجلس کا ادب انتہائی ضروری ہے، دوسرا اصول پڑھنے والے اور سننے والے یہ تصور کریں کہ ہم اللہ کے حبیب کی مجلس میں زانوئے ادب طے کئے ہوئے ہیں، تیسرا اصول یہ ہے کہ ہم عمل کی نیت سے سنیں اور سنائیں جب ہم یہ ماحول بنائیں گے تو انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا، عجب نہیں ادب واحترام کی بنا پر اللہ ہماری بخشش کے فیصلے فرمادیں۔

ادب کا مظاہرہ

عزیز طلباء! ادب بہت بڑی دولت ہے، باادب بانصیب بےادب بےنصیب۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از فضل رب

حضرات صحابہ کرام ﷺ ہر وقت یہ دھیان رکھتے تھے کہ آنحضور ﷺ کی محبت اور اتباع کس طرح حاصل ہو، ایک مرتبہ آنحضور ﷺ مسجد نبوی میں وعظ فرمارہے تھے، آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد نبوی کے کناروں پر کھڑے ہوئے ہیں، جیسا کہ آج کل لوگ وعظ وتقریر کے دوران جلسوں میں کناروں پر کھڑے ہوجاتے ہیں، نہ بیٹھتے ہی ہیں اور نہ جاتے ہی ہیں، اس طرح مقرر اور واعظ کا ذہن تشویش میں پڑجاتا ہے اور سننے والوں کا ذہن بھی انتشار کا شکار رہتا ہے، بہرحال آنحضرت ﷺ وعظ فرماتے ہوئے ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے جو کناروں پر کھڑے تھے کہ بیٹھ جاؤ۔

عبداللہ بن مسعود جیسی اتباع کیجئے

اتفاقی امر کہ جب آپ نے حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ، اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ باہر سڑک پر تھے، مسجد نبوی کی طرف آرہے تھے ابھی مسجد میں داخل بھی نہیں ہوئے تھے یکا یک آپ کے کان میں آنحضور ﷺ کی یہ آواز آئی کہ بیٹھ جاؤ چنانچہ عبداللہ بن مسعود وہیں بیٹھ گئے، خطبہ کے بعد آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو بیٹھنے کا حکم اُن لوگوں کو دیا تھا جو مسجد کے کناروں پر کھڑے تھے آپ تو بہت دور سڑک پر تھے، عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ جب آپ کا ارشاد گرامی کان میں پڑگیا کہ بیٹھ جاؤ تو پھر عبداللہ بن مسعود کی مجال نہیں ہے کہ وہ ایک قدم بھی آگے بڑھ سکے اور نافرمان لوگوں کی فہرست میں چلا جائے، یہ تھا ادب اور اتباع، اس لئے میرے عزیز طلباء! تم بھی ایسے ادب کا مظاہرہ کرو کہ جب آپ کے اساتذہ حکم دیں کہ خاموش ہوجاؤ تو ایسے ہوجاؤ جیسے عبداللہ بن مسعود یعنی حکم کی مکمل فرمانبرداری کرنے والے ہوجاؤ، کسی نے کیا ہی خوب کہا۔

قال را بگذار مرد حال شو
پیش مرد راہ رو پامال شو

ہر طرح کی قیل وقال کو چھوڑ کر اپنے بزرگوں اور بڑوں اور اپنے استاذ ومرشد کے سامنے بالکل عاجز اور کمزور ہوجانا چاہیے۔

مدحت میں غلو مضر ہے

چوتھا ادب یہ ہے کہ مجلس میں آپ کی مدحت ومنقبت، تعریف و توصیف بھی شرعی حدود میں ہو، پانچواں ادب ہے کہ مدح سرائی میں غلو نہ ہو

Scanned by CamScanner

بعض حضرات نعت خوانی میں انتہائی غلو اور زیادتی کر دیتے ہیں، نبی کو نبی کے مقام سے اوپر پہنچا دیتے ہیں حتی کہ وحدانیت اور الوہیت ٹپکنے لگتی ہے، حالانکہ یہ غلط ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے خود فرمایا کہ میری توصیف وثنا اس انداز میں بیان نہ کرو کہ اللہ کے مقابل یا اس سے اوپر ہو جائے۔

کماقال فی الحدیث

عن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَاتُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی اِبْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُہٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ (متفق علیہ)

میں تیری محبت میں گرفتار ہوں لیکن
تجھ کو میں خدا سمجھوں یہ امکان نہیں

اللہ کی نظر میں محبوب کا منظر

میرے محترم بزرگو اور دوستو! نبی کی شان مبارک تو واقعتاً عجیب وغریب ہے اس میں کسی کو کلام نہیں، خود باری تعالی آپ کی شان مبارک کا ذکر فرما رہے ہیں "ورفعنا لک ذکرک" اللہ تبارک وتعالی نے آپ کے ذکر کو بلند کیا، تمام اسلامی شعائر میں اللہ کے نام کے ساتھ نبی کا نام لیا جاتا ہے، جو ساری دنیا میں مناروں اور منبروں پر اشہد ان لا الہ الا اللہ کے ساتھ اشہد ان محمدا رسول اللہ پکارا جاتا ہے۔

اللہ نے آپ کے نام کی تعظیم کی

دوستو اور بزرگو! دنیا میں کوئی سمجھدار انسان آپ کا نام بغیر تعظیم کے نہیں لیتا اگرچہ وہ مسلمان بھی نہ ہو، چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے جس نبی سے

خطاب کیا ہے تو اس کا نام لیا ہے، یا آدم، یا ابراہیم، یا داؤد، یا موسیٰ، یا عیسیٰ، یا یحیی، یا زکریا، لیکن جب اپنے حبیب محمد ﷺ سے خطاب کیا تو نام نہیں لیا یا محمد کہہ کر نہیں پکارا، چنانچہ پورے قرآن پاک میں کہیں یا محمد نہیں ہے، معلوم ہوا کہ نام لینا کوئی عزت کا عالی مقام نہیں ہے، جیسے کوئی اپنے چچا کو یا اپنے والد کو یا اپنے استاذ کو نام لیکر کہے اے عثمان، اے سلمان، اے عرفان، تو یہ پکارنے کا اعلی درجہ نہیں ہے، بلکہ اعلی درجہ یہ ہے کہ ان کو کسی خطاب سے پکارے اسی لئے اللہ تعالی نے اپنے حبیب ﷺ کو نام لیکر نہیں پکارا، بلکہ کہا:

☆ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا۔

☆ یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ۔

☆ یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ۔ ☆ یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ۔

مختلف القاب کے ساتھ اللہ نے پکارا ہے۔

اللہ نے انتہائی درجہ کی محبت فرمائی

دوستو اور بزرگو! اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے ساتھ انتہائی اور اعلی درجہ کی محبت فرمائی ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا کہ تمام نبیوں پر جنت حرام ہے جب تک میرا حبیب اس میں نہ چلا جائے۔ (علامات محبت ص ۱۶۳)

اسی طرح اللہ تبارک وتعالی نے کسی نبی کی قسم نہیں کھائی، لیکن اپنے حبیب ﷺ کی قسم کھائی کہ آپ کی جان کی قسم یہ لوگ نشہ میں ہیں: "لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ"۔ دوستو! جس جان کی اللہ نے قسم کھائی وہ جان کتنی قیمتی ہوگی اور وہ نبی کتنا عظیم ہوگا؟ اسی طرح جس نبی پر اللہ تبارک وتعالی خود درود بھیج رہے ہیں اور درود بھیجنے کا حکم دے رہے ہیں، بتلایئے وہ نبی کتنا عظیم ہوگا "اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا'' ترجمہ: بے شک میں اور میرے فرشتے آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، تم بھی آپ ﷺ پر درود بھیجو۔

تمام نبیوں میں امتیازی اعزاز

دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام نبیوں سے بڑھ کر آپ کو اعزاز بخشا ہے، چنانچہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو زمین وآسمان کی سیر اور معراج کے لئے بلایا تو آپ اپنے مکمل وجود کے ساتھ تشریف لے گئے، حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کے آنے پر آسمانوں میں اعلان کرادیا کہ میرا محبوب آرہا ہے، اور ساتوں آسمانوں پر نبیوں سے استقبال کرایا، اس دن خوشی سے آسمان بھی جھوم رہا تھا کہ آج اللہ کا حبیب آرہا ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سواری کے لئے براق بھیجا آپ بیت اللہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے پھر بیت المقدس سے آسمانوں کا سفر شروع کیا، آسمانوں پر نبیوں سے استقبال کرایا، جب آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو جبرئیل امین کی پرواز بھی ختم ہوگئی اور جبرئیل امین نے جواب دیا ۔

گر یکسر موئے بر تر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اوپر سے تخت کو اتارا، تخت پر اپنے حبیب ﷺ کو بٹھایا، پھر تخت کو اوپر اٹھایا، چنانچہ اوپر اٹھا تو عرش کے دروازے کھلتے چلے گئے، عرش بھی خوشی سے جھوم رہا تھا کہ آج تک عرش کے دروازے نہیں کھلے تھے آج اللہ کا حبیب آرہا ہے، پھر جب آپ ﷺ اوپر پہنچے تو ہزار ہا نور کے پردے ہٹتے چلے گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو کھڑے کھڑے یوں ہی دیدار نہیں کرایا بلکہ کہا یا حَبِيْبِيْ اُدْنُنِيْ اے میرے حبیب میرے

قریب ہوجاؤ، پھر اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہوئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا:
اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اتَّخَذْتَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَّمُوْسٰى كَلِيْمًا وَّ لِدَاوُدَ الْحَدِيْدَ وَسَخَّرْتَ لِسُلَيْمَانَ الرِّيَاحَ وَاَحْيَيْتَ لِعِيْسٰى الْمَوْتٰى. (علامات محبت)

اے اللہ آپ نے ابراہیم کو خلیل بنایا، موسیٰ کو کلیم بنایا، داؤد کے لئے لوہے کو نرم کیا، اور سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو تابع کیا اور عیسیٰ کے لئے مردوں کو زندہ کیا، میرے لئے آپ نے کیا کیا ''فَمَاذَا جَعَلْتَنِيْ'' اللہ نے فرمایا: ''اَوَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتُكَ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ'' اے میرے حبیب ﷺ میں نے آپ کو سب سے اعلیٰ چیز اور سب سے اعلیٰ مرتبہ عطا نہیں فرمایا؟ الاذکرت الاذکرت معی ''قیامت تک آپ کا اور میرا نام اکٹھا چلے گا، جیسے خطبہ میں، تشہد میں، نماز میں، اذان میں، اقامت میں۔ اللہ کے نام کی رفعت اور شہرت ظاہر ہے، پس جو اس کے قریب اور متصل ہوگا وہ بھی رفعت وشہرت میں تابع رہے گا بہرحال اللہ تبارک وتعالیٰ کے بعد نبی ﷺ سے بڑھ کر کسی کا مرتبہ نہیں ہوسکتا۔

خود نبی ﷺ نے اپنی عظمت کا ذکر کیا

ترمذی اور دارمی کی روایت میں ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا میں حبیب اللہ ہوں جنت کی زنجیر سب سے پہلے میں ہی کھٹکھٹاؤں گا اللہ میرے لئے جنت کو کھول دے گا اور مجھے اندر فرمادے گا، اس وقت میرے ساتھ فقرائے مسلمین بھی ہوں گے اور میں تمام اگلوں اور پچھلوں سے زیادہ معزز ہوں گا، یہ کلام بطور فخر نہیں۔

دوستو! حقیقت یہی ہے کہ نبی کا مقام سب نبیوں میں اعلیٰ وارفع ہے ۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

حضرات انبیاء نے بھی نبی ﷺ سے محبت کی

محترم بزرگو اور دوستو! جس طرح اللہ نے اپنے حبیب کی محبت کا اظہار کیا ہے، اسی طرح حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے بھی محبت کا اظہار کیا، چنانچہ ان سے عہد و میثاق لیا گیا کہ نبی آخر الزماں محمد ﷺ تشریف لائیں گے ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ.

دوستو! اس آیت شریفہ میں بتلایا جا رہا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے نبیوں سے عہد لیا کہ میں نے تم کو کتاب اور حکمت کی باتیں بتلا دی ہیں اب اگر تمہارے پاس کوئی نبی آئے اور وہ تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تم اس کی تصدیق کرو اس پر ایمان لاؤ، اور صرف ایمان و تصدیق پر ہی اکتفا نہ کرنا بلکہ جان و مال سے اس کی پوری مدد بھی کرنا اور اس کے دین اور شریعت کی تبلیغ اور ترویج میں کوئی دقیقہ اٹھا کر نہ رکھنا، مزید تاکید اور توثیق کے لئے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کر لیا اور میرے عہد کو قبول کر لیا سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے اقرار کر لیا، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا اب گواہ رہو ایک دوسرے کے اقرار پر میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے گواہ ہوں۔

حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیم نے آرزوئیں اور تمنائیں کیں ہیں کہ کاش ہم بھی نبی آخر الزماں کو دیکھتے اور ان کے امتی ہونے کا شرف حاصل ہوتا۔

نبی ﷺ کے ہر ہر عمل میں نور ہے

محترم بزرگو اور دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کا نام عظمت اور بڑائی کے ساتھ لیا ہے، حضرات انبیاء نے بھی قابل قدر جملے استعمال کئے ہیں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے انتہائی درجہ کی تعظیم کر کے دکھا دی ہے، چنانچہ حضرات صحابہ نے آنحضرت ﷺ کے ہر ہر فعل اور ہر ہر قول پر عمل کر کے دکھایا ہے، کیونکہ آپ ﷺ کے ہر ہر عمل میں اللہ تعالیٰ نے بڑا نور رکھا ہے، جو اعمال نبوی کو اختیار کریگا وہ نورانی بنتا چلا جائے گا، چنانچہ ہر ہر صحابی ایک مجسمہ نور نظر آتے تھے، انتہائی اور اعلیٰ درجہ کی اتباع کرتے تھے: "اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" پر پورا پورا عمل کر کے دکھا دیا۔

اللہ راضی ہو گیا

محترم بزرگو اور دوستو! حضرات صحابہ کرام ﷺ نے اللہ کے دین کی خاطر مخالفین کی اور اپنے دشمنوں کی کوئی پرواہ نہیں کی، چنانچہ ابو عبیدہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا، جنگ احد میں ابو بکر صدیق اپنے بیٹے عبد الرحمان کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے، مصعب ابن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو عمر بن خطاب نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو علی بن ابی طالب حمزہ عبیدہ بن حارث نے اپنے اقارب عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا اور رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کے بیٹے عبد اللہ ابن عبد اللہ نے جو مخلص مسلمان تھے، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ حکم دیں تو اپنے باپ کا سر کاٹ کر خدمت میں حاضر کر دوں،

آپ نے منع فرمادیا، فرضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

دوستو! اللہ تعالیٰ حضرات صحابہ ؓ سے بے انتہا خوش تھے، یہ سب طفیل، واسطہ اور وسیلہ تھا، آنحضرت ﷺ کی اتباع سنت اور عشق رسول کا۔

حضرات گرامی! کچھ نمونے مظہر اتباع سنت اور عشق رسول کے آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں تا کہ ہمیں بھی اتباع سنت کی فکر پیدا ہوجائے، بغیر اتباع سنت کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ ایک موقع پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری سنت پر عمل کیا اس کا مجھ سے تعلق ہے، اور جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت عمر فاروق ؓ نے نبی ﷺ سے محبت کی

عزیز طلباء! ہمیں نبی ﷺ سے ایسی محبت کرنی چاہیے جیسی حضرت عمر فاروق ؓ نے کی، حضرت عمر فاروق ؓ نے جب یہ حدیث سنی: لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ.

تو حضرت عمر فاروق ؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اپنے والدین سے اولاد سے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت آپ کی ہے، اور سب سے زیادہ عزیز اور پیارے آپ ہیں، مگر مجھے اپنی جان سب سے زیادہ عزیز ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جب تک تم جان سے بھی زیادہ محبت مجھ سے نہیں کروگے تو تمہارا ایمان کامل نہیں ہوگا، تب حضرت عمر ؓ نے کہا کہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبت آپ سے ہے، یہی عمر ہیں کہ پھر نبی کی ایک ہی نظر میں عمر فاروق بن گئے، گویا کہ مؤمن مخلص بن گئے۔

خود نہ تھے جو راہ پر وہ اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا
درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا

حضرت صہیب رومی کا جذبہ ایمان

دوستو اور بزرگو! مؤمن مخلص کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور نبی ﷺ کے عشق میں اپنی جان کی بھی بازی لگا دیتا ہے، چنانچہ حضرت صہیب رومی ؓ جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں کفار قریش کی ایک جماعت نے راستہ روک لیا، یہ دیکھ کر حضرت صہیب رومی ؓ اپنی سواری سے اتر کر کھڑے ہوگئے، اور ان کی ترکش میں جتنے تیر تھے سب نکال لئے، اور قریش کی اس جماعت سے خطاب کیا کہ اے قبیلۂ قریش تم سب جانتے ہو کہ میں تیر اندازی میں تم سب سے زیادہ ماہر ہوں، میرا تیر کبھی خطا نہیں کرتا اور اب میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں میرے پاس تم اس وقت تک نہیں پہنچ سکوگے جب تک میرے ترکش میں ایک تیر بھی باقی ہے اور تیروں کے بعد پھر میں تلوار سے کام لوں گا جب تک مجھ میں دم رہے گا پھر جو تم چاہو کرلینا اور اگر تم نفع کا سودا چاہتے ہو تو میں تم کو اپنے مال کا پتہ دیتا ہوں جو مکہ مکرمہ میں رکھا ہے تم وہ مال لے لو، اور میرا راستہ چھوڑ دو، اس پر قریش کی جماعت راضی ہوگئی، اور صہیب رومی نے صحیح سالم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر واقعہ سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا:

ربح البیع ابا یحیی ربح البیع ابا یحیی

تمہاری بیع نفع بخش رہی حضرت صہیب رومی نے جان کو ایمان کو

دونوں کو بچالیا، مال دیدیا معلوم ہوا کہ جان، ایمان قیمتی چیزیں ہیں، مال کے مقابلہ میں جان قیمتی ہے اور جان کے مقابلہ میں ایمان قیمتی ہے اور ان دونوں کے مقابلہ میں مال ایک ادنی سی چیز ہے اس لئے مسلمان بھائی کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے، مسلمان کا یہ جذبہ ہونا چاہیے۔

جان مانگو تو جان دیں گے مال مانگو تو مال دیں گے
مگر یہ نہ ہوسکیگا کہ نبی کا جاہ و جلال دیں گے

قابل رشک موت

میرے پیار بھائیو! عمارہ ابن زیاد نے کیا ہی مزے سے جان دی کہ اپنے رخسار کو آنحضرت ﷺ کے قدموں اور تلوؤں سے مل رہے تھے۔

سر بوقت ذبح اپنا اسکے زیر پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

بنو دینار کی ایک عورت

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ غزوۂ احد میں بنو دینار کی ایک عورت کے باپ، بھائی، شوہر سب شہید ہوگئے، جب اس کو ان المناک حادثوں کی اطلاع ملی تو کہنے لگی مجھے تو رسول اللہ ﷺ کی خیریت بتلاؤ، لوگوں نے کہا کہ بفضل خدا وہ صحیح سالم ہیں، کہنے لگی مجھے دکھلا دو، دور سے جب چہرہ انور پر نظر پڑی تو بے اختیار کہہ اٹھی: ''کُلُّ مُصِیْبَةٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ'' آپ کے بعد اے نبی ہر مصیبت ہیچ ہے۔ اس کے بعد پھر اس نے کہا کہ بس مجھے نبی ﷺ کی زیارت کرادو، حضور ﷺ کیسے ہیں؟ جواب ملا حضور ﷺ صحیح سلامت ہیں۔

کہا چل کر دکھا دو مجھکو صورت کملی والے کی
کہ ان تاریک آنکھوں کو ضرورت ہے اجالے کی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دریا دلی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جان و مال سب حاضر کردیا بڑی بڑی رقمیں دین کے لئے، آپ ﷺ کی محبت کے لئے اور آپ کی اتباع سنت کے لئے صرف کردیں، امہات المؤمنین کے اخراجات پر بہت سا مال خرچ کردیا، مسجد نبوی کی جگہ خرید کردی، غزوۂ تبوک میں بے مثال مال کی قربانی پیش کی اور نبی ﷺ کی محبت میں جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی راست بازی

نبی کی ہر ہر بات کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صدق دل سے قبول کیا، ہجرت کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹادیا، حضرت علی چین اور سکون کی نیند سوگئے جب کہ سارے گھر کو دشمنوں نے گھیر رکھا تھا دوستو اندازہ لگایئے کہ دشمنوں کا پہرلگا ہوا اور آپ میٹھی نیند سو جائیں نہیں سوسکتے، یہ صرف اور صرف نبی سے محبت کی بات تھی، اللہ ہمیں بھی اپنے نبی سے سچی محبت اور سچا عشق عطا فرمادے۔

یہ واقعات حضرات صحابہ کے جذبہ ایمانی اور جاں نثاری پر شاہد ہیں حضرات صحابہ رہبان اللیل اور فرسان النہار کے مصداق تھے۔

بزرگو دوستو اور میرے عزیز طلباء! حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم جیسی زندگی کو جب ہم تلاش کرتے ہیں تو اس کے کچھ نمونے اکابرین دیو بند اور مظاہر علوم سہارنپور میں نظر آتے ہیں، اللہ تعالی ان حضرات کو غریق رحمت کرے۔

Scanned by CamScanner

حضرت نانوتویؒ کی نبی ﷺ سے حد درجہ محبت

دوستو اور بزرگو! حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کی ہستی سے کون ناواقف ہے، انہیں کون نہیں جانتا جو علمائے دیوبند کے سب سے بڑے عالم سب سے بڑے قائد سب سے بڑے لیڈر اور سب سے بڑے راہنما تھے، جب حج بیت اللہ کے لئے جاتے ہیں اور مدینہ کے قریب پہنچتے ہیں، عشق نبی سے سرشار مولانا قاسم نانوتویؒ مدینہ سے سات میل پہلے ہی اپنے جوتے اتار لیتے ہیں، کسی نے کہا حضرت یہ پتھریلی زمین ہے، پیروں میں پتھر لگیں گے، پیروں میں زخم آجائیں گے، فرمایا: پتھروں اور زخم لگنے کی کوئی بات نہیں ہے، میں جوتا اس لئے اتارتا ہوں کہ شاید آج سے چودہ سو سال پہلے اس سرزمین پر رسول اللہ ﷺ کے نبوت والے قدم آئے ہوں، نانوتوی کا گستاخ جوتا کہیں رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر نہ آجائے، اللہ اکبر کیا عشق رسول تھا۔

ایک موقع پر مولانا نانوتویؒ کو انگریز گرفتار کرنے آئے تو تین دن روپوش ہوکر باہر نکل گئے، کسی نے کہا حضرت آپ تین دن کے بعد باہر نکل آئے ہیں، ابھی تو آپ پر وارنٹ باقی ہے، انگریز پھانسی دیدیگا۔

دوستو! حضرت نانوتوی نے عجیب بات بیان فرمائی، فرمایا: کہ میں تین دن گرفتاری کے خوف سے نہیں چھپا تھا مجھے جان کا کوئی خطرہ نہیں، مجھے جان کی کوئی پرواہ نہیں، مجھے اس بات کا کوئی غم نہیں کہ انگریز پکڑے یا پھانسی دیدے، میں اب ہرگز روپوش نہیں ہوسکتا، اور فرمایا کہ خدا کی قسم تین دن بھی میں روپوش نہ ہوتا اگر غار ثور میں میرا پیغمبر تین دن نہ رہا ہوتا، آپ کی اتباع میں میں نے ایسا کیا تا کہ پیغمبر کی سنت پر عمل ہوجائے، کیا عشق تھا رسول کا اور کیا جذبہ تھا اتباع سنت کا اور کیا جذبہ تھا تقلید پیغمبر کا، مسلمانو! ذرا سوچو تو

سہی وہ کون سی محبت تھی جس نے مولانا نانوتوی کو نبی کا دیوانہ بنادیا۔

چنانچہ حضرت نانوتویؒ ایک دفعہ روضۂ مبارک کے باہر کھڑے ہوئے ہیں کسی نے پوچھا حضرت اندر کیوں نہیں جاتے فرمایا: ابھی اندر جانے کی اجازت نہیں ہے، جب اندر گئے تو مسکراتے ہوئے باہر آئے، تو چہرہ بڑا منور تھا، بڑا تازہ پر انوار چہرہ تھا تو کسی نے دیکھ کر کہا کہ حضرت آج تو چہرہ کا عجب حال ہے، فرمانے لگے۔

میرے آقا کا مجھ پر تو ایسا کرم تھا
بھردیا میرا دامن پھیلانے سے پہلے
یہ اتنے کرم کا عجیب سلسلہ ہے
تشنہ رنگ لایا پلانے سے پہلے

پھر جالیوں کی طرف دیکھ کر فرمایا:

سلامت رہے تیرے روضے کا منظر
چمکتی رہے تیرے روضے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوق ابو ذر
ہمیں بھی عطا ہو وہ روح بلالی

جب مدینہ طیبہ سے واپس ہونے لگے تو روضہ کو دیکھ کر یوں کہا:

ہزاروں بار تجھ پر اے مدینہ میں فدا ہوتا
جو بس چلتا تو مرکر بھی نہ میں تجھ سے جدا ہوتا

اور پھر چلتے چلتے جو اشعار کہے ہیں وہ بہت مشہور ہیں:

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگان مدینہ میں نام میرا شمار
سگان مدینہ بھی بہتر ہیں ہم سے

کہ حاصل ہے ان کو قرار مدینہ
جیوں تو سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور ومار

عاشقان نبوت

محترم بزرگو اور دوستو! قطب عالم حضرت مولنا رشید احمد صاحب گنگوہی کے عشق نبی کو کن الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے جن کے رگ وریشہ میں شہنشاہ کونین کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، جن کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، گفتار وکردار اور ہر صبح وشام عشق نبی سے لبریز تھا، ہر قول وفعل میں عشق رسول مضمر تھا۔

چنانچہ شیخ الاسلام حضرت مدنی کا بیان ہے، فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ سے واپسی پر گنگوہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی خدمت میں گیا تو حضرت نے خیر وعافیت کے بعد پہلا سوال کیا

کیا کچھ حجرہ شریفہ کا غبار بھی لائے ہو

دوستو! ان الفاظ میں کیا چھپا ہوا تھا کسی کو معلوم نہیں، آپ کے پاس بیٹھنے والے حیرت میں ہیں حضرت حجرہ شریفہ کے غبار کا کیا کریں گے، بہرحال حضرت مدنیؒ نے حجرہ شریفہ کا غبار، آب زمزم، کھجوریں پیش کیں تو آپ نے غبار کو سرمہ میں ڈلوادیا، جس کو روزانہ آپ استعمال فرماتے، اور مدینہ کی کھجوریں جب تقسیم کی گئی تو فرمایا کہ ان کھجوروں کی گھٹلیوں کو زمین پر نہ گرا دیں یہ کھجوریں بہت برکت والی ہیں، اور ان گھٹلیوں کو آپ نے ہاون دستہ میں کٹوا کر رکھ لیا، صبح اٹھ کر روزانہ ایک چٹکی اٹھا کر پھانک لیا کرتے تھے، کسی نے کہا حضرت گھٹلیوں کے اس برادہ میں کیا رکھا ہے فرمانے لگے تم گھٹلیوں

کی بات کرتے ہو، میرا عقیدہ ہے کہ مدینہ کی مٹی میں اللہ نے شفا رکھی ہے۔

مدینہ کا ہدیہ

اس سے بھی بڑھ کر حیرت انگیز بات سناتا ہوں بعض مخلصین نے مدینہ منورہ سے حضرت گنگوہی کی خدمت میں کچھ کپڑے بطور ہدیہ بھیجے، آپ نے ان کو چوما بوسہ دیا اور بصد شکریہ قبول کیا، کسی صاحب نے کہا کہ حضرت یہ کپڑے یورپ کے بنے ہوئے ہیں، ان کپڑوں کا بنانے والا اللہ کا دشمن ہے اسلام کا دشمن ہے، کوئی تاجر ان کو خرید کر لایا ہے، اس نے مدینہ میں لاکر فروخت کردیئے، لوگوں نے اس سے خرید لئے، ان میں تبرک اور برکت کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے، حضرت گنگوہی نے جو جواب دیا اس نے حاضرین پر یک لخت سکوت طاری کردیا حضرت نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ یہ کپڑے یورپ کے بنے ہوئے ہیں اور وہ اہل یورپ اللہ کے دشمن ہیں، اسلام کے دشمن ہیں، قرآن کے دشمن ہیں، اور پیغمبر کے دشمن ہیں، مگر یہ کپڑے قابل احترام اس لئے ہیں کہ ان کپڑوں کو مدینہ کی ہوا لگ چکی ہے، یہ تھا مدینہ کا احترام، اس کی گلی کوچوں کا احترام۔

حضرت گنگوہی نے طلباء کا احترام کیا

میرے محترم دوستو! حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ درس حدیث دے رہے تھے، اچانک بارش آگئی، طلباء اپنی اپنی کتابیں اٹھا کر اندر چلے گئے، مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنی پگڑی بچھائی اور طلباء کی جوتیاں ڈالنے لگے، طلباء نے کہا حضرت یہ کیا کر رہے ہو، فرمایا جوتیاں اس لئے اٹھا رہا ہوں کہ تم رسول اللہ ﷺ کی حدیث پڑھتے ہو، میں تمہاری جوتیاں

نہیں اٹھار ہا ہوں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے مہمانوں کی جوتیاں اٹھار ہا ہوں، یہ تھا عشق نبی، اور عشق رسول کہ حدیث پڑھنے والوں کا بھی احترام کیا جارہا ہے۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ روضۂ اطہر پر

عزیز طلباء! شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا نام بار بار آپ حضرات نے سنا، ہمارے کاشف العلوم کے سرپرست بھی رہے ہیں، کاشف العلوم سے والہانہ عقیدت تھی جب بھی ادھر سے گذر ہوتا تو ضرور حاضری دیتے، کاشف العلوم کے جلسے، جلوس آپ ہی کی زیر صدارت انجام پذیر ہوتے تھے۔

مولانا حسین احمد مدنی نے روضۂ اطہر یعنی مسجد نبوی میں بیٹھ کر ۱۸ سال تک درس حدیث دیا ہے، جب مولانا کو مالٹا کے لئے نظر بند کیا جانے لگا تو مولانا مدنیؒ نے حضور ﷺ کے روضہ کو خطاب کر کے کہا تھا ؎

چمکتا رہے تیرے روضے کا منظر
سلامت رہے تیرے روضے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوق ابوذر
ہمیں بھی عطا ہو وہ جذبۂ بلالی

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا جذبۂ عشق

اسی طرح میرے پیارے بچو اور تبلیغی جماعت کے مہمانو! اللہ تبارک وتعالی نے مولانا الیاس صاحب کو نبی کا سچا عاشق بنایا تھا، وہ تبلیغی جماعت کے بانی تھے، عاشق رسول تھے، وہ رسول اللہ کی سنتوں کے داعی

تھے، دبلے، پتلے، انتہائی عاجزی وانکساری والے تھے، جب تبلیغی جماعت کے پہلے پیغام کولیکر پانی پت پہنچے تو لوگوں نے تھپڑ مارے، آپ بے ہوش ہوکر گر گئے، جب ہوش آیا تو کہنے لگے لوگو! ایک دفعہ مسجد میں جاتا ہوگا، وہاں جاکر نبی کی بات سنتی ہوگی، بہرحال آپ نے مارے کھائیں، تھپڑ کھائے اس لئے نہیں کہ آپ کمزور تھے یا دبلے پتلے تھے بلکہ اس وجہ سے کہ کالی کملی والے نبی کو طائف میں پتھر مارے گئے، اوباش غنڈوں نے طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی، اگر کالی کملی والا نبی طائف میں پتھر نہ کھاتا تو خدا کی قسم الیاس کبھی بھی پتھر اور تھپڑ کھانے کو تیار نہ ہوتا، آپ نے نبی کی سنت کا اتباع کیا، عشق نبی کا مظاہرہ کیا۔

حضرت مولانا زکریا صاحبؒ اور درس حدیث

مظاہر علوم کے شیخ الحدیث اپنی تصنیفات وتالیفات اور بیعت وارشاد کے تعلق سے عالم اسلام میں متعارف شخصیت ہیں جنہیں درس حدیث سے غایت درجہ تعلق تھا، اور اسی تعلق کی بنیاد پر لفظ شیخ الحدیث عوام میں متعارف ہوا، اور شیخ الحدیث کے لقب سے ہی اب پوری دنیا میں انہیں پہچانا جاتا ہے، اپنے آخری دم تک مدینہ منورہ کی زمین میں مرنے اور اس خاک میں دفن ہوجانے کا شوق انہیں بار بار اس در تک لے جاتا رہا، آخر اللہ نے قبول کرلیا اور وہ زمین قیامت تک کے لئے ان کا مدفن بن گئی، یہ ہے عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

چاہنے والے اپنی منزل کو پالیتے ہیں

دوستو! ہمارے اکابرین دیوبند اور اکابرین مظاہر علوم سہارنپور کو نبی ﷺ سے سچا عشق تھا، اگر یہ ہمارے اکابرین نہ ہوتے بالخصوص امداد وقاسم،

Scanned by CamScanner

رشید و محمود کا قافلہ ہندوستان کی سرزمین پر نہ ہوتا تو خدا کی قسم ہمیں عشق رسول کے معنی سمجھانے والا کوئی نہ ہوتا۔

اس لئے میرے عزیز طلباء ہمیں چاہیے کہ ہم حضرات صحابہ اور اپنے اہل اللہ علماء، صلحاء کے نقش قدم پر چل کر اتباع سنت کا پورا پورا خیال رکھیں، حضرات صحابہ، علماء اور صلحاء نے مکمل سنتوں کا اتباع کر کے دکھادیا، اور مختلف انداز میں حضرت تھانویؒ نے ہمیں سمجھادیا، چنانچہ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اتباع سنت کا مکمل اور پختہ ارادہ کیا جائے تو انشاء اللہ عمل کرنا آسان ہوجائے گا، اور فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ ارادہ کیا کہ تین دن تک کوئی کام سنت کے خلاف نہیں کروں گا چنانچہ تین دن کی پابندی نے مجھے سنت پر عمل کرنے والا بنادیا۔

سعادت کی کنجی

سید احمد کبیر رفائیؒ نے فرمایا کہ دائمی سعادت کی کنجی رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں ہے، تمام افعال میں پیروی ہو، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے بولنے، غرضیکہ ہر چیز میں پیروی ہو، ایک بزرگ نے عمر بھر خربوزہ نہیں کھایا کیونکہ ان کو حدیث سے معلوم نہ ہوا تھا کہ حضور نے خربوزہ کس طرح کھایا تھا؟ اللہ اکبر یہ تھے عشق نبی کے متوالے، سچے دیوانے اور مستانے۔

عزیز طلباء! نعت، نظم، شعر و شاعری کا شوق بھی اچھی چیز ہے، اللہ کی وحدانیت میں اور نبی کے عشق میں خلق خدا کی تعریف میں اشعار کہے جائیں، نعتیں، نظمیں پڑھی جائیں کوئی حرج نہیں ہے۔

آنحضور ﷺ امیہ ابن ابی الصلت کے اشعار اور حسان بن ثابت کے اشعار عبد اللہ بن رواحہ اور کعب ابن اشرف کے اشعار خوب شوق سے سنتے تھے بلکہ باقاعدہ حسان بن ثابت کے لئے ممبر بچھانے کا اہتمام کیا جاتا

اور اللہ کے نبی ﷺ بار بار حسان بن ثابت کے لئے حوصلہ افزاء کلمات فرماتے رہتے تھے گویا کہ جو اشعار علم و حکمت اور پند و نصائح کی باتوں پر مشتمل ہوں ان کو سننا مسنون ہے، آج آپ اپنی محبوب انجمن جمعیۃ الاصلاح کے نعت النبی ﷺ کے پروگرام میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر آقائے نامدار ﷺ کی خدمت میں نذرانۂ عقیدت پیش کر رہے ہیں، اللہ اپنے حبیب کی سچی پکی محبت ہمیں نصیب فرمادے، آپ کی سنتوں پر عمل کرنا ہمارے لئے آسان فرمادے۔

آخری پیغام

عزیز طلباء! محبت کے ساتھ اور نیک نیتی کے ساتھ اشعار پڑھئے اور گنگناتے رہیے، میرے استاذ محترم حضرت مولانا الحاج شریف احمد صاحبؒ بانی جامعہ کاشف العلوم بھی اشعار اور نعت نبی سے ہم آہنگ رہتے تھے، علامہ اقبال کے اشعار کی خوب تضمین کرتے رہتے تھے، مجلسوں کو بارونق بنائے رکھتے تھے۔

بہر حال ایک شاعر گذرے ہیں کرامت علی شہیدی جونپوری انہوں نے عشق نبوی میں ڈوب کر اور روضۂ اقدس ﷺ کی زیارت کے شوق و طلب میں ایک بہت ہی بلند شعر کہا۔

تمنا ہے درختوں پہ تیرے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

شاعر کہتا ہے کہ جسم مانند پنجرے کے ہے اور روح اس میں مانند پرندے کے ہے، یعنی جب اس جسم سے روح نکلے تو وہ روح روضۂ مبارکہ کے قریب جا کر نکلے، چنانچہ کرامت علی نے یہ شعر ہندوستان میں کہا، کچھ

دنوں کے بعد زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے، جب مدینہ پاک میں حاضر ہوئے اور عشق ومحبت میں دیوانہ وار گنبد خضراء کیسامنے پہنچے جیسے ہی روضۂ مبارکہ پر نظر پڑی تو تاب نہ لا سکے، اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی، گویا کہ جو شعر دل کی گہرائیوں سے کہا تھا وہ مقبول ہوگیا۔

تمنا ہے درختوں پہ ترے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمالی، واقعتا بہت سے اوقات مقبولیت کے ہوتے ہیں، اللہ ہمیں بھی اس در پاک کے لئے قبول فرمالے۔ آمین ۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلادی
رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہوگئی ساری کھیتی خدا کی

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ہمارا ایمان کیسا ہو؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. الٓمّٓ ذَالِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ. وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ اُولٰئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

حاضرین وسامعین! حضرات علمائے کرام کی مجلسوں میں اور نوع بنوع کے اجلاس اور دینی اجتماعات میں قرآن واحادیث کی روشنی میں بہت سی قیمتی باتیں سننے کو ملتی ہیں، عموماً مساجد میں بعد نماز عصر یا بعد نماز فجر کتابیں پڑھنے کا معمول ہے، بہت سے سعادتمند لوگ مستقل دینی کتابوں کی شکلوں میں مطالعہ کا شغل رکھتے ہیں، اس طرح سے ان کے سامنے اللہ کی منشاء ومرضی اور نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کا اسوۂ حسنہ آتا رہتا ہے، قبر وحشر کے حالات ، جنت ودوزخ کے واقعات فرمانبرداروں کے لئے خوشخبری اور

نافرمانوں کے لئے وعید شدید کا ذکر آتا رہتا ہے۔

مگر یقین جانئے کہ انہیں سنکر ہماری طبیعتوں میں کوئی تغیر، دلوں میں کوئی احساس، مرنے کے بعد آنے والی زندگی کی کوئی فکر پیدا نہیں ہوتی، آخر آپ نے اور ہم نے کبھی سوچا ہے، کبھی اس طرف ذہن منتقل ہوا ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے۔

ہمارا ایمان کمزور ہے

غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دراصل ہمارا ایمان کمزور ہے، ایمان میں وہ قوت اور اطمینان نہیں جس کی ایک مؤمن کو ضرورت پڑتی ہے، اسی طرح ایمان کی وقعت اور عظمت ہمارے دلوں میں نہیں ہے۔

دوستو! جب تک کسی بھی چیز کی وقعت وعظمت دل میں نہ ہو تو اس کا خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں ہوا کرتا، اللہ تعالیٰ صحیح معنیٰ میں ہم کو ایمان کی محبت اور ایمان کی وقعت وعظمت سے مالا مال فرمائے۔

متقی لوگوں کی صفات

دوستو اور بزرگو! قرآن کریم جو ہماری ہدایت کا منبع اور سرچشمہ ہے اس کی سب سے بڑی سورت سورۂ بقرہ ہے، اس میں اللہ نے ہدی للمتقین فرمایا کہ یہ قرآن ہدایت ہے مگر متقین کے لئے پھر متقین کی صفات بیان کی گئیں: اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ. اس آیت میں متقین کی تین صفات بیان کی گئی ہیں، پہلی صفت اللہ سے ڈرنے والے لوگ وہ ہیں جو یقین رکھتے ہیں بن دیکھی چیزوں پر، یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو ہدایات وتعلیمات دے کر گئے ہیں ان

سب کو یقینی طور پر دل سے ماننا، دوسری صفت بیان کی گئی "اقامت صلوۃ" یعنی نماز کو پابندی سے پڑھو، آداب بجالانے کے ساتھ یعنی نماز کے تمام فرائض وواجبات ومستحبات کا خیال رکھتے ہوئے، تیسری صفت بیان فرمائی کہ جو کچھ ہم نے روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ گھر کا سارا سامان خرچ کردو، بلکہ یوں فرمایا کہ جو کچھ دیا ہے اس میں سے تھوڑا سا خرچ کردو، اللہ کے اس فرمان سے شریف انسان کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوگا کہ یہ مال اللہ کی امانت ہے، اگر ہم سارے مال کو بھی اللہ کی راہ میں خرچ کردیں تو حق اور بجا ہے، اس میں ہمارا کوئی احسان نہیں ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اگلی آیت: وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ.

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے متقین کی مزید صفات کا تذکرہ فرمایا (۱) کہ متقی وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں قرآن پر اور اس سے پہلی کتابوں پر، دوسری صفت بیان فرمائی کہ متقین لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

ختم نبوت کی واضح دلیل

دوستو! اس آیت کریمہ کے طرز بیان سے ایک اہم اور اصولی مسئلہ بھی معلوم ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں، اور آپ کی وحی آخری وحی ہے آپ سے پہلے بھی وحی آئی، کتابیں آئیں، نبی آئے، قرآن میں چالیس پچاس مقامات پر یہ جملے بیان کئے گئے ہیں مگر کہیں یہ بیان نہیں کہ آپ کے بعد نبی آئیں گے، کتابیں آئیں گی، وحی آئیگی، کوئی تذکرہ نہیں، دوستو! اگر

Scanned by CamScanner

نبی امی کے بعد کوئی نبی آتا تو اللہ تعالی ضرور ارشاد فرماتے کہ آپ ﷺ کے بعد بھی نبی آئیں گے، اس سے معلوم ہوا کہ نبوت ختم ہو چکی جو مدعی نبوت ہیں وہ سب جھوٹے ہیں، مسیلمہ کذاب ہو، اسود عنسی ہو یا مرزا غلام قادیانی ہو۔

بہر حال مؤمن متقی کی پہچان یہی ہے کہ اس کا ایمان اس کا یقین اللہ پر ہو، اسی سے خوف کھاتا رہے اور ڈرتا رہے، گناہوں سے بچتا رہے، اللہ تعالی گناہوں سے بچنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے "إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ" اسی طرح قرآن میں ہے "وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ" اللہ تعالی متقین کو دوست رکھتا ہے، اسی طرح فرمایا "وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ" کہ اللہ مؤمنین کو دوست رکھتا ہے۔

مؤمن متقی کی تعریف

گرامی قدر سامعین اور میرے پیارے دوستو! انسان کو چاہیے کہ وہ مؤمن متقی بننے کی فکر کرے، مؤمن تو کہتے ہیں جو غیب کی باتوں پر ایمان لائے یعنی قیامت، جنت، جہنم سب کو سچ سمجھے، اور متقی کہتے ہیں کہ جو گناہوں سے بچے۔

تقوی کی تعریف

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے تقوی کے معنی پوچھے تو انہوں نے پہلے ایک سوال کیا کہ کیا آپ کبھی ایسے تنگ راستہ سے (جس کو پگڈنڈی یعنی بٹیا، ڈول کہتے ہیں) گذرے ہو جس کے دونوں طرف کانٹے دار درخت ہوں، فرمایا بارہا ایسا ہوا ہے، پوچھا تو پھر آپ اس کانٹے دار راستہ سے کس طرح گذرتے تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اپنے دامن کو سمیٹ کر کانٹوں سے بچ بچا کر گذر جاتا ہوں، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بس یہی تقوی ہے، کہ آدمی اپنے آپ کو گناہوں

سے بچا کر گذرتا چلا جائے، سبحان اللہ کیسی عمدہ تفسیر ہے، اللہ تعالی صغیرہ، کبیرہ گناہوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔

مؤمن متقی کی دوسری صفت بیان فرمائی "وبالآخرة هم يوقنون" مؤمن متقی وہ لوگ ہیں جو آخرت پر یقین رکھیں، اس لئے کہ جب آخرت پر یقین ہوگا تو مقتضائے ایمان (نماز روزہ حج زکوۃ) پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا، آخرت پر ایمان لانا ایک انقلابی عقیدہ ہے، چنانچہ جب آخرت کا یقین ہو جاتا ہے تو پھر انسان کی ظاہری اور باطنی حالت میں یکسانیت پیدا ہو جاتی ہے، وہ یقین رکھتا ہے کہ مکان کے بند دروازوں اور اُن پر پہرہ چوکیوں میں اور رات کی تاریکیوں میں بھی کوئی دیکھنے والا تجھے دیکھ رہا ہے، کوئی لکھنے والا میرے اعمال کو لکھ رہا ہے۔

دوستو اور بزرگو یہی آخرت کا عقیدہ تھا جس پر عمل کرنے کی وجہ سے اسلام کے ابتدائی دور میں ایسا پاکباز معاشرہ پیدا ہوا کہ مسلمانوں کی صورت دیکھ، چال چلن دیکھ کر لوگ دل و جان سے اسلام کے گرویدہ ہو جاتے تھے۔

کلمۂ توحید

کلمۂ توحید جو کلمہ لا الہ الا اللہ کہلاتا ہے اس کا یہی مفہوم ہے، مگر یہ ظاہر ہے کہ توحید کا محض زبانی اقرار اس کے لئے کافی نہیں، بلکہ سچے دل سے اس کا یقین اور یقین کے ساتھ استحضار ضروری ہے، دوستو! کلمہ توحید کے پڑھنے والے آج دنیا میں کروڑوں ہیں اور اتنے ہیں کہ کسی زمانے میں اتنے نہیں ہوئے، لیکن عام طور پر یہ صرف زبانی جمع خرچ ہے، توحید کا رنگ ان میں رچا نہیں، ورنہ ان کا بھی وہی حال ہوتا جو پہلے بزرگوں کا تھا کہ نہ کوئی بڑی سے بڑی طاقت ان کو مرعوب کر سکتی تھی، اور نہ کسی قوم کی اکثریت ان پر

Scanned by CamScanner

اثر انداز ہو سکتی تھی، نہ کوئی بڑی سے بڑی دولت وسلطنت ان کے قلوب کو خلاف حق اپنی طرف جھکا سکتی تھی، ایک پیغمبر کھڑا ہو کر ساری دنیا کو للکار کر کہہ دیتا تھا کہ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، "ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ" تم مکر وفریب، دھوکہ دہی جو چاہے کرو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

صحابہ کا ایمان ویقین

دوستو! حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد صحابہ وتابعین جو تھوڑی سی مدت میں دنیا پر چھا گئے، ان کی طاقت وقوت اسی حقیقی یقین میں مضمر تھی، اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو یہ دولت نصیب فرمائے۔

صحابہ کرام کا ایسا یقین بنا اور ایسا ایمان مضبوط ہوا کہ قرآن کریم کے ایک ایک لفظ پر اور حدیث رسول ﷺ کے ایک ایک کلمہ پر ایسا یقین ہو گیا کہ اللہ پاک ایک بات فرمادیتے تو ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے، چنانچہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.

تو حضرات صحابہ بے چین اور بیقرار ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ان مسلمانوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے حکم تحریم آنے سے پہلے شراب پی اور اسی حالت میں انتقال کر گئے، مثلاً بعض صحابہ جنگ احد میں شراب پی کر شریک ہوئے اور اسی حالت میں شہید ہو گئے کہ پیٹ میں شراب موجود تھی، اللہ کے رسول پر یہ آیت نازل ہوئی:

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا.

یعنی ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے ان پر کوئی حرج

نہیں "قد ما سلف" جو گذر گیا سو گذر گیا، ماضی پر کوئی باز پرس اور دار و گیر نہیں اسی طرح تحویل قبلہ سے پہلے جو نمازیں پڑھی گئی، صحابہ کو فکر ہوئی کہ نا معلوم وہ نمازیں مقبول ہوں گی یا مقبول نہ ہوں گی، اللہ نے آیت نازل فرمادی:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ إِيْمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرتا، اللہ تو لوگوں کے ساتھ رؤف الرحیم ہے، تمہاری سب نمازیں مقبول ہیں، گھبرانے کی ضرورت نہیں، دراصل یہ حضرات صحابہ کی تواضع اور تخشع کا حال تھا ہر وقت ایمان کے بارے میں فکر مند رہتے تھے، اسی طرح قرآن مجید کی سورۂ تغابن کی آیات:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُ.

نازل ہوئی، کہ اے ایمان والو تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد تمہارے لئے دشمن ہیں، ان سے بچو، حضرات صحابہ بہت گھبرائے، اور علیحدگی اختیار کرنے لگے، کیونکہ بیویوں اور بچوں کی وجہ سے جہاد جیسی عظیم نعمتوں سے محروم ہو جاتے تھے، یہ بیوی بچے جہاد میں جانے سے، ہجرت کرنے سے اور دیگر فرائض کی ادائیگی سے مانع تھے، تو حضرات صحابہ نے ارادہ کیا کہ اب ہم اپنے اہل وعیال کے ساتھ تشدد برتیں گے، ان کے ہر ہر حکم کی پیروی نہیں کریں گے، اللہ نے تسلی دی اور یہ حکم نازل فرمایا:

وَإِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.

کہ تم ان کو معاف کر دو اور درگذر کرو اور مغفرت کا معاملہ کرو اللہ تو غفور رحیم ہے۔

تقوی کا حق

حضرات صحابہ کرامؓ کا ایمان اور تقوی اکمل اور مکمل تھا ان کے

Scanned by CamScanner

ایمان میں اور تقوی میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا، چنانچہ جب قرآن مجید میں یہ آیت نازل ہوئی: يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ.

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور نہ مرو تم مگر مسلمان ہونے کی حالت میں، یعنی تا دم مرگ ہمیشہ اسلام پر قائم رہنا، حضرات صحابہ نے جب اس آیت کو سنا تو مارے گھبراہٹ کے پسینہ چھوٹ گیا کہ ہم تقوی کا حق کیسے ادا کر سکیں گے، دوستو! علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی جلالین میں تقوی کا حق یہ بیان کیا ہے کہ اللہ کی اطاعت کی جائے، نافرمانی نہ کیجائے، اس کا شکر ادا کیا جائے، ناشکری نہ کی جائے، اس کا ذکر کیا جائے، اس کو فراموش نہ کیا جائے، حضرات صحابہ نے عرض کیا حضور کون ان باتوں کی طاقت رکھتا ہے، اللہ تبارک وتعالی نے حضرات صحابہ کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا ''فاتقوا اللہ ما ستطعتم'' اللہ سے ڈرو جتنا تمہاری قدرت میں ہے، یعنی معاصی اور گناہوں سے بچنے میں اپنی پوری توانائی اور طاقت صرف کر دو تو حق تقوی ادا ہو جائے گا۔

حق تقوی کا مسئلہ

دوستو! حق تقوی کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی پوری توانائی صرف کرنے کے بعد بھی کسی ناجائز کام میں مبتلا ہو ہی گیا تو وہ حق تقوی کے خلاف نہیں، گویا کہ اس نے تقوی کا حق ادا کر دیا۔

میرے محترم بھائیو! حضرات صحابہ کو اپنے ایمان ویقین پر محنت کرنے کی اور تقوی اختیار کرنے کی بڑی فکر رہتی تھی، چنانچہ جوں جوں قرآن

سنتے ایمان میں اضافہ ہو جاتا: وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيْمَانًا.

ایمان ویقین کی پختگی

دوستو! حضرات صحابہ کا یقین ایسا بنا ہوا تھا کہ جتنا قرآن کریم سنتے جاتے تھے اتنا ہی ان کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوتے جاتے تھے:

وَإِذَا سَمِعُوْا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُوْلِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ.

ترجمہ: حضرات صحابہ جب اس قرآن کو سنتے تھے جو اللہ کے رسول پر اتارا گیا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے، اس سبب سے کہ انہوں نے حق یعنی اسلام کو پہچان لیا اور یوں کہا کرتے تھے کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں پس ہمیں گواہی دینے والوں میں لکھ لیجئے، یعنی ہم محمد ﷺ اور قرآن کے حق ہونے کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

حضرات گرامی ایسے ہی ایمان کی ہم سب کو ضرورت ہے حضرات صحابہ کی زندگیاں ہم سب کے لئے مشعل راہ ہیں۔

حضرت علی کے ایمان کی پختگی

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے جس وقت حضور ﷺ مکۃ المکرمہ سے ہجرت فرما رہے تھے اس وقت مکہ کا حال حضور کی دشمنی اور مخالفت کے معاملہ میں اس قدر شدت کا تھا کہ وہ پل پل بھر یہ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کو پکڑیں اور قتل کر دیں، چنانچہ شام کے وقت اللہ کے نبی نے حضرت علی کو بلایا، اور فرمایا کہ علی تم مجھ کو دیکھ رہے ہو اس وقت میں مشرکین کے نرغے میں ہوں،

اور گھر کے باہر مشرکین مجھے قتل کرنے کے درپے ہیں، اور اللہ کا حکم ہجرت کے لئے آچکا ہے، اس لے میں یہ چاہتا ہوں کہ ان مشرکین مکہ کی کچھ امانتیں میرے پاس ہیں وہ تم لے لو اور تم میرے بستر پر سو جاؤ، صبح اٹھ کر وہ امانتیں لوگوں میں تقسیم کر دینا، چنانچہ حضرت علی نے وہ امانتیں لے لیں اور رات میں سو گئے، صبح ہوتے ہی جس جس کی امانتیں تھیں ان کے پاس پہنچا دیں، اور مدینہ المنورہ کے لئے روانہ ہو گئے، چنانچہ جب حضرت علی مدینہ پہنچ گئے تو حضرات صحابہ نے گھیر لیا، پوچھا کہ اے علی بتاؤ تو سہی اس رات جب تم رسول اللہ ﷺ کے بستر پر سورہے تھے وہ رات کیسے گذری، تمہیں تو پوری رات بے چینی میں نیند بھی نہیں آئی ہوگی، کروٹیں بدلتے رہے ہوں گے، اس وقت جو جواب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دیا وہ جواب سننے کے لائق ہے، اور وہی جواب اس واقعہ کا ماحصل ہے، چنانچہ حضرت علی نے فرمایا کہ میرے دوستو جتنے سکون و اطمینان سے اس رات میں سویا کبھی نہیں سویا، اس لئے کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ رحمت عالم، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سب سے آخری رسول، سب سے برگذیدہ اور پسندیدہ رسول ہیں، اور اللہ کے سچے نبی ہیں، جن کے بارے میں اللہ نے اپنے قرآن پاک میں آیت نازل فرمائی: اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى.

کہ ہمارا نبی جو کہتا ہے وہ وہی کہتا ہے جو ہم کہلواتے ہیں اس لئے اللہ کا یہ محبوب مجھے اسوقت زبان دے رہا ہے کہ علیؓ یہاں سو جاؤ صبح اٹھکر یہ امانتیں لوگوں میں تقسیم کر دینا، بس میرے دل میں یہ بات آئی کہ اب تو انشاء اللہ صبح تک کوئی طاقت ایسی نہیں جو مجھے تکلیف پہنچائے، حتی کہ عزرائیل کی بھی ہمت نہیں کہ وہ میری جان نکال لے، اس لئے کہ مجھے اللہ کے نبی نے یہ

زبان دی ہے، چنانچہ ساری دنیا جانتی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جان کو ذرہ برابر بھی آنچ نہ آئی، اور انہوں نے بخوبی اپنا فرض نبھایا۔

دوستو! وہ رات جہاں کفار و مشرکین کی تلواریں میان سے نکلی ہوئی تھیں قریب تھا کہ دھوکہ میں حضرت علی کو قتل کر دیں مگر ایسے حالات کے باوجود ان کا ایمان ذرہ برابر بھی نہ ڈگمگایا یہ ان کے پختہ ایمان و یقین کی دلیل ہے اللہ تعالی ہمارے ایمان میں بھی ایسی ہی پختگی عطا فرما دے۔

کافر بھی نبی کو صادق اور امین کہتے

دوستو! یہ بات تو اہل ایمان کی تھی کہ نبی کی ہر ہر بات پر عمل کرتے تھے مگر کفار جو آپ کے جانی دشمن تھے وہ بھی آپ کی باتوں کو سچا جانتے تھے آپ کی باتوں پر یقین بھی کرتے تھے، مگر عمل نہیں کرتے تھے، چنانچہ تاریخ حبیب الہ میں لکھا ہے کہ عتبہ اور عتیبہ ابولہب کے دو بیٹے تھے، رقیہ اور ام کلثوم آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیاں ان دونوں کے نکاح میں تھیں، جب سورۃ تبت یدا ابی لھب نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ اگر محمد ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے تو میرا تم سے کوئی اور تعلق نہیں، دونوں نے باپ کے کہنے پر عمل کیا اور عتبہ نے آپ کے روبرو بے ادبی کے ساتھ کلام کیا، دوستو! اللہ کے نبی پر کیا گذری ہوگی جو خاتم الانبیاء اور دونوں جہاں کے آقا ہیں ان کے ساتھ یہ حرکت کیجائے، ان کی بیٹیوں کو طلاق دی جائے، بس آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے:

اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِّنْ كِلَابِكَ.

یا اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط فرما دے۔

چنانچہ ایک دفع ابولہب مع اپنے بیٹے کے شام کی طرف تجارت کے

لئے گئے، راستہ میں ایک مقام پر سنا کہ یہاں شیروں کا آنا جانا ہے، تو ابولہب گھبرا گیا، اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے اپنے بیٹے پر محمد ﷺ کی بددعا کا خوف ہے، کہیں کوئی شیر آ کر میرے بیٹے کو مار نہ ڈالے، بہر حال قافلہ کے آدمیوں نے کہا کہ ہم تدبیر کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے قافلہ کا سب سامان ایک جگہ جمع کر لیا اور اونچا ٹیلہ سا بنا دیا سب قافلہ والے ٹیلے کے نیچے چاروں طرف سو گئے، اور عتبہ کو ٹیلہ کے اوپر سلا دیا، رات کو شیر آیا ٹیلہ کے اردگرد سوئے ہوئے لوگوں کو کچھ نہیں کہا، ٹیلہ کے اوپر عتبہ کو مار کر چلا گیا، گویا کہ وہ تدبیر ان کے کچھ کام نہ آئی ابولہب کو اس بات پر یقین تھا کہ نبی جو کہتا ہے سچ کہتا ہے، مجھے اس بات کا خوف تھا کہ نبی نے میرے بیٹے کے لئے فرمایا تھا

اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِّنْ كِلَابِكَ.

یہ ہو کر رہے گا، دوستو! ان کفار کی عجیب حالت تھی کہ دلوں میں راستی سچائی اور مستجاب الدعوات ہونا ان کو منظور تھا مگر بسبب شقاوت ازلی اور بدبختی کے ایمان نہیں لاتے تھے، چنانچہ ایمان نہ لانے کے نتیجہ میں ابولہب اور ان کی بیوی، بیٹے سب بری طرح ہلاک ہو گئے۔

ایمان افروز واقعہ

دوستو! اس عظیم الشان اجلاس میں ہم سب مؤمن بیٹھے ہوئے ہیں، مؤمن ہی کو اللہ پسند کرتا ہے، مؤمنین ہی سے محبت کرتا ہے، مؤمنین ہی پر اللہ احسان کرتا ہے، مؤمنین ہی پر شرعی پابندیاں عائد فرماتا ہے، اور مؤمنین ہی پر غیبی مدد کے دروازے کھولتا ہے، مؤمنین دنیا میں بھی کامیاب اور آخرت میں بھی کامیاب۔

محترم سامعین ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم اپنا ایمان حضرات

صحابہ جیسا بنالیں ان کے ایمان لانے کے واقعات اور ایمان کی ثابت قدمی کے واقعات اور ایمان کی حالت میں مرنے کے واقعات کا مطالعہ کریں انشاء اللہ ہمارے ایمان میں پختگی پیدا ہو جائے گی، اور جب پختگی پیدا ہو جائے گی تو یقیناً کامیابیاں ہمارے قدم چومیں گی۔

آج میں ایک ایسے صحابی کا واقعہ آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں جو بڑی ہی پختگی کے ساتھ ایمان لائے، بڑی ہی اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرتے ہوئے ایمان لائے، ایمان لانے سے پہلے بھی تکلیفیں اٹھائیں، اور ایمان لانے کے بعد بھی، ایمان لانے سے پہلے بھی مار پیٹ ہوتی رہی، اور ایمان لانے کے بعد بھی مدت گذر گئی، ایمان لانے والوں میں یہ چوتھے شخص تھے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم ایمان لے آئے ہو اب شام کی طرف چلے جاؤ، اپنے قبیلہ کی طرف چلے جاؤ، مگر دل میں یہ ولولہ جوش مار رہا تھا کہ اس وقت تک مکہ سے نہیں جاؤں گا جب تک مسجد حرام میں داخل ہو کر اور چیخ کر بلند آواز سے کلمہ شہادت نہ پڑھ لوں، چنانچہ کفار و قریش کا مجمع موجود تھا ان کے درمیان گھس کر نہایت اونچی آواز میں اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا، اس کے بعد اپنے گھر کی طرف آئے، بھائی سے ملاقات ہوئی، وہ بھی ایمان لے آئے، اماں سے ملاقات ہوئی، وہ بھی ایمان لے آئی، پھر کیا تھا ایمان لانے والوں کی تعداد میں عجیب ترین اور کثیر ترین اضافہ ہوتا چلا گیا، یہ صحابی رسول ایسے صحابی تھے کہ نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے جو کچھ سنتا اس پر عمل کر کے دکھا دیتا، ہر ہر سنت پر عمل کرتا، جب سنا کہ نکاح کرنا سنت ہے تو نکاح کر لیا یہ نہیں دیکھا کہ بیوی کس شکل کی ہے، بڑی ہی کالی کلوٹی بیوی ملی تھی مگر

Scanned by CamScanner

فرمانبرداراعلی درجہ کی تھی، بس آپ کا ہر کام سنت کے مطابق ہوتا تھا۔

نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

دوستو! وہ کون سے صحابی ہیں جنہوں نے ہمیشہ اپنے ایمان بنانے کی فکر کی تھی وہ حضرت ابوذر غفاریؓ تھے، ۳۲ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے، وفات کا عجیب بصیرت افروز قصہ ہے، حضرت ابوذر دمشق سے مدینہ آتے ہیں اور مدینہ سے ربذہ بھیجے جاتے ہیں، وہاں آپ کا ایک چھوٹا سا خیمہ ہے جہاں بہت تھوڑی مقدار میں کچھ افراد مقیم تھے وہ حج کے موقع پر حج کرنے چلے گئے، اسی سال حضرت عثمان غنیؓ بھی حج کے لئے تشریف لے گئے، گویا کہ تمام ممالک سے لوگ جوق در جوق مکہ پہنچ رہے تھے، ایک مس دو کاج حج بھی ہو جائیگا اور خلیفۂ وقت حضرت عثمان غنیؓ کی زیارت بھی ہو جائیگی، چنانچہ ربذہ بالکل خالی ہو گیا، زندہ نفوس میں حضرت ابوذر کا بیمار جسم ہے، ایک ضعیف اور کمزور بیوی ہے، ایک بیٹی ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں، ربذہ بالکل خالی اور سنسان پڑا تھا، راہ گیر اور مسافر بھی سڑک پر ڈھونڈنے سے نہیں مل رہے ہیں، ایسے وقت میں داعی اجل حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آہٹ ابوذر غفاری کی بیوی محسوس کرتی ہے کہ اس ہُو کے میدان میں چند جانوں کے علاوہ دور دور تک شاید کوئی پر مارنے والا پرند بھی موجود نہیں ہے، حضرت ابوذر کی بیوی نے ایک چیخ ماری، خدا جانے انہوں نے کیا دیکھا، اور کس کو دیکھا، مگر فوراً ہچکیاں ملی ہوئی نرم آواز میں حضرت ابوذرؓ کے بستر سے آواز آئی تم کو کس نے رلایا، بیوی صاحبہ نے کہا کہ میں اس لئے نہیں رو رہی ہوں کہ آپ کی موت کا وقت قریب آ گیا یا میں اس لئے نہیں رو رہی ہوں کہ میرا

سہاگ لٹ رہا ہے، اور نہ ہی اس لئے رو رہی ہوں کہ میرا شوہر دنیا سے رخصت ہو رہا ہے، اور نہ ہی اس لئے رو رہی ہوں کہ میں بیوہ ہو جاؤں گی، ہاں میں اس لئے رو رہی ہوں کہ میں ایک ضعیف نازک ہوں، کمزور اور ضعیف عورت ہوں، مجھ میں طاقت نہیں کہ اس پتھریلی زمین میں تمہارے لئے قبر کھود سکوں، اور میں اس لئے رو رہی ہوں کہ گھر میں کفن دینے کے لئے کپڑا بھی نہیں ہے، ماشاء اللہ آپ نے گھر میں کوئی سامان جمع نہیں کیا ہے، خالی ہاتھ رہے ہیں، تنہائی کی زندگی گذاری ہے، اس لئے میں سوچتی ہوں کہ آپ کے کفن دفن کا انتظام کیسے ہوگا؟ ابوذر نے اپنی اہلیہ محترمہ سے کہا کہ مت روؤ کیونکہ حضرات صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اس وقت آپ نے فرمایا تھا کہ یقیناً تم لوگوں میں سے ایک شخص چٹیل سنسان وادی میں جان دے گا، اور جس کے جنازہ میں مسلمانوں کا ایک گروہ آ کر شریک ہوگا، محترمہ مجھے لگ رہا ہے کہ جن لوگوں کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم میں ایک آدمی ہوگا جو جنگل میں مرے گا اور اس کے کفن دفن کا انتظام انشاء اللہ منجانب اللہ ہوگا، وہ آدمی میں ہی ہوں، اس لئے کہ میرے سبھی ساتھی کسی شہر یا کسی آبادی میں وفات پا چکے ہیں، بس میں اکیلا رہ گیا ہوں، جو اس وقت اس وادیٔ ویراں میں دم توڑ رہا ہوں، حضرت ابوذر غفاریؓ نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو جا اور راستہ پر جا کر بیٹھ، مسلمانوں کی جماعت ضرور آ رہی ہوگی، کیونکہ خدا کی قسم نہ میں جھوٹ بول رہا ہوں اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے۔

بہر حال بیوی صاحبہ روتی ہوئی یاس و ناکامی کے ساتھ آپ کی بیوی صاحبہ اٹھیں اور سڑک کے کنارے آ کر بیٹھ گئیں، کئی روز گذر گئے انتظار

Scanned by CamScanner

کرتے کرتے کوئی نہ آیا، امید نا امیدی میں بدل گئی کہ اچانک عراق کی سڑک سے غبار اٹھتا ہوا نظر آیا، جب غبار کا پردہ پھٹا تو بیس اونٹنیوں کے سوار نمودار ہوئے، بیوی نے سامنے کھڑے ہو کر اشارہ کیا جب انہوں نے عورت کو جنگل اور تنہائی میں کھڑے ہوئے دیکھا تو اپنی سواریاں موڑ لیں، تو اس عورت نے کہا کہ ایک اللہ کا بندہ مر رہا ہے اس کی نماز جنازہ پڑھ لو، تمہیں اجر ملے گا، انہوں نے کہا وہ کون ہے؟ کہا کہ وہ اللہ کے حبیب کا ساتھی ابوذر غفاریؓ ہے، سارے کے سارے رونے لگے، ان اونٹ سواروں میں بڑے بڑے صحابہ موجود تھے، چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ آگے آگے تھے، انہوں نے کہا کہ ہمارے ماں باپ ابوذر پر قربان، پھر کیا تھا شتر سواروں نے آواز بلند کی کہ ان پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں، ان پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں، اونٹوں کی پیٹھیں خالی ہوگئیں، کوڑے ان کی گردنوں میں لٹکا کر چیختے ہوئے گریاں و نالاں، افتاں و خیزاں مریض کے خیمے کی طرف دوڑے، بہر حال شتر سوار آناً فاناً میں، آہ و بکا کی غوغا میں خیمہ کے اندر داخل ہوگئے، مسلمانوں کی اس جماعت کو دیکھ کر حضرت ابوذر کے بدن نے ایک جھرجھری سی لی اور آنے والی جماعت سے حجۃ الوداع کی آخری وصیت کے الفاظ ذکر فرمائے:

اَلَاْفَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ.

دیکھو جو یہاں موجود ہیں وہ غیر حاضر لوگوں کو میرا پیغام پہنچا دیں۔

تمہیں خوشخبری ہو تم لوگوں کے متعلق آنحضرت ﷺ ایک مژدہ سنا کر گئے تھے (یعنی فرمایا تھا) کہ مسلمانوں کی ایک جماعت تمہارے کفن دفن میں شریک رہے گی، گویا کہ اللہ کے نبی نے تمہیں مسلمانوں کی جماعت

میں شمار کیا ہے، اس سے زیادہ جاں بخش گرانمایہ مژدہ اور کیا ہو سکتا ہے، اس کے بعد ابوذرؓ نے فرمایا کہ ایک مژدہ اور سنو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جن دو مسلمانوں کے درمیان دو بچے مر گئے ہوں اور ان کی موت پر انہوں نے صبر سے کام لیا ہو اور صبر پر ثواب کی امید لگائی ہو تو یہ دونوں ہمیشہ کے لئے آگ کے شعلوں سے جدا ہو گئے، اس کے بعد ابوذر نے فرمایا اے کاش میرے پاس اتنے کپڑے ہوتے کہ اس میں اپنے کو سما کر (لپیٹ کر) اسے کفن بنا لیتا اور اس کے علاوہ کسی کفن کی ضرورت محسوس نہ کرتا، مگر دوستو! خدا کی مرضی یہی ہے کہ اپنے کفن میں لپیٹا نہ جاؤں اور آپ لوگ اپنا کفن دیں، اب آپ لوگوں کو وصیت کرتا ہوں، خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے جو شخص بھی کفن دے نہ تو وہ کسی صوبے کا ذمہ دار ہو نہ عریف ہو اور نہ ڈاکیہ وغیرہ ہو، یعنی اس نے سلطنت عثمانیہ میں نوکری نہ کی ہو، چنانچہ ان بیس آدمیوں میں صرف ایک آدمی ایسا تھا جس نے سلطنت عثمانیہ میں کوئی نوکری نہیں کی تھی وہ ایک انصاری آدمی تھا اس نے کہا کہ یہ شرطیں مجھ میں پائی جاتی ہیں، بہر حال اس انصاری کے تھیلے میں دو چادریں تھیں، اور ایک چادر اس کے بدن پر تھی، ان تینوں چادروں میں کفن دیا گیا۔

بہر حال حضرت ابوذر دنیائے فانی سے ہمیشہ ہمیش کیلئے رخصت ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی زبان سے یہ جملے نکل رہے تھے، مبارک ہو تم کو، رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ ابوذر اکیلا ہی چلتا ہے، اکیلا ہی مریگا، اکیلا ہی اٹھیگا۔

جنازہ کی نماز

حضرت ابوذر کے جنازہ کی نماز فقیہ الاسلام معلم الوقت حضرت

Scanned by CamScanner

عبداللہ بن مسعود نے پڑھائی، دوستو! حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کے ساتھیوں کو کوفہ سے بلایا جاتا ہے، اللہ کی طرف سے ان کو بھیجا جاتا ہے، جاننے والے جانیں کہ خدا کے لئے جو مرتا ہے، خدا اس کے لئے کیا کرتا ہے، دفن میں بھی عبداللہ بن مسعود شریک ہیں، دفن کے بعد تعزیت کے لئے اہل خانہ کے یہاں پہنچے، ابوذر غفاریؓ کی بیٹی نے کہا اے عبداللہ بن مسعود اور شتر سواروں میری بات سنو میرے ابوذر نے یہ کہا تھا اے میری بیٹی ایک بکری ذبح کرا لو، فوراً اس کے گوشت کو آگ پر چڑھا دو، مہمان آنے والے ہیں جب وہ مجھے دفن کرلیں تم ان سے کہنا کہ ابوذر نے آپ لوگوں کو خدا کی قسم دی ہے کہ جب تک کھانا نہ کھالیں اپنی سواریوں پر سوار نہ ہوں، اور مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ مہمانوں کی مہمان نوازی میں غفلت نہ ہو، عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا واہ رے واہ ابوذر زندگی بھر بھی سخی رہا اور مرنے کے بعد بھی سخی۔

دوستو اور بزرگو! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے لوگوں سے فرمایا اے لوگو! دیکھو حضرت ابوذرؓ نے نبی کریم ﷺ کے ارشادات پر آخری دم تک عمل کر کے دکھا دیا، اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو بھی ابوذر جیسی قابل رشک زندگی عنایت فرمائے۔

رشک کرتا ہے فلک ایسی زمیں پر اسعد
جس پہ دو چار گھڑی ذکر خدا ہوتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ اہل خانہ کو دلاسہ اور تسلی دلا کر مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوگئے، حضرت عثمان غنی کو جا کر اس حادثہ جانکاہ کی خبر دی، فوراً حضرت عثمان غنی ربذہ تشریف لائے، اور ابوذر کے اہل خانہ کو مدینہ لیکر چلے گئے، اور ابوذر کے بچوں کو اپنے بچوں کے ساتھ ملا لیا۔

دوستو اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کی تو خدمت اور مدد

کرتے ہی ہیں مگر ان کے وارثین او متعلقین اور پس ماندگان کی بھی پوری پوری دیکھ بھال کرتے ہیں، یہ سب پختہ ایمان ویقین کی برکت کا ثمرہ ہوتا ہے۔

اپنا مال اہل ایمان پر خرچ کرو

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے انتقال کا وقت جب قریب ہوا تو انہوں نے اپنا سب کچھ مال بانٹ دیا لوگوں نے کہا کیا اپنے بچوں کے لئے کچھ نہیں چھوڑا فرمایا اگر میری اولاد صالح ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "واللہ ولی المؤمنین" اللہ تعالیٰ مؤمنین کا کارساز ہے، اور اگر غیر صالح ہے تو ان پر میں اپنے پیسے کو ضائع کرنا نہیں چاہتا۔

یہی حالات تھے حضرت ابوذر غفاریؓ کے، چنانچہ حیدر کرار کرم اللہ وجہہ کے تلمیذ امام فن نحو ابوالاسود دوئلی نے سچ فرمایا تھا:

رَأَيْتُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ لِأَبِي ذَرٍّ شَبِيْهًا. آنحضرت ﷺ کے صحابیوں کو میں نے دیکھا لیکن ابوذر جیسا تو کسی کو نہیں دیکھا۔ (مسند احمد)

محترم سامعین کرام! پوری تقریر کا خلاصہ یہ نکلا کہ آج ہی سے ہم اپنے ایمان کو مضبوط بنانے کی فکر کریں، اپنی اولاد کے ایمان میں پختگی بچپن ہی سے پیدا کردیں، عقائد کی درستگی اور اخلاقیات کا درس ماں کی گود میں اور بالغ ہونے سے پہلے پہلے مکمل ہوجانا چاہیے، آج ہماری سوچ اور فکر کا انداز الگ ہے، ہم چاہتے ہیں کہ پہلے تعلیمی سندیں اور ڈگریاں ہمارے پاس آجائیں پھر تصحیح عقائد اور اخلاق کی درستگی کی طرف قدم بڑھائیں گے، بس یہی خسارہ اور نقصان کی علامت ہے کہ تصحیح عقائد اور اخلاقیات کو پیچھے ڈال دیتے ہیں اور دنیوی تعلیمات کو مقدم کردیتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

اللہ تعالیٰ ہمیں خلفائے راشدین جیسا، حضرات صحابہ جیسا
حضرت ابوذر جیسا ایمان عطا فرمائے، آج ہمارا ایمان تقویٰ و طہارت سے
واقعتاً اور صبر و شکر سے عاری نظر آتا ہے

شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو
عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

توشۂ آخرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

نظر سوئے دنیا قدم سوئے مرقد
کہاں دیکھتا ہے کدھر جا رہا ہے

جناب صدر علمائے کرام، بزرگان دین اور عزیز دوستو!

آج ہر انسان دنیا کے پیچھے دوڑ رہا ہے، دولت کمانے، اچھے سے اچھا گھر بنانے کی فکر میں ہے، تجارت بڑھانے اور شہرت حاصل کرنے کا دماغ پر بھوت سوار ہے، غرض جس کو بھی دیکھو دنیا کی طلب میں سرگرداں ہے، اور جس مقصد کے لئے دنیا میں پیدا کیا گیا ہے اس کو پس پشت ڈال دیا ہے، جبکہ اس دنیا کی چند روزہ زندگی آخرت کی تیاری کے لئے ہے، اور یہاں رہ کر موت سے پہلے پہلے اس اگلے گھر کی فکر کرنی ہے، اور یہی

ہمارا اصلی اور دائمی گھر ہے، لہٰذا اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ جائے اس سفر کی پوری تیاری کر لینی چاہیے، تا کہ جب دعوت نامہ آئے تو آدمی خوشی خوشی جائے، اور اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

امام غزالیؒ کے ایک دوست کا واقعہ

معروف عالم دین، عارف باللہ حضرت امام غزالیؒ اپنے ایک دوست کے یہاں ملاقات کے لئے تشریف لے گئے، جب دروازے پر پہنچے تو اندر سے زور زور سے دوست کے بولنے کی آواز آ رہی تھی اور وہ کہہ رہا تھا کہ میرا فلاں قیمتی جوڑا کہاں ہے؟ فلاں ڈھال اور فلاں تلوار کہاں ہے؟ فلاں گھوڑا تیار کرو۔ اس طرح وہ سب گھر والوں کو پریشان کئے ہوئے تھا، حضرت امام غزالیؒ نے دستک دی، اور سلام کے بعد جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو اپنے دوست سے کہا کیا بات ہے؟ آج تم تمام گھر والوں کو پریشان کئے ہوئے ہو، وہ بہت عمدہ گھوڑا اور وہ بہت عمدہ جوڑا آخر آج ان سب چیزوں کی تلاش کیوں ہے، اس دوست نے کہا حضرت خلیفۂ وقت کی طرف سے میرے پاس دعوت نامہ آیا ہے، مجھے دربار خلافت میں جانا ہے، اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ بہت اعلیٰ قسم کے لباس سے مزین ہو کر جاؤں، جب میں دربار خلافت میں پہنچوں تو میرا ایک خاص مقام ہو۔

حضرت امام غزالیؒ بڑے ہی اللہ والے تھے، ان کے سامنے ہر وقت آخرت کی فکر رہتی تھی، فرمانے لگے: یہ تو ٹھیک ہے کہ تمہارے پاس خلیفۂ وقت کا دعوت نامہ آیا ہے، اس لئے تم شاہانہ انداز میں دربار خلافت میں جانے کی تیاری کر رہے ہو۔

میرے عزیز دوست! کبھی تم نے یہ بھی سوچا ہے کہ جب تمہارے

پاس خلیفۂ وقت کے مالک شہنشاہ دو جہاں اور احکم الحاکمین کا دعوت نامہ آئے گا، اس وقت کیا ہوگا؟ اے دوست! غور کر لے، یہ بادشاہوں کے دعوت نامے، خلفاء کے دعوت نامے تو آگے پیچھے ہو سکتے ہیں، ان کے پروگرام تبدیل ہو سکتے ہیں، لیکن جب اللہ کا فرشتہ ملک الموت دعوت نامہ لے کر آئے گا، یاد رکھ پھر اس وقت ایک منٹ کی بھی تاخیر نہیں ہو سکتی، اگر تم ایک سانس کی بھی مہلت چاہو گے تو نہیں مل سکے گی۔

اِذَاجَاءَ اَجَلُهُمْ لَايَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَايَسْتَقْدِمُوْنَ

اور جب ان کا متعین وقت آ پہنچے گا تو پھر وہ نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتا ہے نہ آگے سرک سکتا ہے۔

میرے دوست! وہ دعوت نامہ ایک بہت بڑے دربار میں حاضری کا دعوت نامہ ہوگا یعنی مرنے کے بعد میدان حشر میں جانا ہے، اب بتاؤ تم نے وہاں جانے کی کیا تیاری کی ہے اور کس طرح کی ہے، جو آیت میں نے خطبہ میں تلاوت کی حق تعالیٰ شانہ نے قرآن مجید کی اس آیت میں ارشاد فرمایا: ”اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، اور ہر انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ اس نے آنے والے دن کے لئے کیا تیاری کی ہے؟

دوستو اور بزرگو! غور کرنے کا مقام ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو بغیر کسی واسطے اور رابطے کے سیدھے مؤمنین کو خطاب فرما رہے ہیں کہ اے مؤمنو اللہ سے ڈرو اور آنے والے دن کی فکر کرو، پہلی امتوں کو خطاب انبیاء کے واسطے سے ہوتا تھا، یہ اس امت محمدیہ کا شرف اور اعزاز کہہ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ سب کو براہِ راست خود خطاب فرما رہے ہیں اور کل کی فکر دلا رہے ہیں۔

عقلمندوں کا کام گوشوارہ بنانا

محترم بزرگو اور دوستو! دنیا کا ہر عقل مند انسان اپنے کام، اپنی تجارت، اپنی کھیتی، اپنی دوکان کا گوشوارہ بناتا ہے، یہ مدرسہ والے بھی اپنا گوشوارہ بنا کر ہر سال کتابچوں اور جنتریوں میں چھاپتے ہیں کہ کس کس مد میں کتنی کتنی آمد ہوئی اور کس کس مد میں کتنا کتنا خرچ ہوا، کتنا بقایا ہے یا کتنا قرض ہو گیا ہے، حتی کہ ایک چھوٹی سی دوکان کا مالک پان والا بھی اپنی آمدنی و خرچ کو جانچتا ہے کہ میں جتنا روپیہ اس میں لگا رہا ہوں مجھے کچھ بچ بھی رہا ہے یا نہیں، اگر بچے گا تو وہ دوکان چلائے گا، اگر گوشوارہ یہ کہے کہ بچت نہیں ہوئی تو وہ اپنے کھوکے کو بند کر دے گا، ساری دنیا کا نظام ہی گوشوارہ پر چلتا ہے، بادشاہ اور حکام بھی اپنی حکومت کا گوشوارہ بناتے ہیں، اگر حکومت کو خوب رقم گوشوارہ میں دکھائی دے تو حکومت چلے گی ورنہ اس کا دیوالیہ نکل جائے گا، اللہ تعالی بھی اپنی کائنات کا گوشوارہ بناتے ہیں، کہ اس انسان کو (دیکھوں کہ) جس مقصد کے لئے میں نے اس کو پیدا کیا ہے (وہ پورا بھی کر رہا ہے یا نہیں) کتنے لوگ وہ ہیں جو اپنے مقصد کو پورا کر رہے ہیں اور کتنے وہ ہیں جو اس سے بے خبر ہیں، میرے عزیزو! اللہ کے حساب میں ابھی چند ایسے لوگ موجود ہیں جو اس مقصد کو پورا کر رہے ہیں ورنہ جس روز اچھے لوگ فہرست سے غائب ہو جائیں گے اور ایک بھی اللہ اللہ کرنے والا زمین پر نہیں رہے گا تو اللہ تعالی اس کائنات کے نظام کو الٹ پلٹ کر دیں گے اور اس نظام کو توڑ پھوڑ دیں گے، دنیا ہو یا دین، مسلمان ہو یا کافر ہر شخص اپنے کاروبار کا گوشوارہ بنا کر چلتا ہے تو وہ کامیاب ہوتا ہے ورنہ ناکام ہو جاتا ہے۔

دینی زندگی کا گوشوارہ

میں اپنے تمام ایمان والے بھائیوں سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے اپنے کاروبار کی طرح کبھی اپنی دینی زندگی کا بھی گوشوارہ بنایا ہے، کہ ہماری زندگی کا کتنا حصہ بحیثیت مسلمان اللہ اور اس کے رسول کے حکم اور طریقہ کے مطابق گزر رہا ہے اور کتنا حصہ شیطان کے اتباع میں گذر رہا ہے، دوستو! یاد رکھو اگر ہمارے سارے اعمال شیطانی ہیں، اگر ہم اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی زندگی گزار رہے ہیں تو ہم یقیناً سراسر گھاٹے اور خسارے میں ہیں۔

ہم پر اللہ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں یہ انمول زندگی عطا کی ہے، کھانے، پینے اور رہنے سہنے کی بے شمار نعمتیں ہمیں عطا کیں ہیں، کائنات کے یہ شب و روز اور اس میں گزرتے ہوئے لمحات کتنے قیمتی ہیں آپ نے کبھی اس کا اندازہ نہیں کیا؟ کیا فرصت، صحت اور جوانی کی تیزی سے گزرتے ہوئے لمحات اس قابل نہیں کہ ان کا محاسبہ کیا جائے ان کا گوشوارہ بنایا جائے، ان کا جائزہ لیا جائے؟ کیا یہ اتنی قیمتی زندگی جو یونہی بسر ہو رہی ہے اس معمولی دوکان سے بھی گئی گزری ہے؟

یاد رکھو جب قیامت کا دن قائم ہو گا، جس میں ہر چھوٹا، بڑا، کالا گورا، امیر، غریب، عالم اور جاہل مدعو ہو گا، اور اس دن کا مالک ایک ایک سے اپنی دی ہوئی نعمتوں کے بارے میں سخت باز پرس کرے گا، اس وقت کیا جواب دو گے، اللہ کی دی ہوئی نعمتیں کتنی قیمتی ہیں ہمیں اس کا اندازہ نہیں نہ ہم کبھی اس پر غور کرتے ہیں، احساس اس وقت ہوتا ہے جب یہ ضائع ہو جاتی ہیں، اللہ کی ایک نعمت کی قیمت ساری دنیا بھی مل کر نہیں دے سکتی، اور نہ یہ دنیا اس

Scanned by CamScanner

کا بدل ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی انمول نعمتیں

ایک مرتبہ ایک غریب سائل ایک اللہ والے کے پاس آیا، دست سوال دراز کیا اور زبان قال سے یوں گویا ہوا، حضرت میں محتاج ہوں، فقیر ہوں، مہربانی کر کے مجھے کچھ عطا فرمایئے اس عارف باللہ بزرگ نے کہا مجھے تعجب ہے کہ تم لکھ پتی، کروڑ پتی ہو پھر بھی بھیک مانگتے ہو شرم نہیں آتی، سائل تعجب خیز نظروں سے اس عمر رسیدہ بزرگ کو دیکھتے ہوئے بولا، حضرت میں کہاں کا کروڑ پتی اور لکھ پتی ہوں؟ میری جیب میں چند ٹکے بھی نہیں، حضرت نے فرمایا اچھا جس زبان سے تم اپنے دل کی ترجمانی کر رہے ہو، اور جس زبان کے ذریعہ اپنی مسکنت کا اظہار کر رہے ہو، بتاؤ، تم اس ذرا سی بوٹی کی کیا قیمت لیتے ہو؟ میں اس کے ایک لاکھ روپے دینے کے لئے تیار ہوں یہ زبان کاٹ کر مجھے دیدو؟ وہ سائل حیران رہ گیا اسی طرح آپ نے پھر اس کے ہاتھوں، پیروں، اور آنکھوں کے بارے میں سوال کیا اور سائل نفی میں ہی سر ہلاتا رہا، آخر کار بزرگ نے یہ ظاہر کر دیا کہ انسان کے پاس جو نعمتیں ہیں وہ بیش قیمت ہیں، بڑی انمول ہیں، جن کا بدل دنیا کا تمام مال و دولت بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ اللہ کی یہ نعمتیں دنیا کے بازاروں اور فیکٹریوں میں نہیں بنتی۔

نفسی نفسی کا عالم

میرے بھائیو! ذرا غور کرو جب قیامت کا وہ ہولناک منظر سامنے آئیگا جسے دیکھ کر دل دہل جائے گا اور حواس باختہ ہو جائیں گے اس دن سبھ کس مپرسی کا شکار ہوں گے، وہاں انبیاء و رسل اور اولیاء، صلحاء کو بھی اپنی اپنی پڑی ہوگی، نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔

ایک مرتبہ پیارے نبی محمد ﷺ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے زانو پر سر مبارک رکھے ہوئے آرام فرما رہے تھے، تو اچانک عائشہؓ کے آنسو جاری ہو گئے، اور جب آنسو رخ انور پر گرے تو سرکار کی آنکھ کھل گئی، دیکھا کہ عائشہؓ زار و قطار رو رہی ہے، آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا کیوں روتی ہو؟ کہنے لگی یا رسول اللہ مجھے قیامت کا ہولناک دن یاد آ گیا، وہاں کی سختی اور وہاں کے نفسی نفسی کے عالم نے مجھے رلا دیا، فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں فراموش تو نہ فرمائیں گے، رحمت عالم محبوب کبریا محمد عربی ﷺ نے فرمایا اے عائشہ جب تک ہر انسان تین مرحلوں سے نہ گزر جائے گا اس وقت تک وہ کسی دوسرے کے بارے میں کچھ بھی سوچ نہ سکے گا۔

پہلا مرحلہ

قیامت کے دن ایک ہوا چلے گی اور اعمال نامے تمام انسانوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں گے، اس وقت انسان اپنے اعمال نامے کو دیکھے گا اور کہے گا:

مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَايُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا.

ترجمہ: میرے اعمال نامے کو کیا ہو گیا ہے کہ اس میں چھوٹی بڑی تمام باتیں لکھی ہوئی ہیں کچھ بھی چھوڑا نہیں گیا ہے فرمایا اللہ کے نبی ﷺ نے جس کے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ پہنچے گا اس کی خوشی کی انتہا نہ رہے گی۔

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ (سورہ الحاقۃ پارہ ۲۹)

جب اس کے ہاتھ میں اعمال نامہ آئے گا تو لوگوں سے کہتا پھرے گا آجی میرا اعمال نامہ پڑھ کر دیکھو میں کامیاب ہو گیا ہوں اور مجھے تو پہلے ہی

معلوم تھا کہ میرا حساب ہونے والا ہے اس لیے میں نے پہلے ہی تیاری کر رکھی تھی۔

دوستو! پھر وہ جنت کے بالا خانوں میں ہوگا، ہر طرف پھلوں کے خوشے لٹکے ہوئے ہوں گے اور فرشتے کہتے ہوں گے:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ.

من چاہا خوب کھاؤ پیو اور یہ صلہ ہے اس کا جو تم کر کے آئے ہو۔

اور جس کے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ہوگا، وہ واہی تباہی مچاتا پھرے گا، اگلی آیت میں اس کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ

بائیں ہاتھ کے اعمال نامے والا کہتا پھرے گا ہائے کاش میرا تو حساب ہی نہ ہوا ہوتا اللہ تعالی کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوگا:

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ.

اس کو پکڑ لو، زنجیروں میں باندھو اور جہنم میں ڈال دو۔

دوسرا مرحلہ

اے عائشہ! ہر انسان کو پل صراط کے اوپر سے گزرنا ہے پل صراط جہنم کے اوپر ہوگا جس کی پانچ سو برس کی چڑھائی ہے، پانچ سو برس کا سیدھا راستہ ہے اور پانچ سو برس کا نشیب ہے، وہاں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

جس نے اس آنے والی گھڑی کی تیاری کی ہوگی اپنی زندگی کا حساب لگا کر گناہوں پر رویا ہوگا اللہ کی بات مان کر زندگی گزاری ہوگی، ان کا تو یہ حال ہوگا:

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ.

وہ دن یاد رکھنے کے قابل ہے جس دن آپ مومن مرد اور مومن عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے آگے ہوگا۔

دوستو! یہ ایمان کا نور، تلاوت قرآن کا نور، اللہ کے ذکر کا نور، نمازوں کا نور، اور نہ جانے کتنے اعمال صالحہ کا نور وہاں مومن مردوں اور عورتوں کے آگے آگے ہوگا یہ تمام لوگ اس کی روشنی میں پل صراط کا راستہ لمحوں میں طے کر لیں گے۔ منافقین اس دن مسلمانوں کے آگے گڑگڑائیں گے، باری تعالی نے ارشاد فرمایا:

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا.

منافق مرد اور عورتیں کہیں گے اے مسلمانو ہمیں بھی اپنے ساتھ لے لو کیونکہ تمہارے پاس نور ہے اور ہمارے پاس نور نہیں ہے، (جواب ملے گا) جاؤ تم دنیا میں لوٹ جاؤ یہ نور تو تمہیں دنیا میں مل سکتا تھا۔

تیسرا مرحلہ

یہ ہے کہ جب تک میزان عمل پر نیکیوں کا پلڑا بھاری نہ ہو جائے اس وقت تک ہر آدمی کو اپنی ہی فکر ہوگی۔ باری تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِۨ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اس دن بالکل ٹھیک ٹھیک وزن ہوگا بس جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا وہ انسان تو کامیاب ہو گیا ورنہ:

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ.

جس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا رہ گیا تو وہ ٹوٹے اور خسارے میں ہے اور اس کا نتیجہ جہنم ہے اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

میزان عمل میں سب سے بھاری عمل

محترم بزرگو اور دوستو! اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اعمال کا وزن میزان عمل میں بڑھ جائے اور بھاری ہو جائے تو ہمیں خوش خلقی اختیار کرنی پڑیگی اور بد خلقی، تند خوئی سے پرہیز کرنا ہوگا، لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا ہوگا۔

خوش اخلاقی کی بڑی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہیں، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے وزنی اور بھاری چیز جو مؤمن کے نامۂ اعمال میں رکھی جائیگی وہ حسن خلق یعنی اچھے اخلاق ہوں گے۔ اللہ تعالی ہم سب کو خوش خلقی اور حسن اخلاق کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ (ابوداؤد)

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عائشہ جب تک انسان ان تین مرحلوں سے نہ گذر جائے ہرگز وہ کسی کے بارے میں سوچے گا بھی نہیں کیونکہ اس کو وہاں ہر لمحہ اپنی فکر پڑی ہوگی۔

قیامت کے دن کی مقدار

میرے بزرگو اور دوستو! ذرا غور کرو اور سوچو حشر کے دن کی اس کش مکش کے بارے میں کہ اس دن کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی، كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ. آج کل عام طور سے ہماری عمریں پچپن یا ساٹھ سال کی ہو رہی ہیں، پندرہ سال بچپن کے نکال دیجئے، پینتالیس سال بچے اور ان

پینتالیس میں سے آدھی راتیں نکال دیجئے ساڑھے بائیس سال بچے، ان ساڑھے بائیس سال میں کچھ وقت کھانے اور کچھ دوسری حاجتوں کا نکال دیجئے، مشکل سے تھوڑی سی زندگی بنتی ہے، جس کے لیے ہم اتنے پریشان ہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

احساس کی کمی

اب اندازہ کیجئے کہ آپ اور ہم کس حال میں ہیں اللہ مجھے بھی اور آپ سب کو بھی اس کی فکر نصیب فرمائے، ہم ایک تھوڑی سی زندگی کے لیے صبح سے شام تک اور بعض مرتبہ رات میں بھی محنت کرتے ہیں اس کے باوجود بھی دنیا کی ہی فکر سوار رہتی ہے، کیا ہمارا حال دین کے معاملہ میں بھی ایسا ہی ہے؟ ہماری غفلت، کوتاہی اور سستی کی وجہ سے ہماری حس یہاں تک گر چکی ہے کہ مسجد کے عین دروازے پر دوکان ہے، برابر اذان سنتے ہیں، پنج وقتہ نمازیوں کی آمد و رفت ہماری دوکانوں کے سامنے سے ہوتی ہے، مگر کبھی بھول کر بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ مرنے کے بعد اُس سخت دن میں کیا ہوگا؟ یہ کاروبار، یہ دولت و ثروت، یہ جاہ و حشم، تمہارے کہاں تک کام آ سکتا ہے، صرف آنکھیں کھلی رہنے تک اور بس دوستو یہی احساس دلانے کے لیے قرآن حکیم میں باری تعالی نے ارشاد فرمایا:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ.

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو تم نے آنے والے وقت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ دنیا کی تیاری تو کر رہے ہو جو عنقریب ختم ہونے والی ہے، اس زندگی کی فکر کرو جو بہت جلد شروع ہونے والی ہے اور پھر ہمیشہ چلتی رہے گی،

Scanned by CamScanner

اور وہ ہے آخرت...... حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب مہاجر مدنی نے ارشاد فرمایا "عُدُّوْا اَنْفُسَکُمْ فِی الْمَوْتٰی" اپنے نفسوں کو مردوں میں شمار کرو، یہ تصور قائم ہوجائے تو ہر عمل آسان ہوجائے، حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو آنہوں نے اپنا سب کچھ مال بانٹ دیا، لوگوں نے کہا اپنے بچوں کے لئے بھی کچھ چھوڑ دو، تو فرمایا اگر میری اولاد صالح ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "والله ولی المؤمنین" اللہ تعالیٰ مؤمنین کا کارساز ہے اور اگر غیر صالح ہے تو ان پر میں اپنے پیسے کو خراب کرنا نہیں چاہتا۔ (از صحبتے با اولیاء)

فکر آخرت

دوستو! ہمارے بڑوں میں آخرت کی فکر ہوتی تھی، بادشاہوں تک میں موت کی تیاری کا جذبہ پایا جاتا تھا، اور وہ بھی اپنی آخرت پیش نظر رکھتے تھے آج کل کی طرح خدا فراموشی کا ماحول نہ تھا۔

بادشاہوں میں بھی خوف آخرت

چنانچہ کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے، محمد شاہ مکران کا ایک بادشاہ گذرا ہے، ایک مرتبہ وہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ شکار کو نکلا، بادشاہ سلامت شکار کھیل رہے تھے، سپاہیوں کے ہاتھ ایک بوڑھی عورت کی گائے آ گئی، انہوں نے اسے ذبح کر کے اس کا گوشت بھون کر کھالیا، بڑھیا نے کہا کہ مجھے پیسے دے دو تا کہ میں کوئی اور گائے خرید لوں، انہوں نے پیسے دینے سے انکار کردیا، اب وہ بڑی پریشان ہوئی، اس نے کسی عالم کو بتایا کہ میرا تو روزی کا دارومدار اسی گائے پر تھا، یہ سپاہی اس کو بھی کھا گئے ہیں، اور اب پیسے بھی

نہیں دیتے، اب میں کیا کروں؟ انہوں نے کہا کہ بادشاہ نیک آدمی ہے، لہٰذا تم ڈائرکٹ (سیدھے) جا کر بادشاہ سے بات کرو، اس نے کہا کہ مجھے یہ سپاہی آگے جانے نہیں دیتے، انہوں نے کہا کہ میں تجھے ایک طریقہ بتا دیتا ہوں کہ بادشاہ کو پرسوں اپنے گھر جانا ہے، اس کے گھر کے راستہ میں ایک دریا ہے اور اس کا ایک ہی پل ہے، وہ اس پر سے لازمی گذرے گا، تم اس پل پر پہنچ جانا اور جب بادشاہ کی سواری وہاں سے گذرنے لگے تو اس کی سواری ٹھہرا کر تم اپنی بات بیان کردینا، چنانچہ تیسرے دن بڑھیا وہاں پہنچ گئی۔

بادشاہ کی سواری پل پر پہنچی تو بڑھیا تو پہلے ہی انتظار میں تھی، اس نے کھڑے ہوکر بادشاہ کی سواری روک لی، بادشاہ نے کہا، اماں! آپ نے میری سواری کو کیوں روکا ہے؟ بڑھیا کہنے لگی، محمد شاہ! میرا اور تیرا ایک معاملہ ہے، اتنا پوچھتی ہوں کہ تو وہ معاملہ اس پل پر حل کرنا چاہتا ہے یا قیامت کے دن پل صراط پر حل کرنا چاہتا ہے؟ پل صراط کا نام سنتے ہی بادشاہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، وہ نیچے اترا اور کہنے لگا "اماں، میں اپنی پگڑی آپ کے پاؤں پر رکھنے کو تیار ہوں، آپ بتائیں کہ آپ کو کیا تکلیف پہنچی ہے؟ مجھے معافی دے دو، میں قیامت کے دن پل صراط پر کسی جھگڑے کا سامنا کرنے کے قابل نہیں ہوں"۔ چنانچہ اس بڑھیا نے اپنی بات بتادی، بادشاہ نے اسے ستر گایوں کے برابر قیمت بھی دے دی اور معافی مانگ کر اس بڑھیا کو راضی بھی کیا تا کہ قیامت کے دن پل صراط پر اس کا دامن نہ پکڑے۔

خواجہ بختیار کاکیؒ کا وصیت نامہ

دوستو! ایک بزرگ گذرے ہیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ بڑے اللہ والے جو اپنے زمانہ کے ولیوں کے ولی اور پیروں کے پیر تھے، اللہ

تعالیٰ نے خواجہ صاحب کو بڑا اونچا مقام عطا فرمایا تھا، ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے مرتے وقت وصیت لکھوائی، کہ میری نماز جنازہ وہ آدمی پڑھائے جس کے اندر چار شرطیں پائی جاتی ہوں:

(۱) جس کی ساری عمر میں کبھی بھی کسی بھی حال میں تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو، اور کوئی نماز سفر میں حضر میں جماعت سے قضا نہ ہوئی ہو (۲) جس کی ساری عمر عصر کی چار سنتیں کبھی قضا نہ ہوئی ہوں (۳) اور جس کی کبھی کسی حال میں تہجد کی نماز فوت نہ ہوئی ہو (۴) اور جس کی تمام عمر میں کبھی کسی غیر عورت پر نگاہ نہ پڑی ہو، ماں، بہن، بیوی، بیٹی ان چار عورتوں کے علاوہ کسی پانچویں عورت کو بھی نظر اٹھا کر نہ دیکھا ہو، چنانچہ یہ وصیت کر کے ان کی وفات ہو گئی، غسل و کفن کے بعد جنازہ تیار ہوا، لوگوں میں حضرت کی آخری وصیت کا اعلان کر دیا گیا کہ ایسا شخص خواجہ کی نماز جنازہ پڑھائے جس کے اندر فلاں فلاں چار شرطیں ہوں، لہذا یہ شرطیں سن کر کوئی آدمی بھی نماز پڑھانے کے لئے آگے نہ بڑھا، بڑے بڑے علماء، صلحاء اور اولیاء موجود ہیں، مگر اپنے اندر یہ شرطیں نہ پا کر کوئی بھی نماز پڑھانے کو تیار نہ ہوا، شام ہو گئی جنازہ رکھا ہوا ہے، معتقدین اور خواجہ صاحب کے متعلقین پریشان ہیں دور دور تک اعلان ہو گیا مگر کوئی نہ ملا جو آگے آتا، آخر جب لوگ تھک کر رہ گئے اور مایوس ہونے لگے اور صبح سے شام تک جنازہ ایسے ہی رکھا رہا تو ایک شخص اگلی صف سے نکلا اور جنازہ کے پاس پہنچا، خواجہ صاحب کے چہرے سے کفن ہٹا کر بولا اے ولیوں کے سردار آج آپ نے میرا راز فاش کر دیا اب میں مجبور ہوں اگر آپ کی نماز نہ پڑھاؤں تو آپ کا جنازہ بغیر نماز کے رہ جاتا ہے اور اگر پڑھاؤں تو میرا راز فاش ہوتا ہے، اس کے بعد یہ شخص لوگوں کی

طرف مخاطب ہو کر بولا اے لوگو! سن لو، میرے اندر یہ چاروں شرطیں پائی جاتی ہیں، نہ میری کبھی کوئی نماز تکبیر اولیٰ سے فوت ہوئی اور نہ کبھی عصر کی سنتیں قضا ہوئی نہ کبھی تہجد کی نماز چھٹی اور نہ ہی کبھی میری نگاہ کسی غیر محرم عورت پر پڑی ہے اور خدا کی قسم میرا یہ راز اللہ کے سوا اور خواجہ بختیار کاکی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا، آج میرا یہ راز فاش ہو گیا یہ کہہ کر نماز جنازہ پڑھا دی۔

دوستو! جانتے ہو یہ شخص کون تھا، یہ کوئی ولی بزرگ، پیر، عالم نہ تھا اور نہ ہی کسی علاقہ کا دینی رہنما نہ کسی خانقاہ کا سجادہ نشین تھا بلکہ یہ اس زمانہ کے ہندوستان کا فرمانروا اور حکمراں شمس الدین التمش تھا، ہندوستان جیسی عظیم سلطنت کا بادشاہ تھا مگر خوف خدا اور فکر آخرت کا یہ حال تھا کہ اس نے تخت شاہی پر بیٹھنے کے باوجود بوریہ نشیں اولیاء و صلحا کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔

کچھ ساتھ نہیں جاتا

دوستو! جب انسان مرجاتا ہے تو دنیا کی کوئی چیز ساتھ نہیں جاتی، بلکہ مرتے ہی بدن کے کپڑے اتار لئے جاتے ہیں، آنکھوں کا چشمہ اور ہاتھوں کی گھڑی تک اتار لی جاتی ہے اور پھر خالی ہاتھ قبر میں دفنا دیا جاتا ہے، یہ عزیز و اقارب جن کا انسان زندگی بھر دم بھرتا ہے جن کی خاطر قبر، حشر، اور دوزخ کو بھلا دیتا ہے، جن کی خاطر جھوٹ بولتا اور چوری کرتا ہے، یہاں تک کہ بسا اوقات جن کی خاطر قتل تک کر ڈالتا ہے، یہ بھی صرف قبر کے گڑھے تک کے ساتھی ہیں۔

مٹھیوں میں خاک لے کر دوست آئے وقت دفن
اور زندگی بھر کی محبت کا صلہ دینے لگے

میرے عزیزو! آج موقع ہے، آج جیسی فرصت پھر کبھی ملنے کی امید نہیں ہے، آج ہمارے حواس، صحت، علم، حالات سب درست ہیں ابھی اپنی زندگی کا جائزہ لو اور اپنے نفس کا محاسبہ کرو، آج تک دوستو جو ہوا سو ہوا، اس کی معافی مانگو اور مستقبل میں سفر آخرت کی پوری پوری تیاری کا عہد کرلو۔

غنیمت سمجھ زندگی کی بہار
کہ آنا نہ ہوگا یہاں بار بار
جاگ لے جو جاگنا ہے افلاک کے سائے تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو فکر آخرت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

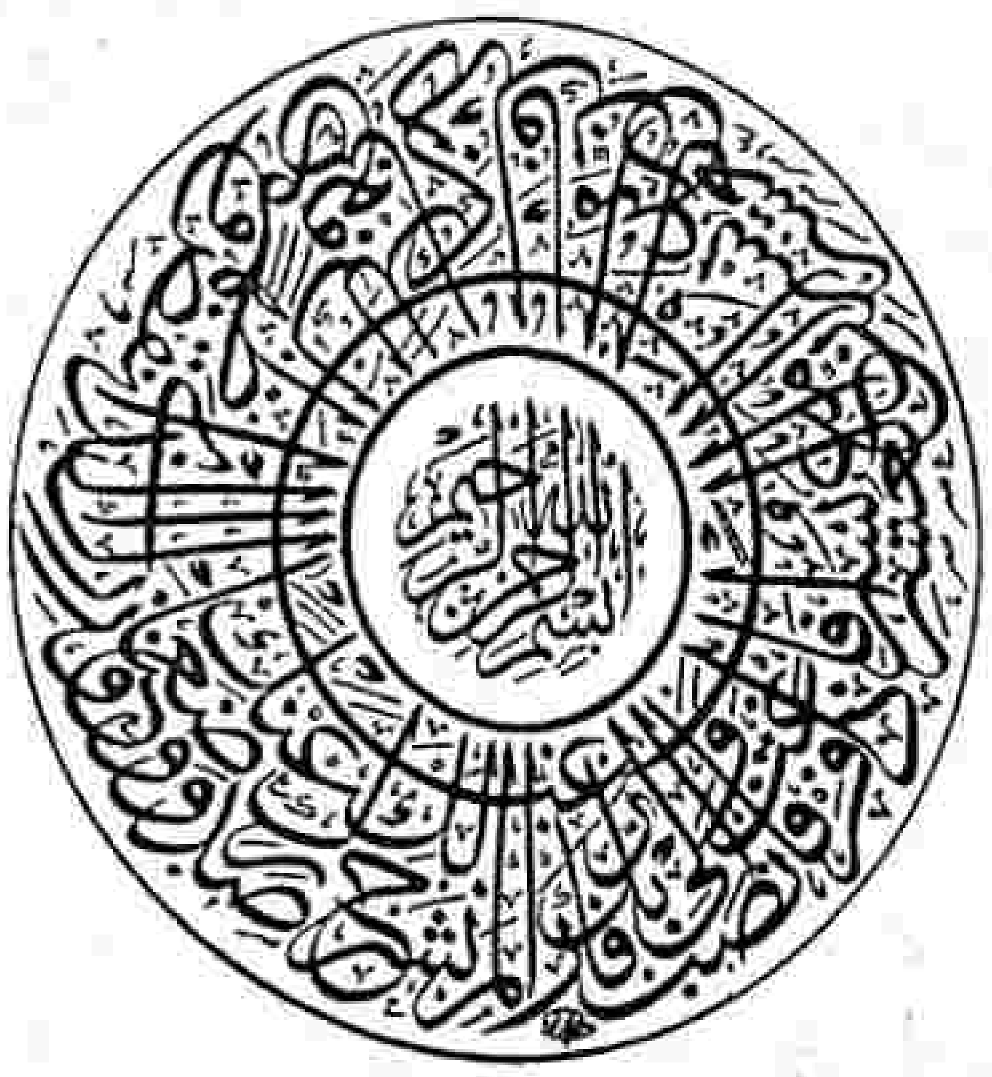

حقیقی عزت کے اسباب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْدُ. اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَللّٰھُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ. بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ.

ارشاد کبریا ہے یہ اعلان مصطفیٰ
وتعز من تشاء وتذل من تشاء

گرامی قدر حضرات اور برادران اسلام! آج کی اس نورانی اور ایمانی مجلس میں عزت اور ذلت کے موضوع پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ میرے لئے بھی اس وعظ کو اصلاح کا سبب بنائے اور آپ حضرات کے لئے بھی۔ دوستو اور بزرگو! عزت اور ذلت کا جہاں تک تعلق ہے اس سے سمجھ

میں آتا ہے کہ ہر عقلمند و دانا و بینا یہی چاہتا ہے کہ میں دنیا میں با عزت و باسلامت رہوں، اور ہر چھوٹا بڑا امیر اعزاز و اکرام کرے، اور ذلت میرے قریب تک نہ آئے، کیونکہ ذلت بری چیز ہے، ہر آدمی اس سے گھبراتا ہے، امیر، غریب، ادنی، اعلی سب اس سے نفرت کرتے ہیں، کوئی بھی سمجھدار انسان اس کو پسند نہیں کرتا، سب عزت کے خواہاں ہیں، عزت کے دلدادہ ہیں عزت کے متلاشی ہیں، مگر دوستو! حصول عزت کے لئے محنت شاقہ اور انتہائی جد و جہد کی ضرورت ہے، خواہ دنیوی عزت ہو یا دینی عزت ہو، جب تک انسان اپنے جان، مال کی بازی نہیں لگا دے گا خاطر خواہ سرخروئی، کامرانی و کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔

سرخرو ہوتا ہے انساں ٹھوکریں کھانے کے بعد
رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد

حقیقی اور اصلی عزت

محترم بزرگو اور دوستو! دنیوی عزت کوئی عزت نہیں ہے کیونکہ یہ ناپائیدار ہے، عارضی ہے، ختم ہونے والی ہے، استقلال اور استقامت سے خالی ہے کتنے ہی نمرود و مردود، بخت نصر، فرعون، قارون، ہامان، شداد اور بڑے بڑے فرمانروا آئے اور چلے گئے، ہاں دینی عزت میں پائیداری ہے، ثبات قدمی ہے، استقلال ہے، فنائیت نہیں ہے، دینی عزت حاصل کرنے والوں کا نام ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔

نوشیرواں نمرد نام نکو گذاشت
قارون ہلاک شد چہل گنج داشت

حضرات گرامی! آپ دنیوی عزت بھی حاصل کرو اور اخروی عزت

بھی حاصل کرو، کیونکہ اخروی عزت منافی نہیں ہے دنیوی عزت کے، دنیوی عزت سے بھی اللہ تبارک وتعالی کسی کو سرفراز فرما دے تو بہت اچھا، صدر مملکت بنا دے، وزیر اعظم بنا دے، گورنر بنا دے، چیف جسٹس بنا دے، ہر کچھ منتری، ایم ایل اے، ایم پی بنا دے، یہ بھی اللہ کا بڑا انعام ہے، اس میں بھی مسلمانوں کی کامیابی مضمر ہے، مگر دوستو! ان تمام عہدوں پر فائز ہو کر دین کو فراموش نہ کرے، دینی تقاضوں کو پورا کرتا رہے، انشاء اللہ پھر یہی دنیوی عزت دینی عزت میں تبدیل ہو جائے گی۔

محترم بزرگو اور دوستو! اللہ تبارک وتعالی نے حقیقی اور اصلی عزت دین و ایمان میں، علم و عمل میں، تواضع و انکساری میں، تقوی و طہارت اور حسن اخلاق کے اپنانے میں رکھی ہے، جو لوگ دین و ایمان اور علم و عمل کی کچھ فکر نہیں کرتے اور اپنی زندگی میں تواضع و انکساری، تقوی و طہارت اور حسن اخلاق پیدا نہیں کرتے وہ عند اللہ ذلیل و خوار رہتے ہیں۔

عند اللہ باعزت لوگ

دوستو! اللہ تبارک وتعالی کے یہاں سب سے زیادہ عزت و عظمت والے اشخاص اہل ایمان ہیں چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا "واللہ ولی المؤمنین" اللہ مؤمنین کا دوست ہے، چنانچہ پکے سچے موحد کے بارے میں علامہ شاہ محمد اسماعیل شہید نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ مؤمن اگر چہ فاسق ہو مگر موحد ہو تو وہ متقی مشرک سے بہتر ہے، اللہ تعالی کے یہاں مؤمنین کی بڑی قدر ہے، اس لئے مؤمنوں کو ہر وقت باری تعالی کا شکر بجالانا چاہیے قرآن میں ہے:

"قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ

Scanned by CamScanner

قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ"

ترجمہ: پوچھئے آپ کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو جو اس نے پیدا کی اپنے بندوں کے واسطے اور صاف ستھری چیزیں کھانے کی، آپ کہد یجئے کہ یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے واسطے ہیں، دنیا کی زندگی میں خالص انہیں کے واسطے ہیں قیامت کے دن۔

دوستو اور بزرگو! اللہ تعالی نے طرح طرح کی عمدہ اور نفیس چیزیں صاف ستھری، پاکیزہ اور لذیذ غذائیں اپنے مؤمن بندوں کے لئے پیدا کی ہیں، یہ کفار ومشرکین مؤمنین ہی کے طفیل میں کھاپی رہے ہیں، دوستو! اگر یہ مؤمن اور مسلمان نہ ہوتے تو اس روئے زمین پر آسائش راحت وآرام کی چیزیں بھی پیدا نہ کی جاتی، بس یہ دنیا دار العمل ہے، دار الجزاء نہیں ہے، یہاں کھرے کھوٹے، اچھے اور برے کا امتیاز دنیا کی نعمتوں میں نہیں کیا جاسکتا، بلکہ اللہ تعالی کی نعمتوں کا یہ دستر خوان سب کے لئے یکساں کھلا ہوا ہے۔

ادیم زمیں سفرۂ عام اوست
چہ دشمن بریں خوان یغما چہ دوست

میرے محترم بزرگو اور دوستو! دنیا میں اللہ تعالی کی نعمتیں سب کے لئے ہیں بلکہ دنیا میں کافروں کے لئے بڑے بڑے محلات، تعمیرات، بلڈنگیں بنگلیں اور عیش وعشرت کے سامنے خوب سے خوب تر موجود ہیں مگر دوستو کل قیامت میں صرف اور صرف یہ سب چیزیں مؤمنین کے لئے مخصوص ہوں گی، صاف اعلان کر دیا گیا "قل هي للذين آمنوا في الحيوة الدنيا خالصة يوم القيامة" معلوم ہوا کہ اللہ تعالی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مؤمنین کو عزت دینا چاہتے ہیں۔ دوستو! ہمیں اس ایمان کی قدر نہیں ہم مسلمانوں

کے گھر میں پیدا ہوگئے، گھر کی مرغی دال برابر والا معاملہ ہے، ورنہ جو لوگ اسلام میں داخل ہورہے ہیں ان سے پوچھو اسلام اور ایمان کیسی عزت کی چیز ہے، ہمارے محترم جناب مولانا کلیم صدیقی صاحب داعی اسلام کی کتاب نسیم ہدایت کے جھونکے کا مطالعہ کیجئے، پتہ چلے گا کہ ایمان واسلام کتنی قیمتی چیز ہے، کتنی بڑی نعمت ہے۔

عزت اور ذلت کا مدار

دوستو! آج کل ہم لوگوں نے عزت اور ذلت کا مدار صرف روٹی اور پیٹ کو سمجھ لیا جو اس میں کامیاب ہے وہ شریف اور معزز کہلاتا ہے جو اس میں ناکام یا ادھورا ہے، وہ غریب، بے عزت، رذیل اور ذلیل سمجھا جاتا ہے، گویا کہ مالداری کا نام عزت اور غریبی کا نام ذلت رکھ لیا۔

تاریخ بتلاتی ہے کہ ہر زمانہ میں صرف حیات دنیا کی بھول بھلیاں میں پھنسے ہوئے انسانوں نے مالدار کو معزز وشریف اور غریب وفقیر کو بے عزت ورذیل قرار دیا، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے ایمان لانے والے غریب لوگوں کو اسی معیار سے رذیل کہہ کر یہ اعتراض کیا کہ ہم ان رذیل لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے، اگر آپ چاہیں کہ ہم کو کوئی پیغام سنائیں تو ان غریب وغرباء کو اپنے پاس سے نکال دیجئے، چنانچہ نوح علیہ السلام کی قوم کے سربراہ اور مالدار لوگوں نے کہا قَالُوْا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ. یعنی یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم آپ پر ایسی حالت میں ایمان لے آئیں جبکہ آپ کے متبعین رذیل قسم کے لوگ ہیں، حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے اس دل خراش کلام کا جواب مخصوص پیغمبرانہ انداز میں یہ دیا:

"وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ"

Scanned by CamScanner

یعنی ہم ان کے اقوال سے پوری طرح واقف نہیں ہوں کہ یہ کیسے لوگ ہیں کون
کہ وہ رذیل ہیں یا شریف بلکہ ان کے دل کی کیفیت اور ان کا معاملہ تو صرف
رب ہی کو معلوم ہے جو دلوں کے بھید سے باخبر ہے، حضرت نوح علیہ السلام
نے اپنی قوم کو بتلا دیا کہ تم شریف اور رذیل کے الفاظ استعمال کرتے ہو
حالانکہ تم ان کی حقیقت سے واقفیت نہیں رکھتے ہو، پیسہ والے کو شریف اور
غریب کو رذیل کہنے لگے۔ حالانکہ شرافت ورذالت کا معیار پیسہ نہیں بلکہ
اعمال واخلاق ہیں، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے صاف انکار کر دیا
''وَمَا اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ'' کہ مؤمنین کو پیچھے نہیں ہٹاؤں گا۔

دوستو اور بزرگو! حضرت نوح علیہ السلام کے بعد بھی ہر زمانہ میں قوم کے غریب لوگ خواہ وہ اپنے اخلاق واعمال کے اعتبار سے کتنے ہی شریف اور باعزت ہوں مگر دنیا پرست اور نخوت شعار لوگ ان کو حقیر وذلیل ہی کہتے چلے آئے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی یہی واقعہ پیش آیا، کفار ومشرکین کے بڑے بڑے سردار عتبہ، شیبہ ابن ربیعہ وغیرہ وغیرہ، آنحضرت ﷺ کے چچا ابو طالب کے پاس آئے اور آکر کہا آپ اپنے بھتیجے محمد سے کہہ دیجئے کہ وہ ضعفاء، غرباء ادنی غلام اور بے حیثیت قسم کے لوگوں کو اپنی مجلس سے دور کر دیا کریں جب ہم لوگ تشریف لائیں، اس لئے کہ ہم لوگ قوم کے سردار ہیں باعزت ہیں، آنحضرت ﷺ سادہ لوح انسان تھے، اسلام کے معاملہ میں بڑے حریص اور لالچی تھے یہ چاہتے تھے کہ ساری دنیا مسلمان ہوجائے، چنانچہ حضور ﷺ کے ذہن میں یہ بات آگئی کہ ٹھیک ہے یہ عمار بن یاسر، بلال حبشی، صہیب رومی وغیرہ اپنے گھر کے آدمی ہیں، تھوڑی دیر کے لیے پیچھے

دیئے جائیں گے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مشورہ تھا کہ کوئی حرج نہیں ہے کفار وقریش کے سردار بھی اسلام میں داخل ہوجائیں گے۔

بہر حال کفار ومشرکین کے رؤسا نے اس مضمون کی اجازتی تحریر یادداشت لینی چاہی تو آپ نے لکھنے کے لئے حضرت علیؓ کو بلایا لیکن جب از خود یہ فقراء صحابہ کی مجلس میں ایک طرف کو کھسک گئے اور آنحضرت ﷺ بھی لکھنے کو تیار ہی تھے کہ جبرئیل امین وحی لیکر نازل ہوگئے:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَیْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ مِنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ.

آپ ان لوگوں کو دور مت کیجئے جو صبح وشام اللہ کی رضا وخوشنودی کو چاہتے ہیں ان کے حساب کی ذمہ داری آپ پر نہیں اور آپ کے حساب کی ذمہ داری ان پر نہیں، اگر یہ ذمہ داری آپ پر ہوتی یعنی ان کے مسلمان نہ ہونے پر آپ سے مؤاخذہ ہوتا تو اس صورت میں آپ رؤسائے مشرکین کی خاطر غربا مسلمین کو مجلس سے ہٹا سکتے تھے، مگر جب ایسا نہیں ہے تو ان کو مجلس سے ہٹانا کھلی بے انصافی ہے، اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کا شمار بے انصاف لوگوں میں ہوجائے گا۔

دوستو! اس آیت کا نازل ہونا تھا کہ یک نبی کریم پیغمبر جلیل علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کاغذ کو پھینک دیا اور ان غرباء کو گلے سے لگالیا۔

مؤمنین کی شان میں خوشخبری

اس کے بعد اللہ تبارک وتعالی نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا:

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ كَتَبَ

Scanned by CamScanner

رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ.

جب آپ کے پاس مؤمنین آئیں تو ان کو خوشخبری سنادو کہ اللہ تبارک وتعالی تمہارے اوپر سلامتی بھیجتے ہیں اور تمہارے لئے اپنی ذات پر رحمت کو مقرر کرلیا ہے گویا کہ اللہ تبارک وتعالی ہر وقت مؤمنین پر رحم وکرم کا معاملہ فرماتے ہیں اور ان کو عزت وعظمت کی نظر سے دیکھنا چاہتے ہیں۔

عزت کا استحقاق

دوستو اور بزرگو! تاریخی اور قرآنی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اصل اور صحیح عزت کا استحقاق اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے ہے اور مؤمنین کے لئے ہے، قرآن میں ہے:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ.

اس آیت شریفہ کا ایک پس منظر ہے (ایک بیک گراؤنڈ) ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ غزوۂ مریسیع میں مسلمانوں کو فتح ہوئی مگر ایک ناگوار واقعہ پیش آ گیا وہ یہ کہ ایک مہاجر اور ایک انصاری میں باہم جھگڑا ہوگیا اور نوبت باہم قتل وقتال کی آ گئی، مہاجر نے اپنی مدد کے لئے مہاجر کو پکارا اور انصاری نے انصار کو، بہرحال دونوں کی مدد کے لئے کچھ افراد پہنچ گئے، آنحضرت ﷺ کو بھی اطلاع ہوگئی آپ فوراً تشریف لائے اور سخت ناراضگی کے لہجہ میں فرمایا "مابال دعوی الجاہلیۃ" یعنی یہ جاہلیت کا نعرہ کیسا ہے؟ وطنی اور نسبی قومیت کو بنیاد بنا کر امداد ودفاع کا معاملہ ہونے لگا اور فرمایا "دَعُوْهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ" اس نعرہ کو چھوڑ دو یہ بدبودار نعرہ ہے، اور فرمایا کہ ہر مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنی چاہیے، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، مظلوم کی مدد کرنا تو ظاہر ہے کہ اس کو ظلم سے بچایا جائے اور ظالم کی مدد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ

اس کو ظلم سے روکا جائے، دوستو! حقیقی مدد یہ ہے کہ ہر معاملہ میں یہ دیکھنا چاہیے کہ مظلوم کون ہے اور ظالم کون اور ہر مسلمان کو چاہیے خواہ وہ مہاجر ہو یا انصاری یا کسی بھی قبیلہ اور خاندان کا ہو کہ وہ مظلوم کو ظلم سے چھڑائے، اور ظالم کا ہاتھ روکے خواہ وہ اپنا حقیقی بھائی اور باپ ہی کیوں نہ ہو، یہ وطنی اور نسبی قومیت کا نعرہ بدبودار نعرہ ہے جس سے گندگی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

عطار ہو رومی رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

رسول اکرم ﷺ کی یہ تقریر سنتے ہی جھگڑا ختم ہوگیا، مگر منافقین کی ایک جماعت جو مال غنیمت کے مجمع میں مسلمانوں کے ساتھ لگی ہوئی تھی ان کا سردار عبداللہ ابن ابی منافق تھا جو دل میں رسول ﷺ اور مسلمانوں سے دشمنی رکھتا تھا مگر دنیوی فوائد کی خاطر اپنے کو مسلمان کہتا تھا، چنانچہ اس نے موقع غنیمت سمجھا اور انصار کو مہاجرین کے خلاف بھڑکا دیا اور کہنے لگا کہ تم نے ان مہاجروں کو اپنے وطن میں بلا کر اپنے سروں پر مسلط کیا ہے، اپنے اموال و جائداد ان کو تقسیم کرکے دے دئے، یہ تمہاری روٹیوں پر پلے ہوئے اب تمہارے ہی مقابلہ پر آئے ہیں، اگر تم نے اب بھی اپنے انجام کو نہ سمجھا تو آگے یہ تمہارا جینا مشکل کردیں گے اس لئے تمہیں چاہیے کہ آئندہ مال سے ان کی مدد نہ کرو یہ خود ہی ادھر ادھر بھاگ جائیں گے، اور اب تمہیں چاہیے کہ جب مدینہ پہنچ جاؤ تو تم میں سے جو عزت والا ہو وہ ذلیل کو نکال باہر کرے

"يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ"

اس مجلس میں زید بن ارقم بھی تھے یہ جملہ سن کر ان سے رہا نہ گیا بڑا غصہ آیا اور رسول اللہ ﷺ سے جا کر عرض کیا کہ عبداللہ ابن ابی اپنے کو باعزت

اور رسول اللہ ﷺ کو ذلیل بتلاتا ہے، مسلمانوں کے دلوں میں آگ لگ گئی، نبی ﷺ کے عاشق حضرت عمر بن خطاب ؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن ماردوں؟ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق ؓ نے یہ عرض کیا کہ آپ عباد بن بشیر کو حکم دیجئے کہ اس کا سر قلم کر کے آپ کے سامنے پیش کریں۔

دوستو! جب عبداللہ ابن ابی منافق کے یہ الفاظ کہ عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو عبداللہ ابن ابی کا لڑکا عبداللہ جو پکا مسلمان تھا اس کو جوش آیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا، آپ مجھے حکم دیجئے میں اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ کی خدمت میں اس سے پہلے کہ آپ اپنی مجلس سے انھیں پیش کردوں گا، اور عرض کیا کہ پورا قبیلہ خزرج اس بات پر گواہ ہے کہ ان میں کوئی بھی مجھ سے زیادہ اپنے والدین کی خدمت اور اطاعت کرنے والا نہیں ہے مگر اللہ اور اس کے رسول کے خلاف ان کی بھی کوئی چیز برداشت نہیں ہوسکتی، اور مجھے خطرہ ہے کہ اگر آپ نے کسی اور کو میرے باپ کے قتل کا حکم دیا اور اس نے قتل کردیا تو ایسا نہ ہو کہ جب میں اپنے باپ کے قاتل کو چلتا پھرتا دیکھوں تو مجھ پر غیرت نسبی غالب آجائے، اور میں اسے قتل کر بیٹھوں جو میرے لئے عذاب کا سبب ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ میرا ارادہ اس کے قتل کا ہے اور نہ میں نے کسی کو اس کا حکم دیا ہے، اس کے باوجود، دوستو! عبداللہ ابن ابی کا بیٹا عبداللہ جو مخلص مسلمان تھا باپ کے سامنے تلوار لے کر کھڑا ہوگیا اور کہا کہ جب تک تو اقرار نہ کرلے گا کہ رسول اللہ ﷺ عزت والے ہیں اور تو ذلیل ہے زندہ نہ چھوڑوں گا، اور نہ مدینہ میں گھسنے دوں گا، آخر اقرار کرا کر چھوڑا، چنانچہ عبداللہ ابن ابی منافق کو ماننا پڑا کہ اصل عزت

اللہ اور اس کے رسول اور اس کے ماننے والوں کے لئے ہے، یعنی مؤمنین کے لئے ہے۔

رزق کی فراوانی مقبولیت کی دلیل نہیں ہے

روپیہ اور پیسہ پر عزت کا مدار نہیں، بلکہ یہ روپیہ اور پیسہ آنی جانی چیز ہے، چند روزہ بہار ہے، کفار و مشرکین، یہود و منافقین یہ روپیہ پیسہ پر ہی نازاں تھے، اسی لئے مسلمانوں کو ذلیل وحقیر اور بے وقعت سمجھتے تھے حالانکہ روپیہ پیسہ اور رزق کی فراوانی مقبولیت کی دلیل نہیں ہے اور نہ کمال کی علامت ہے، بلکہ اگر طاعت کی بجائے معصیت کے ساتھ دنیا کی یہ سب چیزیں موجود ہیں تو یہ سب اللہ کی طرف سے استدراج اور ڈھیل ہے، غرضیکہ روزی کا اصل بدلہ قسمت پر ہے، مقبولیت وکمال پر نہیں کہ جو زیادہ مالدار ہو وہ بڑا باکمال اور باعزت بھی ہو اور جو انتہائی غریب ہو تو وہ بے کمال مردود ہو بلکہ معاملہ برعکس بھی ہوجاتا ہے۔

عزت وذلت کی شہرت زمین وآسمان میں

چنانچہ اللہ تبارک وتعالی جب کسی انسان کو عزت دینا چاہتے ہیں تو ساری دنیا مل کر یہ چاہے کہ ہم اس انسان کو ذلیل کر کے رہیں گے تو وہ ہرگز ذلیل نہیں کرسکتے، اسی طرح اگر اللہ تعالی کسی آدمی کو ذلیل کرنا چاہیں تو ساری دنیا مل کر اس کو عزت دینا چاہیں تو عزت نہیں دے سکتے ۔

ارشاد کبریاء ہے یہ اعلان مصطفیٰ
وتعز من تشاء وتذل من تشاء

دوستو! جس بندہ کو اللہ تبارک وتعالی اپنے اعزاز واکرام سے نوازنا چاہتے ہیں تو اس کو زمین وآسمان میں مشہور فرمادیتے ہیں، چنانچہ مسلم شریف

Scanned by CamScanner

کی ایک روایت میں ہے فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ جب اللہ تبارک وتعالی کسی بندے سے محبت رکھتے ہیں تو جبرئیل امین کو بلا کر فرماتے ہیں کہ میں فلاں بندے سے محبت رکھتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو، فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ جبرئیل امین اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اللہ تعالی کے حکم سے آسمان میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالی فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں اس لئے آسمان والو تم بھی محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس بندے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں پھر اللہ تبارک وتعالی جبرئیل امین سے فرماتے ہیں کہ ہم نے اس بندے کی مقبولیت زمین میں رکھ دی ہے، اس لئے آپ زمین والوں میں اعلان کردو کہ اللہ اس بندے سے محبت کرتے ہیں تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ زمین والے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں، اسی طرح جب اللہ تبارک وتعالی کسی بندے سے نفرت کرتے ہیں تو جبرئیل امین کو بلا کر فرماتے ہیں کہ فلاں شخص سے میں نفرت کرتا ہوں تم بھی اس سے نفرت کرو، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل امین اس شخص سے نفرت کرنے لگ جاتے ہیں پھر حکم ہوتا ہے کہ اے آسمان والو اللہ تعالی فلاں شخص سے نفرت کرتا ہے تم بھی اس سے نفرت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس شخص سے نفرت کرنے لگ جاتے ہیں اسی طرح زمین والوں میں بھی اس شخص کی طرف سے نفرت رکھ دی جاتی ہے تو زمین والے انسان وجنات سب اس سے نفرت اور مخالفت کرنے لگ جاتے ہیں، معلوم ہوا کہ عزت وذلت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے "تعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شیء قدير" ۔

ارشاد کبریاء ہے یہ اعلان مصطفیٰ
وتعز من تشاء وتذل من تشاء

علم بھی عزت کی چیز ہے

محترم بزرگو اور دوستو! جس طرح اللہ تبارک وتعالی نے دین وایمان کو عزت کی چیز بنائی ہے اسی طرح علم کو بھی اللہ نے عزت وعظمت کی چیز بنائی ہے، اس لئے عزت وعظمت علم کے اندر تلاش کرنی چاہیے، علم خدائے پاک کی ایک زبردست نعمت ہے، علم ہی سے انسان اپنی بھلائی اور برائی کو پہچانتا ہے، علم ہی سے انسان ہر چیز میں امتیاز کرتا ہے، علم ہی کی وجہ سے انسان کا درجہ ہر چیز میں بڑھا ہوا ہے، چنانچہ پڑھا لکھا انسان جہاں بھی جاتا ہے لوگ اس کی عزت کرتے ہیں اور ہر جگہ اس کی آؤ بھگت ہوتی ہے، علم کی دولت روپے پیسے اور مال ومنال کی دولت سے بدرجہا بہتر ہے، روپے پیسے تو چوری بھی ہو سکتے ہیں، لیکن علم کی دولت کو کوئی چرا نہیں سکتا، آپ لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ بڑے بڑے علماء، حکما زیادہ تر غریب اور کنگال ہوتے ہیں اس کے باوجود سمجھدار لوگ ان کی عزت کرتے ہیں، وجہ یہی ہے کہ اللہ پاک نے ان کو علم کی دولت سے مالا مال کیا ہے، گویا کہ علم ایک مایا ہے، دھن ہے، دولت ہے، سرمایہ ہے، علم ہی کی بدولت اللہ اور اس کے رسول کی پہچان ہوتی ہے، علم ہی سے انسان کا دل کندن بن جاتا ہے، تمام علوم میں سب سے زیادہ ضروری اور سب سے اچھا قرآن پاک اور رسول مقبول ﷺ کی احادیث کا علم ہے، چنانچہ قرآن پاک میں ہے "يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ" اللہ تعالی ان ہی لوگوں کے درجات بلند کرتا ہے جو اہل ایمان ہیں اور اہل علم ہیں، گویا کہ علم نبوت والوں کے درجات بلند ہوتے ہی رہتے ہیں، ان کے لئے ذلت وخسران نہیں ہے۔

Scanned by CamScanner

زیادتی علم کی دعا

اسی لئے ہمارے نبی ﷺ زیادتی علم کی دعا فرماتے تھے نہ کہ زیادتی مال کی اس لئے کہ مال تو ملنا ہی ملنا ہے، "اَلْعِلْمُ مَکْسُوْبٌ اَلرِّزْقُ مَقْسُوْمٌ" علم بغیر محنت اور کمائی کے حاصل نہیں ہوگا ہاں رزق تقسیم شدہ ہے، جو قسمت میں مقدر ہو چکا مل کر رہے گا، حدیث میں آتا ہے رزق انسان کے پیچھے پیچھے پھرتا ہے، جب تک انسان اپنے رزق کو پورا نہیں کر لے گا موت نہیں آئیگی، اس لئے انسان کو علم کی تلاش میں زیادہ رہنا چاہیے۔

پگھلنا علم کی خاطر مثال شمع زیبا ہے
بغیر اس کے نہیں پہچان سکتے ہم خدا کیا ہے

دوستو! ہمارے پیارے نبی ﷺ زیادتی علم اور صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی روزانہ نیند سے بیدار ہونے کے وقت دعا فرماتے تھے، ابوداؤد نے حضرت عائشہؓ کے حوالے سے اس کو بیان فرمایا:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ وَاَسْاَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِيْ وَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (رواہ ابوداؤد)

عزیز طلباء حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات میں اپنی نیند سے بیدار ہوتے تو لا الہ الا انت پڑھتے اس لئے کہ یہ کلمہ اللہ تبارک وتعالی کی یکتائیت و یگانگت بیان کرنے کا سب سے اونچا کلمہ ہے، اس کے بعد سبحانک اللھم وبحمدک یعنی اللہ کی تسبیح وتحمید، پاکیزگی اور بڑائی بیان

11,

فرماتے، اس لئے کہ جب کسی بادشاہ کے دربار میں کوئی شخص حاضر ہوتا ہے تو پہلے اس کی تعریف وتوصیف بیان کرتا ہے اس کے بعد اپنی تقصیرات وعاجزی اور کمزوری کا اظہار کرتا ہے اللہ کے رسول ﷺ تسبیح وتحمید بیان کرنے کے بعد اپنے گناہوں سے مغفرت طلب کرتے "استغفرک لذنبی" اے اللہ میں اپنے گناہوں سے مغفرت طلب کرتا ہوں، دوستو! اللہ کے نبی ﷺ گناہوں سے پاک صاف تھے مگر پھر بھی گناہوں سے مغفرت طلب کرتے، یہ عمل امت کی تعلیم کے لئے فرماتے، تاکہ امت گناہوں سے مغفرت طلب کرتی رہے۔

بہر حال ہمارے نبی ﷺ اولاً اللہ کی توحید بیان کرتے ثانیاً تسبیح وتحمید اور پھر استغفار کرتے، اس کے بعد کہتے "اسئلک رحمتک" اے اللہ میں تجھ سے تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں، رحمت کے سوال کے بعد سب سے پہلا سوال علم کی زیادتی کا تھا "اللھم زدنی علما" اے اللہ میرے علم میں زیادتی فرما، اللہ کے رسول ﷺ نے روزانہ بیداری کے وقت یہ دعا کی ہے، دوستو! آپ کے علوم کی زیادتی کا کیا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، رات دن آپ کے علوم کو پڑھا جا رہا ہے، لکھا جا رہا ہے، مگر اس کا احاطہ ممکن نہیں ہے، گویا کہ علم لامتناہی چیز ہے علم کی زیادتی کے بعد دعا فرماتے وہ دعا دوستو! بڑی اہم ہے، "ولا تزغ قلبی بعد اذ ہدیتنی وہب لی من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب" اے اللہ میرے قلب کو ٹیڑھا نہ کیجئے مجھے ہدایت دینے کے بعد اور اپنے پاس سے رحمت عطا کر دیجئے، آپ وہاب ہیں (بہت زیادہ دینے والے ہیں)۔ دوستو! اللہ کے رسول ﷺ اپنے لئے ہدایت کی دعا کر رہے ہیں حالانکہ وہ سرتاپا ہدایت ہیں وہ ہدایت کے روشن چراغ تھے، یہ دنیا میں روشنی ان ہی کے دم قدم سے ہے۔

Scanned by CamScanner

ترے دم قدم سے یہ گلستاں ہے
جدھر تم ہو ادھر سارا جہاں ہے

دوستو! یہ کسی کو معلوم نہیں ہے کہ کل کیا ہوگا میرا خاتمہ کس طرح ہوگا، کب شیطان کے پھندے میں پھنس جائیں، اس لئے ہر وقت آدمی اپنی ہدایت کی فکر کرے۔

امام احمد ابن حنبلؒ کا آخری وقت

امام احمد بن حنبلؒ کی وفات کا وقت قریب ہے، شیطان بہکا رہا ہے، کہ آپ تو کامیاب ہوگئے، آپ کی مغفرت ہوگئی، آپ گردن ہلا رہے ہیں ہاتھ سے اشارہ کر رہے ہیں کہ ابھی نہیں ابھی نہیں، آپ کے لڑکے تلقین کر رہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیجئے، آپ یہی کہہ رہے ہیں کہ ابھی نہیں ابھی نہیں، آپ کو کچھ افاقہ ہوا، ہوش آیا، لڑکوں نے کہا کہ ابا جان ہم آپ کو تلقین کر رہے تھے، آپ فرما رہے تھے کہ ابھی نہیں ابھی نہیں، آپ نے فرمایا کہ مجھے شیطان بہکا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تمہاری مغفرت ہوگئی، تم کامیاب ہوگئے، میں کہہ رہا تھا کہ ابھی نہیں ابھی نہیں، جب تک میں شیطان کے پنجہ سے نہ نکل جاؤں اور میرا خاتمہ ایمان پر نہ ہوجائے، اور زبان پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ جاری نہ ہوجائے۔ دوستو! کچھ بھروسہ نہیں کب کیا ہوجائے، حدیث میں ہے کہ آدمی صبح کو مؤمن ہوگا شام کو کافر، شام کو مؤمن ہوگا صبح کو کافر۔ اللہ تعالی ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

تواضع وسیلۂ عزت ہے

گرامی قدر حضرات اور معزز سامعین! جس طرح ایمان اور علم

عزت وعظمت کے لئے ایک اہم جزو ہے، اسی طرح تواضع، عاجزی اور انکساری بھی عزت کے لئے ایک اہم اور نایاب نسخہ ہے، چنانچہ حدیث میں ہے: ''من تواضع للہ رفعہ اللہ'' جس شخص نے اللہ کے واسطے تواضع اختیار کی اللہ نے اس کو بلند وبالا کردیا۔

آنحضور ﷺ کی تواضع وانکساری

ہمارے حضور پرنور ﷺ کی تواضع وانکساری اعلی درجہ کی تھی، آپ کی تواضع وانکساری آپ کے ہر ہر عمل میں واضح تھی، آپ کا کھانا، سونا، رہن سہن، پوشاک، اخلاق وکردار یعنی ہر عمل سے سادگی اور عاجزی ٹپکتی تھی۔

ایک مرتبہ کسی سفر میں چند صحابہ ؓ نے ایک بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا اور آپس میں کام تقسیم کرلیا، کسی نے ذبح کیا، کسی نے کھال اتاری، کسی نے پکایا، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پکانے کے لئے لکڑیاں جمع کرنا میرے ذمہ ہے، حضرات صحابہؓ نے فرمایا کہ حضور یہ کام ہم لوگ خود کرلیں گے، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ میں بھی سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس کو بخوشی کرلوگے، لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں مجمع میں ممتاز رہوں کیونکہ اللہ جل جلالہ اس کو پسند نہیں فرماتے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت شاہ عبدالرحیم اور تواضع

حضرت تھانویؒ نے اپنے وعظ میں ایک واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ بہت اونچے درجہ کے ولی اللہ، محدث، عالم ربانی تھے، دہلی میں رہتے تھے، ایک روز دہلی کے قریب کسی گاؤں میں جانے کا ارادہ کیا، اتفاقی امر اسی روز بارش

Scanned by CamScanner

ہوگئی، راستے خراب ہوگئے، آپ کا گذر کھیت کی ڈول اور مینڈھ سے ہورہا تھا، ڈول اور مینڈھ کے دونوں طرف پانی، کیچڑ بہت زیادہ تھا، اچانک سامنے سے ایک کتا آ گیا، جب وہ کتا بالکل قریب آ گیا تو وہ رک گیا، اور آپ بھی رک گئے، وہ مینڈھ اور ڈول اتنی پتلی اور باریک تھی کہ ایک وقت میں ایک ہی گذر سکتا تھا، آپ اس انتظار میں تھے کہ کتا نیچے اترے، راستہ دے تو میں آگے جاؤں، اور کتا اس انتظار میں تھا کہ یہ اتر جائیں تو میں آگے بڑھوں اب یہ دونوں کش مکش میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ نے دل ہی دل میں کتے سے مخاطب ہو کر کہا کہ تو تو ایک کتا ہے، تو حلال وحرام پاکی ناپاکی کا مکلف نہیں ہے، اگر تو نیچے اتر جائے گا تو تیرا کچھ نقصان نہیں ہوگا، لیکن اگر میں نیچے اتر جاؤں گا تو میرے کپڑے خراب ہو جائیں گے، بدن ناپاک ہو جائے گا، غسل کرنا پڑے گا، حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کہتے ہیں کہ پھر میرے دل میں یہ بات آئی کہ مجھے نیچے اتر جانا چاہیے، اور یہ سوچ کر نیچے کیچڑ میں اتر گئے، اور کتا گذر گیا، حضرت شاہ صاحبؒ پھر دوبارہ مینڈھ اور ڈول پہ آئے، پھر مڑ کر دیکھا تو وہ کتا کھڑا ہوا آپ کو دیکھ رہا ہے، حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں سوچنے لگا کہ یہ کتا کیوں کھڑا ہے، کیا دیکھ رہا ہے، اس وقت ایک بات اللہ تعالی نے میرے دل میں القا کی، کہ یہ کتا آپ سے یہ کہہ رہا ہے کہ اے شاہ عبدالرحیم نیچے اتر کر تم بڑی مصیبت سے بچ گئے، کیونکہ اس وقت تمہارا بدن اور تمہارے کپڑے ہی ناپاک ہوئے ہیں، لیکن تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جائیں گے، اور اگر تم اس خیال کی وجہ سے نیچے نہ اترتے کہ میں انسان ہوں اور یہ کتا ہے تو اس وقت تمہارا دل تکبر کی وجہ سے نجس ہو جاتا، پھر سات

سمندروں سے بھی وہ نجاست دور نہیں کی جا سکتی تھی، گویا کہ تواضع اور عاجزی کی وجہ سے بیڑا پار ہو گیا، چنانچہ آج دنیا میں شاہ عبدالرحیمؒ اور ان کی آل و اولاد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کو ساری دنیا جانتی ہے، ہندوستان میں علم حدیث لے کر آپ ہی آئے، اللہ تعالی ان حضرات کی قبروں کو نور سے بھر دے، اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

حضرت شیخ الہندؒ کی تواضع

دوستو اور بزرگو! پہلے علماء، اساتذہ اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے تھے، چنانچہ دارالعلوم دیوبند میں دارالعلوم کی شہرت سن کر لوگ دور دور سے آیا کرتے تھے، آنے والوں کی خواہش ہوتی تھی کہ یہاں کے جو بڑے علماء ہوں ان سے ملاقات کریں، چنانچہ ایک صاحب ملاقات کے لئے حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے جا کر پوچھا کہ یہاں کے بڑے مولوی صاحب آپ ہیں، حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا کہ میں نہیں ہوں، بلکہ بڑے مولوی صاحب تو حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری نور اللہ مرقدہ ہیں ان کی خدمت میں بھیج دیا، وہ صاحب حضرت شاہ صاحب کے پاس پہنچے، اور جا کر معلوم کیا کہ بڑے مولوی صاحب آپ ہی ہیں، حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ بڑا مولوی صاحب تو میں نہیں ہوں وہ تو فلاں ہیں، یہ کہہ کر انہوں نے کسی تیسرے عالم کے پاس بھیج دیا، غرضیکہ تواضع اور عاجزی کا یہ حال تھا کہ کوئی بھی اپنے آپ کو بڑا مولوی صاحب تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھا، اسی لئے دوستو! ان حضرات علمائے دارالعلوم دیوبند کو اللہ نے بے مثال عزت وعظمت سے نوازا تھا۔

Scanned by CamScanner

تقوی اور پرہیزگاری بھی عزت کا ذریعہ ہے

میرے محترم دوستو! جس طرح اللہ تبارک وتعالی نے دین وایمان، علم وعمل، تواضع وعاجزی اختیار کرنے والے لوگوں کو عزت وعظمت سے سرفراز فرمایا ہے، اسی طرح تقوی اختیار کرنے سے بھی انسان کو اعلی درجہ کی عزت نصیب ہوتی ہے، اللہ تبارک وتعالی کی محبت نصیب ہوتی ہے "اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ" اسی طرح متقین کو اللہ کی نزدیکی اور قرب نصیب ہوتا ہے۔ "اِنَّ اللّٰهَ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ" اسی طرح تقوی اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالی اپنا دوست قرار دیتے ہیں: وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ.

دوستو! متقی لوگوں کے لئے ہی قرآن ہدایت ہے، سورہ بقرہ کے شروع میں فرمایا: الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ.

اس کتاب میں کچھ شک نہیں کہ یہ راہ بتلاتی ہے ڈرنے والوں کو۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی نے اس آیت کے تحت لکھا کہ جو بندے اپنے خدا سے ڈرتے ہیں ان کو یہ کتاب راستہ بتلاتی ہے، کیونکہ جو اپنے خدا سے خائف ہوگا اس کو امور مرضیہ اور غیر مرضیہ یعنی طاعت ومعصیت کی ضرور تلاش ہوگی، اور جس نافرمان کے دل میں خوف ہی نہیں اس کو طاعت کی فکر، اور معصیت سے کیا اندیشہ، اس لیے دوستو! اللہ تبارک وتعالی نے یہ اصول اور انمٹ کتاب متقین مؤمنین ہی کے لئے نازل فرمائی ہے، متقین کی عزت وعظمت کا اندازہ اسی سے ظاہر ہے، متقی آدمی گناہوں سے، کفر وشرک سے اور ماسوی اللہ سے بچتا رہتا ہے، یہ قرآن متقی لوگوں کے لئے آئینہ حیات ہے، ایک مقام پر اللہ تبارک وتعالی نے اپنے مؤمنین بندوں کو خطاب فرمایا: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَاتَمُوْتُنَّ اِلَّا

وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ.

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مت مرو مگر مسلمان کی حالت میں، یعنی ہر مسلمان کے دل میں پورا پورا خوف اور ڈر خدا کا ہونا چاہیے، اپنی طاقت کے مطابق پرہیزگاری اور تقوی کی راہ سے نہ ہٹے، اور ہمیشہ اس سے استقامت کا طالب رہے، شیاطین چاہتے ہیں کہ تمہارے قدم اسلام سے ڈگمگا دیں، اس لئے دوستو! ہمیں چاہیے کہ ہم ان کو مایوس کردیں اور مرتے دم تک کوئی حرکت مسلمان کے خلاف نہ ہو، مرنا جینا خالص اسلام پر ہو۔

حق تقوی کی تفسیر

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے حق تقوی کی تفسیر اپنی جلالین میں اسطرح فرمائی کہ اللہ کی اطاعت کی جائے، نافرمانی نہ کی جائے، اللہ کا شکر ادا کیا جائے، ناشکری نہ کی جائے، اللہ کا ذکر کیا جائے اس کو فراموش نہ کیا جائے، جب اس دنیا سے جاؤ اللہ کے پرستار اور موحّد بندے بن کر جاؤ پھر دیکھو اللہ کے یہاں کیسا اعزاز ہوتا ہے۔

متقی لوگ دین ودنیا میں کامیاب

دوستو اور بزرگو! متقی لوگوں کے لئے تو اعلان ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ.

چنانچہ حضرات صحابہ کرام ﷺ اللہ کے متقی اور پرہیزگار بندے تھے، قدم قدم پر اللہ تعالی مدد فرماتے تھے، غزوہ بدر ہوا، فتح مبین حاصل ہوئی، مدد کے لئے فرشتوں کو بھیجا۔

Scanned by CamScanner

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

ہم لوگ بھی اگر صحیح معنی میں متقی اور پرہیزگار بندے بن جائیں تو ہماری مدد کے لئے بھی اللہ تبارک وتعالی فرشتوں کو بھیج سکتے ہیں۔

عزت وعظمت کی اصل تقوی ہے

دوستو! عزت وعظمت کی اصل اللہ تبارک وتعالی نے تقوی کو اپنانے میں رکھی ہے، چنانچہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''الحسب المال والکرم التقوی'' (ترمذی ابن ماجہ) آنحضرت ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے عزت وعظمت کو حسب ونسب میں سمجھ لیا کہ اصل حسب وفضیلت مالداری ہے، جو شخص مالدار اور صاحب ثروت ہو تو ہی حسب والا اور فضیلت کا مالک سمجھا جاتا ہے، اس کی عزت کی جاتی ہے، اگر کسی کے پاس مال ودولت نہ ہو تو وہ سب کی نظروں میں کمتر وبے وقعت رہتا ہے حالانکہ اللہ کے نزدیک اصل فضیلت تقوی اور پرہیزگاری میں ہے، بغیر تقوی کے کوئی بھی فضیلت لائق اعتبار نہیں، خدا کی نظر میں کریم یعنی بزرگ وشریف وہی شخص ہے جو پرہیزگار ہو، قرآن کریم میں ہے ''اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ'' بیشک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہو۔

حسن اخلاق کے ذریعہ عزت

میرے محترم بزرگو اور دوستو! آپ لوگوں نے عزت کو ایمان ویقین میں، علم وعمل میں، تقوی وپرہیزگاری میں تلاش کیا، اسی طرح عزت حسن اخلاق میں تلاش کرنی چاہیے نہ کہ بد خلقی اور سوئے اخلاق میں، ابوداؤد کی

ایک روایت میں ہے حضرات ابودرداء کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے بھاری چیز جو مؤمن کے میزان عمل میں رکھی جائیں گی وہ حسن خلق ہے، گویا کہ حسن اخلاق کا وزن بہت زیادہ ہوگا اسی طرح ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ مؤمن آدمی خوش خلقی کے سبب قائم اللیل اور صائم النہار (شب بیدار اور ہمیشہ روزہ رکھنے والا) کا ثواب پاتا ہے روایات میں بار بار تاکید آئی کہ لوگوں کے ساتھ خوش خلقی کا معاملہ کرو، حسن اخلاق سے پیش آؤ، کسی کو حقیر اور ذلیل مت سمجھو۔

عبرت آموز واقعہ

چنانچہ بنی اسرائیل میں ایک انتہائی نیک اور پارسا شخص تھا وہ جنگل میں ایک جگہ بیٹھا تھا اور اس پر بادل سایہ کئے ہوئے تھا، وہاں سے ایک گنہگار انسان کا گذر ہوا، اسے یہ منظر بڑا پیارا لگا، اور دل میں اس نیک انسان کی محبت آئی اور سوچا کہ یہ اللہ کا نیک بندہ ہے، اس کی صحبت میں بیٹھنے سے شاید مجھے بھی کچھ برکت حاصل ہو جائے، وہ جب اس پارسا کے پاس بیٹھنے لگا تو اس نے بڑی حقارت سے اسے دیکھا اور بھگا دیا وہ بادل جو اس نیک انسان پر سایہ کئے ہوئے تھا وہ اس سے ہٹ کر گنہگار پر سایہ فگن ہوگیا۔ دوستو! وقت کے پیغمبر پر وحی آئی کہ ان دونوں سے کہو کہ اپنی زندگی کا نئے سرے سے آغاز کریں اس فاسق اور فاجر کے گناہ اُس کی تواضع اور حسن اخلاق کی بنا پر میں نے معاف کردئے، اور اس زاہد اور عابد کی نیکیاں اس کے تکبر اور بد خلقی کی وجہ سے ہم نے ضائع کردیں، بہرحال حسن اخلاق کی بنا پر عزت ملتی ہے، اللہ تعالی ہمیں حسن اخلاق کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

Scanned by CamScanner

گرامی قدر حضرات بندہ نے خطبۂ مسنون میں ''اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنز ع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئی قدیر '' تلاوت کی تھی جس کا خلاصہ اور لبِّ لُباب یہ ہے کہ اللہ تعالی جسے چاہیں بادشاہت سے نواز دیں اور جس سے چاہیں بادشاہت چھین لیں جسے چاہیں عزت دیں اور جسے چاہیں ذلت دیں، ہر طرح کی قدرت اس کے ہاتھ میں ہے، اس آیت کا شانِ نزول بھی یہ ہے کہ کفار اور مشرکین مکہ دنیا اور سامان دنیا پر مغرور تھے، آنحضرت ﷺ کو اور صحابہ کو فقر و فاقہ کی وجہ سے بنظر حقارت دیکھتے تھے، تمام مشرکین عرب اور یہود و نصاری نے ایک متحدہ محاذ مسلمانوں کے خلاف بنالیا تھا اور سب نے مل کر یکبارگی حملہ اور فیصلہ کن جنگ کی ٹھان لی تھی، چنانچہ کفار و مشرکین اور یہودیوں نے بے پناہ لشکر لے کے اسلام اور مسلمانوں کو دنیا سے مٹا ڈالنے کا عزم لے کر مدینہ پڑ چڑھ آئے، اور تہیہ کرلیا کہ مدینہ والوں کو تباہ و برباد کر کے رہیں گے، رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے بمشورہ حضرت سلمان فارسی ؓ مدینہ کے اردگرد خندق کھودنے کا حکم دیا، خندق کھودنے کے دوران ایک بڑی چٹان نمودار ہوئی جس پر کدال اور پھاوڑا کچھ کام نہ کرتا تھا، نبی کریم ﷺ کو خبر دی گئی کہ ہمارے لیے بڑی مصیبت کا سامنا ہے، تین دن سے فاقے گذر رہے ہیں، کمر کو سہارا دینے کے لئے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے ہیں، چنانچہ حضرات صحابہؓ نے اپنے اپنے پیٹ کھول کر دکھائے تو ایک ایک پتھر بندھا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ نے بھی اپنا شکم مبارک کھولا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

عجب عالم نظر آئے یہاں فاقہ گذاری کے
کہ دو پتھر بندھے تھے پیٹ پر محبوب باری کے

بہر حال رسول اکرم ﷺ نے اس چٹان پر ایک ضرب لگائی جس سے اس چٹان کے دو ٹکڑے ہوگئے، اور اس سے ایک ایسی روشنی نمودار ہوئی جس سے مدینہ روشن ہوگیا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اندھیرے میں چراغ روشن ہوگیا حضور ﷺ نے تکبیر پڑھی، یعنی اللہ اکبر کہا، حضرات صحابہؓ نے بھی آپ کے ساتھ اللہ اکبر کہا، پھر حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس روشنی میں ملک فارس کے محلات وعمارات دکھلائے گئے ہیں، پھر دوسری ضرب لگائی، اس سے بھی ایک شعلہ برآمد ہوا، تو فرمایا کہ اس روشنی میں مجھے روم کے سرخ محلات دکھائے گئے ہیں، پھر آپ نے تیسری بار ضرب لگائی، روشنی نمودار ہوئی آپ نے فرمایا کہ اس میں مجھے صنعائے یمن کے عظیم محلات دکھلائے گئے ہیں، اور فرمایا کہ میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ مجھے جبرئیل امین نے خبر دی ہے کہ میری امت عنقریب ملک فارس، روم، اور یمن پر غالب آجائے گی۔

منافقین مدینہ نے جب یہ سنا تو استہزاء و تمسخر کے ساتھ کہنے لگے اے مسلمانوں تمہارا نبی بھی خوب ہے، کیسی عجیب باتیں کرتا ہے، یہاں مدینہ سے اس کو ملک فارس، روم اور صنعاء کے محلات اور عمارتیں نظر آرہی ہیں، اور خوف کا حال یہ ہے کہ ایک معمولی دشمن کے ڈر سے تم سے خندقیں کھدوا رہے ہیں، حق تعالی نے ان کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی، اے محمد! آپ ان کفار نابجار کے تمسخر اور استہزاء کی طرف ذرہ برابر بھی التفات نہ کریں، بلکہ تم اس طرح ہم سے دعاء مانگو ہم آپ کے غلاموں اور خادموں کو سلطنت

عطا کریں گے: "اَللّٰهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ" اللہ آپ بادشاہت اور سلطنت کے مالک ہیں آپ جسے چاہیں سلطنت اور بادشاہت عنایت فرمادیں "وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ" اور جس سے چاہیں ملک اور بادشاہت چھین لیں "وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ" آپ جسے چاہیں عزت عطا فرمادیں اور جسے چاہیں ذلیل ورسوا کردیں، آپ عزت کو ذلت سے اور ذلت کو عزت سے بدلنا جانتے ہیں، اے اللہ آپ کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہے، آپ نور کو ظلمت سے اور ظلمت کو نور سے بدل دیتے ہیں، آپ رات کے ایک حصہ کو دن میں داخل کردیتے ہیں اور دن کے ایک حصہ کو رات میں داخل کردیتے ہیں، گویا کہ دن اور رات کا چھوٹا اور بڑا ہونا سب آپ کی قدرت میں ہے: "تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ" یہ بھی دعاء کرنی چاہیے اے اللہ تو ہی نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے، جیسے انسان اور پرندے زندہ ہیں، نطفہ اور بیضہ سے ان کو نکال دیا، اور یہ نطفہ اور بیضہ مردہ ہیں، انسان اور مرغی سے ان کو نکال دیا، اللہ ہی بے شمار اور بے حساب رزق دینے والا ہے۔

گرامی قدر حضرات! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت شریفہ میں اپنی توحید اور بے پناہ قوت وطاقت کا مظاہرہ فرمایا ہے، اس آیت کو دعاء بھی فرمایا گیا ہے، چنانچہ جب بندہ اس دعا کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ عزتوں کے فیصلے صادر فرمادے گا، مسلمانوں (حضرات صحابہؓ) نے یہ دعا پڑھی تو اس کے نتیجہ میں فارس، روم، یمن اور عراق پر قابض ہوگئے۔

قرض سے رہائی کی دعا

اسی طرح دوستو! اس دعا کی بڑی برکتیں ہیں، معجم صغیر میں ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ جمعہ کی نماز میں آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو نہ پایا، تو آپ ﷺ خود ان کے گھر تشریف لے گئے کہ آپ جمعہ کی نماز میں نہیں تھے، عرض کیا یارسول اللہ ایک یہودی کا میرے ذمہ ایک اوقیہ (چالیس درہم) قرض تھا، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے گھر سے نکلا راستہ میں اس یہودی نے مجھ کو روک لیا، ارشاد فرمایا: اے معاذ کیا تمہیں ایسی دعاء نہ بتادوں کہ اگر تمہارے ذمہ پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ادا فرمادیتے ہیں دعا یہ ہے: "اَللّٰهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی اللَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ رَحْمَانَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِیْمَهُمَا تُعْطِیْ مِنْهُمَا مَنْ تَشَآءُ وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِیْ رَحْمَةً تُغْنِیْنِیْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاکَ اَللّٰهُمَّ اقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ وَتَوَفَّنِیْ فِیْ عِبَادَتِکَ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِکَ۔ (تفسیر قرطبی ص۵۲ ج۱)

اسم اعظم کے ذریعہ دعا قبول ہوتی ہے

اسی طرح معجم طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسم اعظم جس کے ذریعہ دعا قبول ہوتی ہے وہ آل عمران اس کی آیت میں ہے:

Scanned by CamScanner

اللهم مالك الملك توتى الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شیء قدير۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۲۱۷ ج ۲ معارف ادریسی ص ۵۹۲ ج اول)

بہر حال اس جنگ احزاب یا غزوۂ خندق میں مسلمانوں کو فتح ہوئی، مسلمانوں کا بھروسہ اللہ پر تھا، ایمانی سربلندی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے لڑ رہے تھے، کفار اپنی نام وری اور مال ومنال کے غرور میں لڑ رہے تھے، اس لئے ان کو شکست ہوئی، گویا کہ کفار دنیا اور متاع دنیا کے لئے لڑ رہے تھے اور مسلمان خالصۃ للہ دین وایمان کے لئے لڑ رہے تھے

آخری پیغام

آخر میں اپنے بزرگو اور دوستو اور طلبائے عزیز سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اپنے ایمان کی فکر کریں، اپنے ایمان کو مضبوط بنائیں، حسن اخلاق، تواضع تقوی اور طہارت سے اپنے آپ کو آراستہ اور مزین فرمائیں، یہی عزت وعظمت کا بہترین زینہ ہے، اللہ تبارک وتعالی مجھے بھی اور آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

بدگمانی اور عیب جوئی کی مذمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى امابعد. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ. اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ. وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا. اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ.

گرامی قدر حضرات، برادران اسلام اور دور دراز سے آئے ہوئے مہمانان کرام، معزز ومحترم علمائے عظام...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ختم کلام اللہ کی خوشی میں یہ تقریب اور یہ مجلس منعقد ہو رہی ہے، ایسی مجلس بار بار ہوں یہ مجلس سب سے اچھی مجلس ہے اس مجلس سے اچھی کوئی مجلس ہو ہی نہیں سکتی اسلئے کہ یہ مجلس اللہ سے ہمکلام ہونیکی مجلس ہے حافظ قرآن جب قرآن پڑھتا ہے یا کوئی بھی فرد بشر کلام پاک پڑھتا ہے دیکھ کر پڑھے یا بغیر دیکھے، اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے اور اللہ سے ہم کلام ہونیکا شرف حاصل ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

خدا تعالی سے ہم کلامی کا شرف

حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا

اِذَا اَحَبَّ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّحَدِّثَ رَبَّهٗ فَلْیَقْرَاْ الْقُرْآنَ (کنز العمال ج ۱ ص ۵۱۰)

جب تم میں سے کوئی اپنے رب سے مناجات اور گفتگو کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ تلاوت قرآن کرے۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے باری تعالی کی ہمکلامی کا شرف اور مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے، ماشاء اللہ حفاظ اکثر وبیشتر اس کی تلاوت کرتے رہتے ہیں، اس لئے وہ بھی اللہ تعالی کی ہمکلامی سے مشرف ہوتے رہتے ہیں، اللہ تعالی کا قرب میسر ہوتا رہتا ہے۔ گویا کہ حافظ قرآن کو اللہ کا قرب اور نزدیکی حاصل ہوجاتی ہے۔

حافظ قرآن کی عزت

دوستو اور بزرگو! یہ حفاظ قرآن اسلام کا جھنڈا اٹھانے والے ہیں جس نے ان کی عزت کی یقیناً اس نے اللہ کی عزت کی، جس نے ان کی توہین کی ان پر اللہ کی لعنت ہے (دیلمی) ایک روایت میں ہے کہ قرآن کے حفاظ وخدام اللہ کے دوست ہیں پس جس نے ان سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی اور جس نے ان سے دوستی کی یقیناً اس نے اللہ سے دوستی کی۔ (دیلمی)

دس آدمیوں کی سفارش کا اختیار

محترم حضرات! اللہ نے حافظ قرآن کا بڑا اعزاز کیا ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے قرآن پڑھا اور پھر اس کو حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام سمجھا تو حق تعالی شانہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے، اور اس کے گھرانے میں

ایسے دس آدمیوں کے بارے میں شفاعت قبول فرمائیں گے کہ جن پر ان کے گناہوں کے سبب دوزخ کا عذاب واجب ہوچکا ہوگا۔ (ترمذی)

عظیم ترین اعزاز

محترم بزرگو اور دوستو! آج ان حفاظ کرام کا عظیم ترین اعزاز ہو رہا ہے، ان کو دستار فضیلت مل رہی ہے، بزرگان دین اپنے ہاتھوں سے دستار فضیلت باندھیں گے، بڑے خوش نصیب ہیں یہ حفاظ اور ان کے والدین کہ ہزاروں کے مجمع میں آج ان کو عزت کی نگاہوں سے دیکھا جارہا ہے، مزید برآں کل میدان محشر میں جہاں اولین وآخرین کا اجتماع ہوگا، آدم علیہ السلام کی ساری اولاد جمع ہوگی اول سے آخر تک اربوں کھربوں انسان جمع ہوں گے، وہاں جلسہ ہوگا جلسہ کے صدر خود حق تعالی شانہ ہوں گے، ملائکہ معاون ہوں گے، جلسہ کے تمام آفاق پر زمینوں پر ان کی فوجیں کھڑی ہوں گی، یہاں کے اجلاس کا نظم تو ہم لوگ کرتے ہیں (انسان کرتے ہیں) اور پولیس، سی آئی ڈی کرتی ہے، وہاں کے جلسہ کا نظم ملائکہ فرمائیں گے، وہاں کے جلسہ میں مسلم اور غیر مسلم سبھی ہوں گے، ابھی حساب وکتاب بھی نہیں ہوا ہوگا، حافظ قرآن کے باپ کو بلایا جائے گا جس نے اپنے بچوں کو حفظ قرآن کرایا، اس کی تاج پوشی کی جائے گی، اور تاج پوشی کرنے والے حق تعالی شانہ ہوگے، بتلائیے اس سے بڑھ کر حافظ قرآن کے لئے فخر واعزاز کا کون سا موقع ہوگا؟ اس سے بڑھ کر کون سا باب اور دروازہ ہوگا؟

دوستو! آج دنیا میں اللہ تبارک وتعالی ان حفاظ قرآن کو اعزاز بخش رہے ہیں، شاہی لقب سے ان کو نواز رہے ہیں، حافظ خود اللہ کا نام ہے، اب ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ ہم ان حفاظ قرآن کی عزت کریں، حافظ کہہ کر ان کو

پکاریں، جب اللہ تبارک وتعالی حافظ کا لقب دے رہے ہیں تو ہمارے اوپر بدرجہ اولی لازم ہوگیا کہ ہم حافظ صاحب کے علاوہ نہ پکاریں، اب تک ہم کہتے تھے عبداللہ، عبدالرحمان، محمد قاسم، انور علی، آج سے ہم ان کو حافظ عبد اللہ، حافظ عبدالرحمان، حافظ محمد قاسم، حافظ انور علی کہہ کر پکاریں۔

حافظ قرآن کا اثر متعدی ہے

محترم دوستو! حافظ قرآن کا اعزاز جومنجانب اللہ ہوتا ہے وہ حافظ کی ذات تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ اس کے اثرات اس کے ماں باپ تک ہی نہیں بلکہ اس کے اعزہ واقرباء اور رشتہ داروں تک پہنچتے ہیں، چنانچہ ماں باپ کو بادشاہ بنادیا گیا ان کی تاج پوشی ہوئی، اولین وآخرین میں شور برپا ہوگیا کہ بھائی انہوں نے اپنے بچہ کو حافظ قرآن بنادیا۔

دوستو! ایسا اعزاز اس دنیا میں کسی کا نہیں ہوسکتا، نہ کسی بادشاہ کا نہ کسی گورنر کا، نہ کسی صدر مملکت کا، کیونکہ دنیا میں زیادہ سے زیادہ ایک ضلع یا ایک صوبہ یا ایک ملک کے لوگ اکٹھا ہوسکتے ہیں، ساری دنیا کے لوگ اکٹھا نہیں ہوسکتے، ہاں میدان عرفات میں پوری دنیا کا آدم آسکتا ہے،......مگر دوستو! یادرہے وہاں بھی اولین وآخرین کا مجمع نہیں ہوسکتا، میدان محشر ہی ایسی جگہ ہے جہاں اولین وآخرین کا مجمع ہوگا، سب کے سامنے حافظ قرآن اور اس کے والدین کا عظیم الشان اعزاز ہوگا، اللہ ہم سب کو حافظ قرآن بنادے۔آمین۔آمین۔آمین۔

دوستو! بڑے بوڑھے بھی ارادہ کریں، کوشش کریں تو وہ بھی حافظ قرآن بن سکتے ہیں، حضرت مدنیؒ حافظ نہیں تھے جب مالٹا کی جیل میں گئے حضرت شیخ الہند مفتی محمود الحسن نے کہا کہ تراویح کا کیا ہوگا، قرآن کون

سنائیگا؟ حضرت مدنیؒ نے کہا کہ حضرت دعا فرمائیں، میں سناؤں گا انشاء اللہ چنانچہ حضرت مدنیؒ روزانہ ایک پارہ یاد کرلیتے تھے، معلوم ہوا کہ کوشش کرنے سے آسانیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔

بہرحال یہ قرآن پاک ایک کلام حق ہے، باطل اس کے پاس نہیں آسکتا، جس محل میں اور جس سینے میں قرآن آگیا وہ اتنا بلند ہوگیا کہ اسے اللہ اور اس کے رسول کا قرب حاصل ہوگیا، قرآن کے آثار دنیا سے لے کر برزخ تک اور برزخ سے لے کر آخرت تک سب سے اعلی ہیں اور اسی پر بس نہیں بلکہ آگے جنت تک بھی یہ اثرات پہنچتے ہیں، حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ حافظ قرآن سے کہا جائے گا "رتل وارتق" تلاوت کرتا جا اور ترقی کرتا جا "اقراء ارق" پڑھتا جا چڑھتا جا جنت کے درجات کماتا جا، جنت کے درجات قرآن کی آیات کے برابر ہیں، قرآن میں آیات ۶۶۶۶ ہیں گویا کہ جنت کے درجات بھی اتنے ہی ہیں۔

قرآن ایک وسیع کتاب ہے

دوستو! یہ قرآن ایک بڑی وسیع کتاب ہے، اس کتاب میں ہر مضمون کی نشاندہی کی گئی، گھریلو معاملات ہوں یا دینی ودنیوی حالات ہوں، ہر حالت پر شرح وبسط کے ساتھ کلام کیا گیا ہے گویا کہ قرآن میں ہر چیز کا تذکرہ ہے......مگر میرے محترم بزرگو اور دوستو! ایک بات یادرہے کہ قرآن کریم کے سننے سنانے، پڑھنے پڑھانے کا فائدہ اس وقت ہوگا جب ہمارا عقیدہ صحیح ہوگا، اگر عقیدہ صحیح نہیں ہے تو کچھ نہیں ہوگا، اس لئے تصحیح عقیدہ بہت ضروری ہے، ماشاء اللہ آج کی ہماری اس نورانی اور ایمانی محفل میں ذی استعداد باصلاحیت علماء، صلحاء، مفسر، محدث تشریف فرما ہیں، یہ حضرات

Scanned by CamScanner

قرآن کے اسرار ورموز سے واقف ہیں، یہی حضرات بیان کریں گے، میں تو صرف آج کی اس مجلس میں یہی چاہتا ہوں کہ اسلام کے بڑے بڑے اور اہم ستون بیان کروں جو کہ پانچ ہیں (۱) اعتقادات (۲) عبادات (۳) معاملات (۴) اخلاقیات (۵) معاشرت، ان پر کچھ مختصری روشنی ڈال دوں۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! ہمارے اعتقادات، عبادات تو کسی نہ کسی درجہ میں غنیمت ہیں مگر معاملات، اخلاقیات اور معاشرت میں حد درجہ بگاڑ آچکا ہے، ہمارے معاملات، رہن سہن اور زندگی گزارنے کے طریقے مفلوج ہوکر رہ گئے، بھائی بھائی سے دور، اولاد والدین سے دور، اعزہ واقربا اور رشتہ داروں سے دور، ایک دوسرے کی برائی غیبت، حسد، بغض، بدگمانی، چغل خوری ایک عام شیوہ بن چکا ہے، جو حالات آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے تھے، قتل وغارت گری، چوری، ڈکیتی، زناکاری، شراب خوری اور بدگمانی وغیرہ وغیرہ یہی حالات پھر انگڑائیاں لینے لگے (اللهم احفظنا منه)

فساد کی جڑ

آج کل سب سے زیادہ فساد اور معاشرہ میں خرابی بدگمانی، غیبت، تہمت، بہتان اور چغل خوری کی وجہ سے ہورہی ہے، اسی طرح ادب واحترام تہذیب واخلاق اور باہمی معاملات کے مفقود ہونے کی بناء پر فسادات برپا ہورہے ہیں، اس مختصر سے وقت میں قرآن مجید کی آیت:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ الخ.

جو خطبہ میں تلاوت کی گئی تھی اس میں امت کے لئے بالخصوص مؤمنین کے لئے کچھ اسباق اور نصائح بیان کئے گئے ہیں ان کو سنانا چاہتا ہوں اللہ تعالی مجھے بھی اور آپ حضرات کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین......

پہلے میں آیت کی تلاوت کروں گا پھر اس کا ترجمہ اور مطلب بتلانے کی کوشش کروں گا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ. اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ. وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا. اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ.

اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے بچا کرو، بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور نہ کسی کے عیب تلاش کرو اور نہ کسی کی غیبت کرو یعنی ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے برا نہ کہو، کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو تم کو اس سے گھن آئے تم اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالی بہت معاف کرنے والا ہے۔

امت محمدیہ کا شرف

دوستو اور بزرگو! اس آیت شریفہ میں اللہ تبارک وتعالی نے براہ راست امت محمدیہ کو خطاب کیا ہے، کتب سابقہ میں صرف انبیاء کو خطاب ہوتا تھا اللہ تبارک وتعالی کی شان کریمی کہیے کہ اس نے امت محمدیہ کو یہ شرف عطا فرمایا کہ اپنے قرآن کریم میں ۸۸ مقامات پر براہ راست امت محمدیہ یعنی ایمان والوں کو مخاطب بنایا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالی کو ساری امتوں سے زیادہ محبت امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام سے ہے۔

فائدہ مند نصیحت

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے درخواست کی کہ مجھکو کچھ نصیحت فرمایئے! حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا کہ جب تو قرآن پڑھے اور یاایھا الذین آمنوا کے خطاب کو سنے تو فوراً کانوں کو اس

Scanned by CamScanner

کی طرف متوجہ کرنا اور قلب کو حاضر کرنا کہ اللہ تعالیٰ بلا واسطہ تجھ سے خطاب فرمارہے ہیں اور کسی اچھی چیز کا حکم دے رہے ہیں یا کسی بری چیز سے منع کررہے ہیں۔ (رواہ عبداللہ بن احمد، بیہقی فی شعب الایمان)

گویا کہ جہاں بھی یا ایہا الذین آمنوا سے خطاب کیا گیا تو اہل ایمان کو اچھی باتوں کا حکم دیا گیا ہے یا بری باتوں سے روکا گیا ہے

آیت کی تفسیر

بہرحال اللہ تعالیٰ اس آیت شریفہ میں تین چیزوں پر تنبیہ وتہدید، ڈانٹ ڈپٹ اور زجر وتوبیخ فرمارہے ہیں، پہلی چیز بدگمانی، دوسری چیز غیبت، تیسری چیز تجسس احوال، یہ تینوں چیزیں آداب معاشرت سے تعلق رکھتی ہیں غیبت کے ضمن میں تہمت (بہتان) اور چغل خوری کے بارے میں بھی انشاء اللہ کچھ وضاحت آئے گی، آپ پہلے گمان کے بارے میں سنئے...... ظن کے معنی گمان کے آتے ہیں قرآن کریم میں اس کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے کہ بہت سے گمانوں سے بچا کرو پھر اس کی وجہ بیان فرمائی کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ہر گمان گناہ نہیں بلکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور بعض گمان گناہ نہیں ہوتے۔

گمان کی دو قسمیں ہیں

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اس لئے ہم پر تحقیق کرنا واجب ہے کہ ہم معلوم کریں کہ کونسا گمان گناہ ہے اور کونسا گمان گناہ نہیں گویا کہ گمان کی دو قسمیں ہیں اچھا گمان اور برا گمان۔

حسن ظن کی اہمیت

دوستو! مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنا مزاج حسن ظن یعنی اچھا گمان رکھنے کا بنائے، سب سے بڑی ذات اللہ کی ذات ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ اچھا گمان رکھو حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَاتَمُوْتَنَّ اَحَدُکُمْ اِلَّاوَ هُوَ یُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ.

تم میں سے کسی کو اس کے بغیر موت نہ آنی چاہیے کہ اس کا اللہ کے ساتھ اچھا گمان ہو۔ (معارف القرآن ج ۸ پارہ م ۱۲۹)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ کا یہ ارشاد آتا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے "انا عند ظن عبدی بی" "میں اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ اب اس کو اختیار ہے کہ میرے ساتھ جیسا چاہے گمان رکھے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیے، گویا کہ اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھنا فرض ہے اور بدگمانی رکھنا حرام ہے۔

حسن عبادت

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا عبادت ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ. (رواہ ابوداؤد)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جن اعمال کو عبادت حسنہ کہا جاتا ہے ان میں سے ایک بہترین چیز اور بہترین عبادت یہ بھی ہے کہ اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھا جائے لہذا ضروری ہے کہ ہم عبادتوں کو ترک نہ کریں جیسے بعض

Scanned by CamScanner

عوام جاہل کہہ دیتے ہیں کہ عبادت کرو نہ کرو اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھو وہ کریم ہے غفور رحیم ہے، وہ تارک عبادت کو بھی یقیناً بخش دیگا، یہ گمان انتہائی برا گمان ہے اور گمراہی کا سبب ہے اور شیطان کے فریب میں پھنس جانے کا نتیجہ ہے۔ اللھم احفظنا منہ

چنانچہ ایسے لوگوں کو جو معبود حقیقی یعنی اللہ تعالی کے ساتھ حسن ظن کا دعوی کرے اور عبادتوں کو ترک کرے وہ مغرور اور مردود ہیں، ایسے لوگ متکبر ہیں اللہ تعالی متکبرین کو پسند نہیں فرماتے، دوستو یہ مسلمان کی شان نہیں کہ وہ شریعت پر عمل کرنے میں ہیرا پھیری اور بہانہ بازی کرے کہ اللہ تعالی تو غفور رحیم ہے، دوستو غفور رحیم ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بندہ بے مہار و بے لگام ہو جائے پھر مسلمان اور کافر میں فرق ہی کیا رہ جائے گا۔

مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن

اسی طرح علماء، صلحاء، مؤمنین مرد اور مؤمنین عورتوں کے ساتھ بھی اچھا گمان رکھنا چاہیے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ.

یہ آیت واقعہ افک کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب حضرت عائشہؓ پر تہمت اور بہتان لگایا جا رہا تھا تو اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نے تہمت کی خبر سنی تھی تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے بارے میں یعنی اپنے مسلمان بھائی بہن کے بارے میں نیک گمان کیوں نہیں کیا تھا اور کیوں نہیں کہا کہ یہ کھلا ہوا بہتان ہے

دوستو! اس سے معلوم ہوا کہ مؤمن کو مؤمن سے اچھا گمان رکھنا

چاہیے، ظَنُّ الْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا۔ خلاصہ یہ نکلا کہ علماء، صلحاء، اولیاء، مؤمنین مرد اور مؤمنین عورتوں کے ساتھ بدگمانی رکھنا حرام ہے، ہاں جو کھلم کھلا فاسق اور ظالم ہوں ان سے بدگمانی کی جاسکتی ہے مثلاً ایک آدمی کھلم کھلا شراب پیتا ہے علی الاعلان کہتا ہے کہ میں شرابی ہوں، تو ایسے آدمی سے بدگمانی رکھنا جائز ہے، اسی طرح ایسے مسلمان جو ظاہری حالت میں نیک دیکھے جاتے ہیں ان کے متعلق بلا کسی قوی دلیل کے بدگمانی کرنا حرام ہے۔

مسلمانوں کے لئے ہدایت

میرے محترم بزرگو اور دوستو! مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی بہنوں کے ساتھ حسن ظن رکھے اور جب سنے کہ لوگ یوں ہی ایک نیک شخص پر رجماً بالغیب بری تہمتیں لگاتے ہیں تو اپنے دل میں ایسے خیالات کو راہ نہ دے بلکہ ان کو جھٹلائے، پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی پیٹھ پیچھے مسلمان بھائی کی مدد کرے تو اللہ پیٹھ پیچھے اس کی مدد کرے گا، کسی سے بدگمانی کرنا اور بے تحقیق تہمتیں تلاشنا بری بات ہے آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی عزت وآبرو پر دوسروں کی عزت وآبرو کو قیاس کرلے، جس طرح حضرت ابوایوب انصاریؓ نے قصہ افک میں کیا ایک روز ان کی بیوی نے کہا کہ لوگ عائشہ صدیقہ کے بارے میں ایسا کہتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں کیا ایسا کام تو کرسکتی ہے، بولی ہرگز نہیں، حضرت ابوایوب انصاریؓ نے فرمایا کہ پھر صدیق کی بیٹی اور نبی کی بیوی عائشہ صدیقہ تجھ سے کہیں بڑھ کر پاک وصاف اور طاہر ومطہر ہے، ان کی نسبت بے وجہ ایسا گمان کیوں کیا جائے۔

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ یعنی بدگمانی سے

Scanned by CamScanner

بچو کیونکہ بدگمانی جھوٹی بات ہے۔

گمان کے معنی

دوستو! گمان کے معنی کہنے کے اور نقل کرنے کے آتے ہیں، اکثر اس کا اطلاق بے بنیاد اور جھوٹی بات پر ہوتا ہے، ایک صحابی نے دوسرے صحابی سے کہا کہ لفظ زعموا یعنی گمان کے بارے میں تم نے نبی کریم ﷺ سے کچھ سنا ہے تو دوسرے صحابی نے جواب دیا کہ ہاں میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ لفظ بری سواری ہے (رواہ ابوداؤد)

آپ نے بری سواری کے ذریعہ اس امر کی طرف اشارہ فرمادیا کہ لفظ زعموا کوئی اچھا آغاز کلام نہیں ہے، گویا کہ اس لفظ کے ذریعہ بے بنیاد اور غیر تحقیقی باتیں نقل کی جاتی ہیں، گمان کی نسبت ایسے کلام کی طرف کی جاتی ہے جس کی کوئی سند اور ثبوت نہ ہو، بلکہ ایک حکایت کے درجہ میں، نبی کریم ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ نقل و بیان اور روایات و حکایات کے سلسلے میں پوری احتیاط کو ملحوظ رکھنا چاہیے، کسی بات کو بلا تحقیق بیان نہ کرنا چاہیے، اور سنی سنائی باتوں کو دوسروں تک نہ پہنچانا چاہیے، اس لئے کہ وہ باتیں جن کا تعلق محض ظن وگمان پر ہوتا ہے وہ عام طور پر غلط فہمی اور جھوٹ پر مبنی ہوتی ہیں، آپ ﷺ نے اس زعم وگمان کے بارے میں زَعَمُوْا: مَطِیَّةُ الْکِذْبِ بھی فرمایا ہے کہ یہ گمان جھوٹ کی سواری ہے، بہرحال اس لفظ کے استعمال سے احتیاط برتنی چاہیے۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! آج کل مسلمان مسلمان سے بدگمانی کرتا ہے، بھائی بھائی سے بدگمان، بہن بہن سے بدگمان، بیوی شوہر سے بدگمان، شوہر بیوی سے بدگمان، پورا معاشرہ بدگمانی کے جال میں پھنسا

ہوا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

حضرت مدنیؒ سے بدگمانی

آج کل اہل اللہ، اولیاء، صلحاء، علم وعمل کے پیکر علماء کو بھی لوگ نہیں بخشتے، ان سے بھی بدگمان ہوجاتے، حضرت احمد علی لاہوریؒ ایک درد بھرا واقعہ سنایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا حسین صاحب مدنیؒ حج کے سفر سے واپسی پر بذریعہ ٹرین سفر کررہے تھے ان کے قریب ایک ہندو جنٹلمین بھی بیٹھا ہوا تھا، اس کو بیت الخلاء جانے کی ضرورت ہوئی، جاکر دیکھا کہ بیت الخلاء بہت ہی گندہ ہورہا ہے، فوراً واپس چلے آئے کسی نے پوچھا آپ گئے اور آگئے کیا بات ہے کہا کہ لوگ گند مچادیتے ہیں، بیت الخلاء صاف ہی نہیں کرتے، مجھے ضرورت تو تھی لیکن بیت الخلاء اتنا گندہ کہ طبیعت میں نفرت پیدا ہوگئی، اس لئے چلا آیا ہوں، یہ کہکر وہ ہندو جنٹلمین بیٹھ گیا، تھوڑی دیر کے بعد زائرحرم حضرت مدنیؒ اٹھے اور ٹرین کے بیت الخلاء میں تشریف لے گئے، سارے بیت الخلاء کو اچھی طرح صاف کردیا، آہستہ سے آکر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئے، اور کہنے لگے کہ ابھی میں بیت الخلاء گیا دیکھا کہ بیت الخلاء بالکل صاف ہے، یہ اس لئے کہا تاکہ وہ جنٹلمین ہندو بیت الخلاء میں جاکر اپنی ضرورت پوری کرلے، یہ ہندو گیا جاکر دیکھا واقعتاً بیت الخلاء میں بڑی اچھی صفائی ہے، چنانچہ اس نے اپنی ضرورت پوری کی اور واپس آکر کہنے لگا کہ واقعی کسی نے بہت اچھی صفائی کی ہے، لوگوں کو تجسس ہوا کہ آخر صفائی کس نے کی ہے، ہاں ایک عالم خواجہ نظام الدین کے نام سے بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے غائبانہ طور پر حضرت مدنیؒ کے بارے میں کچھ سن رکھا تھا جس کی وجہ سے آپ کی مخالفت کرتے تھے اور آپ سے بدگمانی رکھتے تھے، انہوں

نے جب کھود کرید کی تو پتہ چلا کہ حضرت مدنیؒ نے بیت الخلاء صاف کیا ہے، خواجہ نظام الدین ہاتھ جوڑ کر حضرت مدنیؒ کے سامنے کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے حضرت آپ مجھے معاف فرمادیں، میں نے عمر بھر آپ کی غیبت کی، آپ سے بدگمان رہا، مجھے آپ کی عظمتوں کا پتہ نہیں تھا، آج پتہ چلا کہ آپ کتنے عظیم الشان بزرگ ہیں، ایک ہندو کی خاطر آپ نے ایسا کام کیا ہے، حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ میں نے تو اپنے نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کیا ہے لوگ حیران ہو کر پوچھنے لگے، وہ کیسے آپ نے فرمایا: کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک دفعہ ایک یہودی آیا اس کو بھوک لگی ہوئی تھی، آقائے مدنی ﷺ نے اس کو کھانا کھلایا، اس نے خوب سیر ہو کر کھالیا، رات کو نبی ﷺ نے آرام کرنے کے لیے بستر دیا، پیٹ بہت نرم تھا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہمان نوازی فرمائی تھی آپ کی مہمان نوازی کا اثر یہ ہوا کہ پیٹ بوجھل نہیں ہوا چنانچہ رات میں بے چینی پیدا ہوئی، بہرحال اس یہودی نے بستر پر پاخانہ کردیا، اسے محسوس بھی نہ ہوا اسی حالت مین اٹھ کر وہاں سے چل دیا، جب کچھ دور پہنچا تو اسے یاد آیا کہ جلدی میں کچھ سامان وہیں بھول آیا ہوں، جب وہ واپس آیا دیکھتا کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے ہاتھوں سے اس بستر کو دھو رہے تھے، یہ منظر دیکھ کر وہ یہودی مچل گیا، اور آنکھوں سے آنسوں جاری ہوگئے کہنے لگا کہ آپ کو اللہ نے وہ اخلاق عطا کئے جو دنیا میں کسی کو عطا نہیں کئے گئے، لہٰذا آپ مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان بنادیجئے، اس کے بعد حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ میرے آقا ﷺ نے مہمان کی خاطر یہ عمل کیا تھا، اس لئے میں نے بھی اپنے آقا ﷺ کی سنت پر عمل کیا ہے۔

دوستو! یہ حضرات بڑے مخلص تھے مگر لوگ ان سے بھی بدگمانی رکھتے

تھے اللہ تعالیٰ حضرت مدنیؒ جیسا اخلاص کامل ہمیں بھی عطا فرمائے۔

گرامی قدر سامعین ہم لوگوں کو چاہیے کہ ہم حافظوں کو، قاریوں کو، اہل دل مؤمنوں کو اور علمائے ربانیین کو برا نہ کہیں۔

علمائے ربانیین سے بدگمانی نہ کرنی چاہیے

شیخ محی الدین ابن عربی بڑے فضل وکمال کے مالک تھے، علم کے اعتبار سے، عمل کے اعتبار سے ان کی تصانیف کا ایک بڑا ذخیرہ ہے، جس سے امت کو بہت فائدہ ہو رہا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے امام محی الدین ابن عربی کو یہ کمال عطا فرمایا تھا کہ وہ اللہ کی باتوں کو سن لیتے تھے، مثلاً امام محی الدین ابن عربی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں، کہتے ہیں الحمد للہ رب العالمین تو اللہ کی طرف سے جواب ملتا ہے ”حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ“ میرے بندہ نے میری خوب تعریف کی، تو امام محی الدین ابن عربی اس جواب کو سنتے تھے، گویا کہ یہ اللہ اور بندے کے درمیان میں ایک راز ہوتا ہے، یہ بات امام محی الدین کسی کو نہیں بتلاتے تھے کہ جب میں الحمد للہ رب العالمین کہتا ہوں تو جواب ملتا ہے حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ بہرحال راز راز ہوتا ہے، جیسے میرا اور آپ کا کوئی دوستانہ ہے کوئی خاص معاملہ ہے، تو آپ میری بات کو راز میں رکھیں گے، میں آپ کی بات کو راز میں رکھوں گا، اور وہ راز ونیاز کی باتیں ہم ایک دوسرے کو نہیں بتلائیں گے، اسی طرح کا معاملہ امام محی الدین ابن عربی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا تھا۔

ابن عربی اور انکے مقتدیوں کے درمیان ایک خاص واقعہ

ایک دفعہ امام محی الدین ابن عربی نے نماز پڑھانی شروع کی جب

Scanned by CamScanner

قرأت شروع کی اور کہا الحمد للہ رب العالمین، بار بار الحمد للہ رب العالمین ہی پڑھ رہے ہیں، گویا کہ اٹک پیدا ہوگئی، مقتدیوں کو خیال ہوا اور وہ گمان کرنے لگے کہ کیا امام صاحب رمضان شریف میں قرآن سنا رہے ہیں جو اٹک ان کی نکلتی ہی نہیں، بار بار الحمد للہ رب العالمین ہی پڑھتے چلے جا رہے ہیں، بہرحال مقتدی لوگ گھبرا گئے کہ اللہ خیر کرے آج معلوم نہیں امام صاحب کو کیا ہوگیا، الحمد ہی میں اٹک کر کھڑے ہوگئے ہیں، تو پیچھے سے آوازیں آنے لگیں: الرحمان الرحیم، مگر امام صاحب ٹس سے مس نہیں ہو رہے ہیں، وہ کہتے ہیں الحمد للہ رب العالمین، پیچھے سے بھی لوگ لقمہ دے رہے ہیں، مگر امام صاحب سنتے ہی نہیں، نہ سننے کی وجہ یہ تھی کہ امام محی الدین ابن عربی پر اللہ کی طرف سے جواب کا دروازہ بند تھا، آپ الحمد للہ رب العالمین پڑھ رہے ہیں اللہ کی طرف سے جواب آتا تھا حمدنی عبدی، یہ جملہ جواب میں اللہ کی طرف سے نہیں آ رہا تھا حضرت امام محی الدین اس جملہ کو نہیں سن رہے تھے، اس لئے بار بار الحمد للہ رب العالمین پڑھتے رہے، پھر بہت دیر کے بعد اللہ کی طرف سے جواب ملا گویا کہ جو راستہ بند ہوگیا تھا وہ کھل گیا، امام محی الدین ابن عربی نے پھر پڑھا الرحمان الرحیم مالک یوم الدین الخ، پڑھتے ہی چلے گئے، بس لوگوں نے سمجھا کہ حضرت بھول گئے تھے، بھول کا مرض پیدا ہوگیا ہے، یہ لوگ حضرت کی طرف سے بدگمان ہوگئے حالانکہ کسی صالح مؤمن کی طرف سے بدگمانی نہ کرنی چاہیے، بعض دفعہ بہت سوں کی سمجھ غلط ہو جاتی ہے، ہزاروں انسانوں کا فیصلہ بھی غلط ہو جاتا ہے تو یہاں یہ مقتدی لوگ سمجھ رہے تھے کہ امام صاحب بھول گئے، حالانکہ وہ بھولے نہیں تھے انہوں نے پھر الحمد شریف مکمل کی، سورت بھی ملائی، رکوع اور سجدہ بھی کیا، نماز تمام ہوگئی۔

نماز پوری ہوتے ہی مقتدی جان کو آ گئے، امام صاحب کہنے لگے کہ یہ لوگ بخشنے والے نہیں ہیں، قبر میں اللہ تعالیٰ سے معاملہ ہوگا، وہاں بھی چھٹکارا ہو جائے گا، برزخ میں ہوگا وہاں بھی رہائی ہو جائے گی، پھر حشر میں یعنی عالم آخرت میں ہوگا، وہاں معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہوگا، وہاں بھی سمجھ جائے گا لیکن یہاں دنیا والوں سے جب معاملہ پڑتا ہے سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے، آدمی کتنا ہی حق پر ہو، کتنا ہی صداقت پر ہو، کتنا ہی اخلاص اور استقامت پر ہو مگر لوگ ماننے کو تیار نہیں ہوتے، کہنے لگے حضرت کیا ہوگیا تھا کیوں اٹک گئے تھے؟ تو حضرت کو اپنا راز بتانا پڑا، جان بچانے کے لیے فرمایا لوگو سنو! میرے ساتھ اللہ کا یہ معاملہ ہے کہ جب میں الحمد للہ رب العالمین کہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہیں، حمدنی عبدی، اور اس جملہ کو میرے کان سنتے ہیں، میرے کان میں اللہ کی آواز آتی ہے، جب بندہ کہتا ہے الرحمان الرحیم تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "مجدنی عبدی" میرے بندے نے میری خوب بزرگی بیان کی، تو اس کو بھی میں سنتا ہوں آج جب میں نے الحمد للہ رب العالمین کہا تو یہ آسمان کی غیبی آوازیں میرے کان میں نہیں آئی، بس میں مچل گیا کہ جب ادھر سے آواز ہی نہیں آئی تو میں کیوں پڑھوں، جب وہ سن ہی نہیں رہا ہے اور اگر وہ سن رہا ہے تو پھر مری بات کا جواب کیوں نہیں دے رہا ہے، بس میں چپ ہوگیا ہوں، ادھر سے اگر رکاوٹ ہے تو ادھر سے بھی مچلتا ہے، بندہ کا تعلق جب اللہ تعالیٰ سے ہو جاتا ہے تو یہ ایسا ہے جیسے بچہ کا تعلق ماں باپ سے ہوتا ہے، جس طرح بچے کو اگر ماں باپ کوئی چیز نہ دیں تو بچے مچل جاتے ہیں اور اپنی بات منوا کر رہتے ہیں، اس لئے کہ ان کو مچلنا آتا ہے یہی معاملہ میرا ہوا جب میں نے پڑھا الحمد للہ رب العالمین تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی

جواب نہ ملا تو پھر میں مچل گیا، لوگ بار بار شور مچاتے رہے اور میری الگ شان تھی "لنا شان ولکم شان" میرا عجیب حال تھا تمہارا عجیب حال تھا، دنیا کے لوگ کس حال میں ہوتے ہیں دوسرے لوگ کس حال میں ہوتے ہیں۔ بہرحال جب میرے کان میں یہ آواز آئی "حمدنی عبدی" تو میں نے پڑھا الرحمان الرحیم، پھر آواز آئی "مجدنی عبدی" میں ادھر سے پڑھتا رہا ادھر سے آواز آتی رہی، یعنی برابر جواب ملتا رہا، بہرحال یہ اللہ سے رازداری کا معاملہ تھا، مقتدی لوگ اس پر بدگمانی کرنے لگے کہ امام صاحب بھول گئے ہیں، حالانکہ امام صاحب بھولے نہیں تھے۔ تو دوستو! معلوم ہوا کہ ایک دم کسی سے بدگمانی نہ کرنی چاہیے، بدگمانی بہت بری چیز ہے، جہاں تک ہوسکے اس سے بچنا چاہیے۔

دوستو! ایک اہم اور عبرت آموز واقعہ اور سن لیجئے انشاء اللہ میرے لئے بھی اور آپ کے لئے بھی بہت مفید ثابت ہوگا۔

حسن بصریؒ کی بدگمانی

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حسن بصریؒ ساحل سمندر پر گئے، ماحول بہت خوشگوار تھا، کشتی داں اپنی کشتیاں چلا رہے تھے، ہر کوئی شخص اپنے کاموں میں مشغول تھا، حسن بصریؒ بھی موسم کا مزہ لے رہے تھے کہ اچانک ان کی نظر دور میدان پر پڑی، جہاں ایک خاتون لیٹی ہوئی تھی اور اس کے بالکل قریب ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا آدمی کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی کبھی خود پیتا تھا اور کبھی اس عورت کو پلاتا، اور پھر خود پیتا عورت کو پلاتا، کبھی جھک کر اس کی بانہوں میں ہوجاتا، حسن بصریؒ نے یہ منظر دیکھا تو دل ہی دل میں لاحول پڑھنے لگے، ملامت کرنے لگے، اتنے میں دیکھتے ہی دیکھتے سمندر میں طغیانی آگئی،

چار آدمی جو کشتیاں چلا رہے تھے، موت سے لڑ رہے تھے، اچانک وہ شخص اٹھا اور دوڑتے ہوئے پانی میں چھلانگ لگا دی، اور پھر ایک ایک کرکے تینوں آدمیوں کو ساحل پر لے آیا، اب تک حسن بصریؒ جو ملامت کررہے تھے حیرت زدہ تماشائی بن کر دیکھ رہے تھے، وہ آدمی تینوں کو نکال کر حسن بصریؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا حسن بصریؒ ذرا اس چوتھے آدمی کو تو نکال لو، حسن بصریؒ نادم ہوئے انہیں تیرنا نہیں آتا تھا، دوسری تعجب کی بات یہ تھی کہ اس شخص کو حسن بصریؒ کا نام کیسے معلوم ہوا، یہ آدمی پھر خود ہی جاکر تیزی سے اس چوتھے شخص کو بچا لایا، حسن بصریؒ حیرت کے عالم میں بس دیکھتے ہی رہے، وہ شخص پھر حسن بصریؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا حسن بصریؒ بدگمانی نہ کرو میں دیکھ رہا ہوں کہ تم مجھ پر ملامت کررہے ہو، وہ جو عورت ہے وہ میری ماں ہے، ہم صحراء عبور کرکے آئے ہیں، میں اپنی ماں کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر لایا ہوں تھکنے کی وجہ سے ہم دونوں لیٹ گئے تھے اور جو تم اس بوتل کے بارے میں خیال کررہے تھے کہ کوئی نشہ آور شی ہے..... نہیں بلکہ پانی ہے کبھی میں اس کو پانی پلاتا ہوں اور کبھی میں خود پیتا ہوں، اور میری ماں محبت سے مجھے اپنے آغوش میں لے لیتی ہے، حسن بصریؒ نے اپنی اس بدگمانی سے توبہ کرلی، اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو بدگمانی سے بچائے۔ آمین

تجسس احوال

محترم بزرگو اور دوستو! اور میرے دینی بھائیو! حسن ظن اور سوء ظن یعنی اچھے اور برے گمان کے بعد قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا: "ولا تجسسوا" اے اہل ایمان تم تجسس مت کرو، کسی کی ٹوہ اور کھود کرید میں مت لگو، کسی کے عیب تلاش مت کرو، اور کسی کے اندرونی حالات معلوم

کرنے کے درپے مت ہو جاؤ۔

عیب کو چھپاؤ

دوستو! اگر کسی مسلمان بھائی کا کوئی عیب ظاہر ہو جائے تو اس کو چھپا لینا چاہیے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان میں کوئی عیب دیکھے اور وہ اس کو چھپالے تو اس کا درجہ اس شخص کے برابر ہوگا جو زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو بچالے، یعنی اس کو قبر کے گڈھے سے صحیح سلامت نکال لے۔ (ترمذی)

معلوم ہوا کہ عیب کا چھپانا بڑے اجر وثواب کی بات ہے اور عیب جوئی بڑے گناہ کی بات ہے۔

عیب جوئی گناہ کی بات ہے

حضرت مجاہدؒ کا قول ہے" خُذُوْا مَاظَهَرَ وَدَعُوْا مَاسَتَرَهُ اللّٰه "یعنی جو کچھ ظاہر ہو اوہ لے لو اور جو اللہ نے چھپالیا اسے چھوڑ دو، اللہ نے جب کسی کے عیب پر پردہ ڈال دیا تو تم بھی ان کی پردہ کشائی مت کرو۔

زید ابن وہب کا بیان ہے کہ حضرت ابن مسعود سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کو ولید بن عقبہ کی اس حالت کا علم ہے جس وقت ان کی ڈاڑھی سے شراب ٹپک رہی تھی فرمایا کہ ہم کو تجسس احوال سے منع کر دیا گیا ہے، ہاں اگر کوئی بات ہم پر ظاہر ہو جائے گی تو ہم اس کی گرفت کریں گے، گویا کہ عیب جوئی سے منع فرمایا۔

تجسس پر وعید

دوستو! تجسس پر یعنی کسی کے عیب تلاش کرنے پر سخت وعیدیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں ایک حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: "لَاتَغْتَابُوْا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَاتَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّ مَنْ تَبِعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعُ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ يَّتَّبِعُ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحُهٗ فِيْ بَيْتِهٖ" (ترمذی)

مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب کی جستجو نہ کرو، کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیوب کی تلاش کرتا ہے اللہ تعالی اس کے عیب کی تلاش کرتا ہے اور جس کے عیب کی تلاش اللہ تعالی کرے تو اللہ تبارک وتعالی اس کو اس کے گھر کے اندر بھی رسوا کر دیتا ہے، اور ایک روایت میں ہے جو کسی مسلمان کی عیب جوئی کر کے اس کو دنیا میں رسوا کرتا ہے تو اللہ تعالی کل آخرت میں اس کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ فرمائیں گے کہ اس کے عیوب کے درگذر کرنے کے بجائے اس کی ایک ایک برائی پر نظر رکھے گا اور اس کے تمام عیوب کو مخلوق کے سامنے ظاہر کر دے گا (مظاہر حق)

تجسس کی اجازت

دوستو اور بزرگو! ہر طرح کی عیب جوئی سے منع کیا گیا، اگر کوئی آدمی چھپ کر باتیں سنتا ہو یا سونے والے کی حالت بنا کر جاگتا رہتا ہو اور دوسروں کی باتیں سنتا رہتا ہو تو یہ بھی تجسس ہے، ہاں البتہ اگر کوئی آدمی اپنے آپ کو ضرر سے بچانے یا کسی مسلمان کو نقصان سے بچانے کی غرض سے دشمن کی تدابیر کی کھوج لگائے تو تجسس کرنا جائز ہوگا، اسی طرح اگر دین کا مفاد پیش نظر ہو تو تجسس کی اجازت ہے۔

عیب جوئی کی جڑ بدگمانی ہے

امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ عیب جوئی وہ خصلت ہے جو دراصل بدگمانی کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے، جو شخص کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی قائم

Scanned by CamScanner

کرلیتا ہے وہ اپنے آپ کو قابو میں نہیں رکھ سکتا اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ٹوہ میں لگا رہے چنانچہ وہ ٹوہ میں رہتا ہے اور جب اس کے علم میں کوئی عیب آجاتا ہے تو وہ اس کی پردہ دری کرتا ہے، حالانکہ اللہ تعالی مؤمن بندوں کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے اس کے عیبوں کو چھپاتا رہتا ہے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مسلمانوں کے عیبوں پر کوئی پردہ ہے آپ نے فرمایا: مسلمانوں کے عیبوں پر اللہ تعالی کے پردے شمار سے بھی زیادہ ہیں، مؤمن بندہ گناہ کر کے ان کو پھاڑ دیتا ہے یہاں تک کہ ان میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہتا تو پھر اللہ تعالی فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے کو لوگوں سے چھپا دو کیونکہ وہ اسے عار دلاتے ہیں، اسے برائی سے روکتے ہیں تو فرشتے اسے اپنے پردوں میں ڈھانپ کر لوگوں سے چھپا لیتے ہیں پھر اگر وہ توبہ کرلے تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں اور اس پر اس کے پردے واپس ڈال دیتے ہیں اور ہر پردوں کے ساتھ نو پردوں کا اضافہ ہو جاتا ہے ہاں اگر یہ بندہ گناہوں میں آگے بڑھتا رہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار وہ ہم پر غالب آگیا اور ہم کو حقیر جانا تو اللہ تعالی فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اس سے دور ہٹ جاؤ پھر اگر وہ تاریک رات میں تاریک گھر میں کسی بل کے اندر بھی کوئی گناہ کرے تو اللہ تعالی اسے ظاہر کر دیتے ہیں اور پھر اس کا عیب لوگوں کے سامنے کر دیتے ہیں۔ (کنز العمال ص ۲۳۱ حصہ سوم)

دوستو! معلوم ہوا کہ اللہ تعالی بڑے غیور ہیں جب معاف کر دیتے ہیں تو کرتے رہتے ہیں پرواہ نہیں کرتے خواہ اس کے گناہ آسمان کے ستاروں کے مانند کیوں نہ ہو اور سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہو، ریت کے ذرات کے برابر کیوں نہ ہو اور درختوں کے پتوں کے برابر ہی کیوں نہ ہو

سب کو معاف فرما دیتے ہیں اور جب پکڑ پر آتے ہیں تو اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ...... اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ کا مظاہر فرماتے ہیں، اس لئے دوستو کسی کی عیب جوئی میں نہ لگنا چاہیے کسی کے نجی حالات کی جستجو نہ کرنی چاہیے، کسی کی کمزوری کو کھوج کر دوسروں کے سامنے نہ لانا چاہیے، شریعت نے سختی سے منع کیا ہے، چنانچہ شریعت کہتی ہے کہ اگر تمہارے پڑوس میں ایسا مکان ہے جہاں شراب نوشی ہوتی ہو گانا بجانے کی مجلسیں جمتی ہوں تو تم اپنا دروازہ بند کرلو ممکن ہو تو سمجھا دو نہیں تو ان کے حال پر چھوڑ دو، اللہ تعالی تمہیں عزت وعظمت سے نوازیں گے۔

میرے بھائیو اور دوستو! تلاوت کردہ آیت میں سے دو چیزیں آپ حضرات کے سامنے آگئیں بدگمانی اور تجسس احوال، طبیعت تو چاہ رہی تھی کہ غیبت، تہمت اور چغل خوری پر بھی کچھ روشنی ڈالی جائے مگر وقت کی قلت اور اس مجمع میں ماشاء اللہ حضرات علمائے کرام کی آمد آمد کے تحت مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات تشریف رکھیں اور حضرات علماء کی مفید ترین نصیحتوں سے محظوظ ہو کر جائیں، انشاء اللہ دنیا و آخرت دونوں کا فائدہ ہوگا۔

وما علینا الا البلاغ

غیبت کی تعریف

"غیبت" کہتے ہیں پیٹھ پیچھے کسی کی بدگوئی کرنا یعنی کسی شخص کی عدم موجودگی میں اس کے متعلق ایسی باتیں کرنا کہ جس کو اگر وہ سنے تو ناپسند کرے۔

غیبت، چغل خوری اور تہمت کی مذمت

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِیْمِ.
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ. اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ. وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا. اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

میرے محترم بزرگو اور دوستو اور پیارے بھائیو اور عزیز طلباء!

آج کل الحمدللہ حفاظ کرام کی دستار فضیلت کا سیزن چل رہا ہے، گذشتہ ہفتہ میں ایک مدرسہ کا اجلاس تھا، آج بھی ماشاءاللہ قاری محمد یوسف صاحب کے ادارہ اصلاح ملت سہارنپور کا اجلاس بعنوان اصلاح معاشرہ اور حفاظ کرام کی دستار فضیلت کے سلسلہ میں منعقد ہو رہا ہے، ماشاءاللہ اس نورانی بزم اور ایمانی محفل میں اہل علم اور باصلاحیت افراد اسٹیج کی رونق بنے ہوئے ہیں، انشاءاللہ بیانات ان ہی حضرات کے ہوں گے، گذشتہ ہفتہ میں دستار فضیلت کے موضوع پر کلام کرتے ہوئے بھی یہ آیت خطبہ میں پڑھی گئی

Scanned by CamScanner

تھی ”یاایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرامن الظن ان بعض الظن اثم ولاتجسسوا ولایغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم“

دوستو! اس آیت شریفہ میں صرف گمان، اور تجسس کے بارے میں گفتگو ہو پائی تھی غیبت کا بیان رہ گیا تھا، ماشاء اللہ آج موقع اچھا ہے، مجمع بھی کثیر ہے، قاری محمد یوسف صاحب نے اصلاح معاشرہ کے بینر بھی لگ رکھے ہیں، اس لئے آج کی مجلس میں غیبت، تہمت (بہتان) چغل خوری تینوں چیزوں کے بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا، صحیح معنی میں اصلاح معاشرہ کے لئے یہ بنیادی چیزیں ہیں۔

دوستو اور بزرگو! اگر ہم غیبت، تہمت اور چغل خوری سے کنارہ کشی کرنے والے ہو جائیں تو ہمارے گھروں میں صلح و آشتی، امن وسلامتی اور مودت ومحبت کے جھنڈے لہرانے لگیں گے انشاء اللہ تعالی، اس لئے کہ غیبت، تہمت اور چغل خوری سے گھر گھر میں، کنبوں اور خاندانوں میں، پڑوس اور رشتہ داروں میں فسادات دن بدن بڑھ رہے ہیں ان کا واحد علاج یہی ہے کہ ہم ان کے ترک کا ارادہ کرلیں اور اپنی گھریلو زندگی کے لئے ان کو سُم قاتل سمجھیں۔

غیبت اور بہتان کی تعریف

محترم حضرات آپ پہلے غیبت اور بہتان کی تعریف سنیں! کسی مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے ایسی برائی بیان کرنا جو واقعۃً اس میں موجود ہو اس کو غیبت کہتے ہیں اور اگر وہ برائی اس کے اندر موجود نہ ہو تو اس کو بہتان کہتے ہیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بھی غیبت اور بہتان کی تعریف اپنی زبان مبارک سے فرمائی، چنانچہ ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی نے حضور ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ غیبت کیا ہوتی ہے آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا ذِکْرُکَ اَخَاکَ بِمَا یَکْرَہُ اپنے بھائی کا اس کے پیٹھ پیچھے ایسے انداز میں ذکر کرنا جسکو وہ ناپسند کرتا ہو یعنی اگر اسکو پتہ چلے کہ میرا ذکر فلاں مجلس میں کیا گیا اور اسکو وہ ناگوار اور برا سمجھتا ہے یعنی اپنے لئے اس ذکر کو تکلیف کا باعث سمجھتا ہے تو یہ غیبت ہے اس صحابی نے پھر سوال کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ان کان فی اخی ما اقول اگر میرے بھائی کے اندر وہ خرابی واقعتاً موجود ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔

تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ اگر وہ خرابی واقعتاً موجود ہے تو یہ غیبت ہے اور وہ خرابی اور برائی اس کے اندر موجود نہیں ہے اور تم اسکی طرف جھوٹی نسبت کر رہے ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے اور کسی پر بہتان لگانا دوہرا گناہ ہے جیسے مشرک لوگ بتوں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں حالانکہ اللہ تعالی نے شریک کا حکم نہیں دیا بغیر سند اور دلیل کے شریک ٹھراتے ہیں تو یہ اللہ تعالی پر بہتان باندھنا ہے اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کو ظالم قرار دیا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ. تہمت اور بہتان اللہ کو پسند نہیں ہے اسلئے ہمیں چاہئے کہ ہم کسی کی طرف بغیر سند کے جھوٹی نسبت نہ کریں۔

غیبت کی مذمت

محترم دوستو! آج کل ہمارے معاشرہ میں غیبت اور بہتان کا مرض عام ہو گیا ہے، گویا کہ ہمارا معاشرہ اتنا خراب اور گندہ ہو گیا ہے کہ ہم غیبت،

تہمت اور افترا بازی کو گناہ ہی نہیں سمجھتے حالانکہ یہ گناہ کبیرہ میں داخل ہے، جس طرح شراب خوری، زنا کاری، ڈکیتی اور قتل و غارت گری وغیرہ گناہ کبیرہ ہیں۔

قاعدہ کلیہ

مظاہر حق میں لکھا ہے کہ غیبت کے سلسلہ میں ایک یا قاعدہ کلیہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کسی شخص کا کوئی عیب اس کی عدم موجودگی میں بیان کیا جائے جو دوسروں کی نظروں میں اپنے ایک مسلمان بھائی کی شخصیت اور حیثیت کو گھٹاتا ہے تو یہ سخت غیبت ہے اور حرام ہے، اور اگر کسی کے منھ پر اس کے کسی عیب کو اس طرح بیان کیا جائے کہ جس سے اس کو ناگواری اور دل شکنی ہو تو یہ ایک طرح کی بے حیائی، سنگدلی اور ایذا رسانی ہے، یہ بھی سخت گناہ ہے، آج ہم لوگ اس کو کمال سمجھتے ہیں کہ میں نے فلاں کی برائی اس کے سامنے ظاہر کردی، حالانکہ یہ بھی بے حیائی کی بات ہے، ہاں علیحدگی میں مودت ومحبت اور آہنگی کے ساتھ بغرض اصلاح ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

غیبت کرنے پر وعیدیں

میرے محترم بزرگو اور دوستو! غیبت کرنے پر بڑی سخت وعیدیں قرآن واحادیث میں آئی ہیں سب سے پہلے قرآن مجید کی آیت جو خطبہ میں تلاوت کی گئی، اس میں غور فرمایئے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل ایمان کو خطاب فرمایا اے مؤمنو تم بہت سے گمان کرنے سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، پھر فرمایا کسی کے عیب کی ٹوہ اور تلاش میں بھی نہ لگو، تیسرے نمبر پر فرمایا "ولا یغتب بعضکم بعضا" "تم ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کرو، چوتھے نمبر پر غیبت کی مذمت کو بیان کیا "ایحب احدکم ان یاکل لحم

اخیہ میتا فکرھتموہ" "کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھالے، کوئی مسلمان اس کو اچھا نہیں سمجھتا کہ وہ اپنے مردار بھائی کا گوشت کھائے، دوستو! جس طرح مردار بھائی کے گوشت کھانے کو ناگوار اور برا سمجھتے ہو اسی طرح اس کی غیبت کرنے کو بھی برا سمجھو اور اس سے نفرت بھی کرو، کیونکہ غیبت کرنے سے اپنے بھائی کی آبروریزی کرنا ہے اپنے بھائی کو ذلیل کرنا ہے، آیت کے آخر میں فرمایا گیا "واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم" "اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو یعنی غیبت کرنے سے بچو اور توبہ کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول فرماتا ہے اور وہ بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔

دوستو اور بزرگو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیت کے آخر میں تقوی اور توبہ کا ذکر کرکے اس طرف اشارہ کیا کہ بدگمانی، غیبت، تجسس احوال یہ بڑے بڑے گناہ ہیں ان سے بچنا چاہیے، اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہیے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرما رہے ہیں "واتقوا اللہ" اللہ سے ڈرو اور گناہوں سے بچو، اتقوا امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب اور فرض کے لئے آتا ہے، گویا کہ گناہوں سے بچنا فرض اور واجب ہے، ہم لوگ اس طرف دھیان ہی نہیں دیتے کہ گناہوں سے بچنا فرض ہے، واجب ہے، سنت ہے یا مستحب ہے۔ دوستو! جس طرح نماز، روزہ، زکوۃ، حج فرض ہے اسی طرح گناہوں سے بچنا بھی ہمارے لئے فرض اور ضروری ہے۔

محترم سامعین حضرات! گذشتہ ہفتہ میں بدگمانی اور تجسس احوال پر تفصیلی بیان ہوا انشاء اللہ آج غیبت، تہمت، چغل خوری پر وعیدیں اور مذمتیں اور ان کا علاج آپ کے سامنے بیان کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

Scanned by CamScanner

غیبت زنا سے بھی بدتر ہے

غیبت کی مذمت قرآن نے بیان فرمادی مزید اس کی برائیوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

میرے پیارے بھائیو! غیبت بہت بری چیز ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے غیبت کو زنا سے بھی زیادہ سخت بتلایا۔ مشکوۃ شریف میں ایک روایت نقل کی گئی جس کی عبارت یہ ہے:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ وَجَابِرٍؓ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ الْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَزْنِیْ فَیَتُوْبُ فَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَیَتُوْبُ فَیَغْفِرُ اللّٰہُ لَہٗ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَۃِ لَایُغْفَرُ لَہٗ حَتّٰی یَغْفِرُھَا لَہٗ صَاحِبُہٗ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَنَسٍ قَالَ صَاحِبُ الزِّنَا یَتُوْبُ وَصَاحِبُ الْغِیْبَۃِ لَیْسَ لَہٗ تَوْبَۃٌ. رویٰ البیہقی

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ اور حضرت جابرؓ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ غیبت کرنا زنا سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے، حضرات صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ غیبت زنا سے زیادہ سخت گناہ کس طرح ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح کہ جب آدمی زنا کرتا ہے تو توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ بندہ توبہ کرتا ہے اللہ تعالی اس کو بخش دیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو اللہ تعالی نہیں بخشتا جب تک کہ اس کو وہ شخص معاف نہ کردے جس کی اس نے غیبت کی ہے، حضرت انسؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا زنا کرنے والا توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کے لئے توبہ نہیں ہے۔

تشریح حدیث

دوستو! حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ غیبت کرنے والے کے لئے توبہ نہیں ہے، اور زنا کرنے والے کے لئے توبہ ہے، کیونکہ کہ زنا حقوق اللہ میں سے ہے، اس لئے کہ جب آدمی زنا کرتا ہے تو اس کے دل پر خدا کا خوف پیدا ہوجاتا ہے اور وہ اس تصور سے لرزنے لگ جاتا ہے کہ اگر اللہ تعالی نے مؤاخذہ کرلیا تو نجات کا کوئی راستہ نہیں ملے گا، اس لئے وہ شرمسار اور نادم ہو کر توبہ کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرمالیتے ہیں اور اس کے گناہ بخش دیتے ہیں، برخلاف غیبت کرنے والے کے کیونکہ جب آدمی کسی کی غیبت کرتا ہے تو وہ اس کو ہلکے اور معمولی درجہ کی چیز سمجھتا ہے، دراصل جب کوئی برائی عام ہوجاتی ہے تو اس کی قباحت اور شناعت دل سے نکل جاتی ہے، اس لئے غیبت کرنے والا توبہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور اگر متوجہ ہو بھی جائے تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ غیبت کرنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوتی، یعنی اللہ تعالی اس کی توبہ قبول نہیں فرماتے اور اس کے گناہ نہیں بخشتے جب تک کہ اس کو وہ شخص معاف نہ کردے جس کی اس نے غیبت کی ہے کیونکہ غیبت یہ حق العباد میں سے ہے، جب تک بندہ معاف نہیں کرے گا اللہ تعالی بخشش نہیں فرمائیں گے، اس معنی کر غیبت کا گناہ زنا کے گناہ سے بھی زیادہ سخت بتلایا جارہا ہے، حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، وہاں ایک مردار کی بدبو اٹھی تو نبی ﷺ نے فرمایا یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مؤمنوں کی غیبت کرتے ہیں۔ (کنزالعمال ج ۳ ص ۳۸۲)

Scanned by CamScanner

حضرت عائشہؓ سے غیبت کا صدور

عن عائشة رضي الله عنها قالت قلت للنبي صلى الله عليه وسلم حسبك من صفية كذا وكذا تعني قصيرة فقال لقد قلت كلمة لو مزج بها البحر لمزجته (رواه احمد والترمذي)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ایک دن مجھے کیا سوجھی کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہہ بھی دیا آپ کو صفیہ کوئی بے جاتی اور آتی ہے، اس سے مقصد حضرت عائشہؓ یہ تھا کہ حضرت صفیہ کا قد ٹھگنا ہے، نبی کریم ﷺ نے میری یہ بات سن کر گراں باری کے ساتھ فرمایا، اے عائشہ تو نے اپنی زبان سے ایسی بات نکالی ہے کہ اگر اس کو سمندر میں ملا دیا جائے تو بلاشبہ یہ بات سمندر پر غالب آ جائے۔

دوستو! حضرات محدثین نے لکھا کہ حضرت عائشہؓ نے کذا وکذا کہکر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ صفیہ ایک بالشت کی ہے، ہاتھ سے بھی عیب کو ذکر کر دیا اور زبان سے بھی، گویا کہ قول اور فعل دونوں سے غیبت کر دی۔

غیبت کے الفاظ

دوستو! غیبت کرنے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ زبان ہی سے غیبت کی جائے، بلکہ غیبت کا تعلق خواہ اس کے بدن سے ہو یا عقل سے ہو، اخلاق واطوار سے ہو یا اعمال وکردار سے ہو یا رفتار وگفتار سے، کھانے پینے سے، اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے سے، غرضیکہ کسی بارے میں بھی عیب جوئی اور برائی تلاش کرنا غیبت کے اندر داخل ہے۔

غیبت کا گناہ سود سے بھی بڑھ کر ہے

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سود اتنا زبردست گناہ اور اس کے اندر بیشمار خرابیاں ہیں کہ وہ بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے اور اس کا ادنی گناہ ایسا ہے العیاذ باللہ جیسے کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرے، دیکھئے سود پر اتنی سخت وعید آئی ہے کہ اتنی سخت وعید کسی اور گناہ پر نہیں آئی ہے (چنانچہ قرآن میں ہے "فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ" کہ سود لینے دینے پر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے) کسی اور گناہ پر قرآن میں اعلان جنگ نہیں آیا مگر دوستو! یاد رکھو ابوداؤد کی روایت ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بدترین سود یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی آبرو پر حملہ کرے یعنی اس کی غیبت وغیرہ کرے۔ (ابوداؤد)

غیبت کرنے والے کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا

میرے محترم دوستو! جو آدمی کسی کی غیبت کرتا ہے تو قیامت کے دن اسے مردہ لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جس طرح زندگی میں تم نے اس کا گوشت کھایا ہے اسی طرح مردہ حالت میں بھی اس کا گوشت کھاؤ چنانچہ وہ اسے کھائے گا اور چیخے گا، اور اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ (کنز العمال ج ۳ ص ۱۹۰)

جس کی غیبت کی جائے اس کی نیکی میں اضافہ ہوگا

غیبت کرنے پر بڑی سخت وعیدیں احادیث میں آئی ہیں، مگر دوستو! غیبت کرنے سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ الٹا نقصان ہوتا ہے اس لیے کہ جو آدمی کسی کی غیبت کرتا ہے تو اس کی نیکیاں اس کو دیدی جاتی ہیں

جس کی غیبت کی گئی، کنزل العمال میں لکھا ہے کہ ایک بندے کو قیامت کے روز اس کا اعمال نامہ کھول کر دیا جائے گا جس میں وہ ایسی نیکیاں دیکھے گا جو اس نے نہیں کی ہوں گی وہ عرض کرے گا باری تعالیٰ میں نے تو یہ نیکیاں نہیں کی ہیں تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ نیکیاں لوگوں کی تیری غیبت کرنے کی بنا پر لکھی گئی ہیں معلوم ہوا کہ غیبت کرنے میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔

غیبت کا کفارہ

محترم بزرگو اور دوستو! یہ انسان غلطیوں سے بھرا ہوا ہے، طرح طرح کی برائیاں، شناعت وقباحت، غیبت، تہمت اس سے صادر ہوتی رہتی ہیں اس لئے غیبت کا کفارہ ادا کردینا چاہیے، غیبت کے کفارہ کے بارے میں مشکوٰۃ شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ کَفَّارَۃِ الْغِیْبَۃِ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لِمَنْ اغْتَبْتَہٗ تَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَہٗ. (رواہ البیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تم اس شخص کی مغفرت وبخشش کی دعا مانگو جس کی تم نے غیبت کی ہے، اور اس طرح دعا مانگو کہ اے اللہ ہم کو اور اس شخص کو جس کی میں نے غیبت کی ہے بخش دے۔

دوستو! حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی کسی شخص کی غیبت کرے تو اس کو چاہیے کہ اس سے معافی مانگے خواہ وہ آدمی حاضر ہو یا غائب ہو، قریب ہو یا دور ہو اسے غیبت کرنے کا پتہ چلے یا نہ چلے، ہر حال میں غیبت کرنے والے کو چاہیے کہ اس سے معافی مانگے ہاں اگر معافی مانگنے کی کوئی شکل نہ بن سکے مثلاً جس کی غیبت کی گئی وہ مر چکا یا اس کا کچھ پتہ ہی

نہیں تو ایسی صورت میں برابر ہے کہ اپنے لیے بھی اور اس کے لئے بھی استغفار کرتا رہے انشاء اللہ اللہ تبارک وتعالیٰ مغفرت فرمادیں گے۔

معافی مانگنے کی فضیلت

دوستو! معافی مانگنے میں کوئی برائی نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کو معافی مانگنے والے لوگ بہت پسند ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی اللہ کا بندہ کسی دوسرے سے معافی مانگے اور سچے دل سے مانگے، نادم اور شرمندہ ہو کر مانگے، تو اس کو معاف کردینا چاہیے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کل قیامت میں اس کو معاف کردیں گے، جس وقت سب سے زیادہ اس کو معافی کی حاجت ہوگی، اگر کوئی بندہ یہاں دنیا میں اپنے بھائی کو معاف نہیں کرتا تو کل اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اس کو معاف نہیں فرمائیں گے۔ (دیلمی)

معافی مانگنا ثواب کی بات ہے

دوستو اور بزرگو! ہم اور آپ کس کھیت کے بھتوے ہیں، یعنی ہمارا اور آپ کا شمار کس قطار میں ہے، ایک دفعہ پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں کھڑے ہوگئے اور تمام صحابہ کو جمع کر کے فرمایا کہ آج میں اپنے آپ کو تمہارے حوالہ کرتا ہوں اگر کسی شخص کو مجھ سے تکلیف پہنچی ہو، جانی یا مالی تو وہ آج اگر بدلہ لینا چاہتا ہو تو بدلہ لے لے، اور اگر معاف کرنا چاہتا ہو تو معاف کردے تاکہ کل قیامت کے دن کسی کا کوئی حق اور مطالبہ میرے ذمہ باقی نہ رہے، قربان جایئے اس محسن انسانیت ﷺ پر کہ جن کے احسانات عظیمہ ساری دنیا پر ہیں وہ فرمارہے ہیں کہ میرے ذمہ کسی کا کوئی مطالبہ ہو وہ اپنا مطالبہ کرلے۔

بہر حال ایک صحابی کھڑے ہوئے اور کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ آپ نے ایک دفعہ میری کمر پر مارا تھا، میں اس کا بدلہ لینا چاہتا ہوں، آنحضرت ﷺ نے بلا کسی ناگواری کے فرمایا آجاؤ اور بدلہ لے لو، میری کمر پر مارلو وہ صحابی کمر کے پیچھے آگئے اور کہا یارسول اللہ جس وقت آپ نے میری کمر پر مارا تھا تو میری کمر ننگی تھی اور اس وقت آپ کی کمر پر کپڑا ہے، اگر اسی حالت میں بدلہ لوں گا تو بدلہ پورا نہیں ہوگا، آنحضرت اس وقت چادر اوڑھے ہوئے تھے، آپ نے چادر اٹھادی، تو ان صحابی نے آگے بڑھ کر مہر نبوت کو چوم لیا جو آپ کی پشت پر تھی، اور کہا یارسول اللہ مجھ سے گستاخی ہوگئی مجھے معاف فرمادیجئے، میں نے صرف اور صرف یہ گستاخی اس لیے کی تا کہ مجھے مہر نبوت کو بوسہ دینے کا موقع مل جائے۔ (مجمع الزوائد ج ۲ص ۲۷)

دوستو ہم لوگوں کو بھی چاہیے کہ یاد کر کر کے جو کسی کے حقوق ہمارے اوپر ہوں، جانی ہوں یا مالی ہوں، سب کو معاف کرانا چاہیے، جب ہم اتباع سنت کی نیت سے یہ کام کریں گے تو انشاء اللہ اتباع سنت کی برکت سے ہمارا بیڑہ پار ہوجائے گا۔

چند مواقع پر غیبت کی اجازت ہے

چنانچہ غیبت سے چند چیزوں کو مستثنی کردیا ہے اگر چہ بظاہر وہ غیبت میں داخل ہیں، لیکن شرعاً جائز ہیں ☆ ظالم کا ظلم بیان کرنا ☆ حدیث کے راویوں کا حال ظاہر کرنا ☆ نکاح کے مشورہ کے وقت پیٹھ پیچھے کسی کا حسب ونسب رہن سہن بیان کرنا ☆ کوئی شخص ظاہری طور پر دیندارانہ زندگی گذارتا ہے یعنی نماز بھی پڑھتا ہے روزہ بھی رکھتا ہے، دیگر فرائض بھی پورے کرتا ہے، مگر معاملات کا صحیح نہیں ہے، لوگوں کو اپنی زبان سے، ہاتھ سے

تکلیف پہنچانے کا عادی ہے، ایسے آدمی کی غیبت کرنا جائز ہے ☆ اسی طرح کوئی مسلمان کسی سے امانت وشرکت وغیرہ کا کوئی معاملہ کرنا چاہتا ہے تو اس مسلمان کو نقصان سے محفوظ رکھنے کے لئے اس شخص کا رویہ بیان کردینا ☆ اسی طرح جو آدمی عوام کو ستاتا ہو تو اس کی طلاع اگر ذمہ داران حکومت کو دیدی جائے تا کہ اس کو متنبہ کریں اور اس کی ایذا رسانی سے لوگ محفوظ رہیں، تو اس میں کوئی گناہ کی بات نہیں۔

☆ جو حیا کی چادر اتار دے تو اس کی غیبت کرنے میں کوئی گناہ نہیں اس لئے کہ اس نے بے حیائی کو گناہ نہیں سمجھا۔ (کنز العمال)

☆ اسی طرح علماء نے لکھا کہ بطریق صلاح واہتمام کسی شخص کے عیب کو ذکر کرنا کوئی مضا ئقہ نہیں رکھتا، ممانعت اس صورت میں ہے کہ اس کے عیب کو ذکر کرنے کا مقصد اس شخص کی برائی بیان کرنا اور اس کو نقصان وتکلیف پہنچانا ہو ☆ اسی طرح اگر کوئی آدمی کسی شہر یا گاؤں والوں کے نام لئے بغیر غیبت کرے تو اس کو غیبت نہیں کہیں گے، مثلاً کوئی کہے کہ فلاں گاؤں میں بعض اشخاص بڑے بدتمیز، بدعقل اور انتہائی پاگل ہیں ☆ اسی طرح کوئی شخص کسی مرد یا عورت کی عزت لوٹنے کا پلان بنائے اس پلان سے اگر کوئی آدمی مطلع کردے تو اس کو غیبت نہیں کہیں گے ☆ اسی طرح اگر کوئی کسی کے قتل کا پلان بنائے تو اس کی اطلاع کرنا بھی غیبت میں داخل نہیں ہے۔ کچھ مواقع کی تفصیل سنئے۔

کسی کے شر سے بچنے کے لئے غیبت جائز ہے

دوستو! اگر قوم میں کوئی برا آدمی ہو تو اس شخص کی برائی سے دوسروں کو متنبہ وہوشیار کردینا چاہیے تا کہ دوسرے لوگ اس کے شر سے محفوظ ہوجائیں۔

Scanned by CamScanner

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے ہمیں اس کی تعلیم دی ہے، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت اقدس ﷺ کی خدمت میں بیٹھی ہوئی تھی، سامنے سے ایک صاحب ہماری طرف آرہے تھے، ابھی وہ صاحب راستہ میں ہی تھے کہ آنحضرت ﷺ نے اس شخص کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے فرمایا: ''یا عائشہ بئس اخو العشیرہ'' یہ شخص اپنے قبیلہ کا برا آدمی ہے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں ذرا سنبھل کر بیٹھ گئی کہ یہ برا آدمی ہے، اس سے ہوشیار رہنا چاہیے، جب وہ شخص مجلس میں آکر بیٹھ گیا تو آپ ﷺ مسکرا مسکرا کر اس سے باتیں کرتے رہے اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرتے رہے، گویا کہ آپ نے خوش اخلاقی اور نرم مزاجی کا مظاہرہ فرمایا، جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے تو اس شخص کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ قوم کا برا آدمی ہے، لیکن جب وہ آدمی آکر بیٹھ گیا تو آپ نے بہت نرمی، میٹھے اور شیریں انداز میں اس سے گفتگو فرمائی یہ کیا بات ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے عائشہ تم نے مجھ کو فحش گو اور نچر باتیں کرنے والا کب پایا؟ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا یاد رکھو! قیامت کے دن خدا کے نزدیک درجہ کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے بدترین شخص وہ ہوگا جس کو لوگ اس کی برائی کے ڈر کی وجہ سے اس کو چھوڑ دیں، یعنی اس آدمی میں طبیعت کے لحاظ سے فساد ہے، اگر اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا جائے تو فساد کھڑا کر سکتا تھا اس لئے میں نے اپنی عادت کے مطابق اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا۔

(ترمذی، بخاری و مسلم)

تشریح حدیث

دوستو! حضرات علمائے کرام نے حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ حضور ﷺ نے پہلے سے جو حضرت عائشہؓ کو بتلایا تھا کہ یہ قوم کا برا آدمی ہے بظاہر تو یہ غیبت تھی اس لئے کہ اس کے پیٹھ پیچھے اور اس کی غیر حاضری میں اس کی برائی کی جارہی تھی، لیکن یہ برائی اور غیبت اس لئے جائز ہوگئی کہ اس کے ذریعہ حضور اقدس ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ کو متنبہ کر دیا جائے تا کہ آئندہ وہ اس شخص کے کسی فساد کا شکار نہ ہو جائے، اس لئے کہ یہ شخص انتہائی بد خلق، سنگدل اور سخت مزاج تھا۔ دوستو اور بزرگو! اس قسم کے شری اور فسادی آدمی کے شر سے بچنے کے لئے اگر اس کی پس پشت برائی بیان کر دی جائے تو یہ غیبت میں داخل نہیں بلکہ ایسا کرنا جائز ہے۔

حضرت تھانویؒ کا مقولہ

بقول حضرت تھانویؒ کہ اعتقادات وعبادات میں تو اخلاص شرط ہے اور آداب معاشرت اور اخلاقیات میں اخلاص شرط نہیں ہے، بلکہ ایسے موقع پر خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا جائے اور مدارات سے کام لیا جائے، آنحضرت ﷺ بد خلق اور تنگ مزاج نہیں تھے آپ تو اخلاق کے پیکر اور محسن انسانیت تھے، اس لئے اس آدمی کے سامنے اخلاق کریمانہ کا مظاہرہ فرمایا اور اس کے چلے جانے کے بعد حقیقت سے آگاہ فرمادیا کہ یہ شری اور فسادی آدمی ہے ایسے آدمی کی غیبت جائز ہے، گویا کہ بدکردار شخص کی مدارات کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

کسی شخص کا عیب ظاہر کرنا اللہ کو پسند نہیں

اسی طرح دوستو! شریعت اسلامیہ میں اللہ تبارک وتعالی نے ہماری

Scanned by CamScanner

فطرت کی کتنی رعایت رکھی ہے، انسان کی فطرت یہ ہے کہ جب اس کے ساتھ ظلم ہوجائے تو وہ دوسروں کو بتلانیکی کوشش کرتا ہے تاکہ لوگ اس کا ساتھ دیں یا وہ اپنے دل دل میں روکر اپنے غم کو غلط کرنیکی سعی کرتا ہے ایسے موقع پر شریعت نے اجازت دی ہے کہ ظالم کے ظلم کو ظاہر کرو، "لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ" جس شخص پر ظلم ہو وہ اپنا ظلم دوسروں کے سامنے ظاہر کرسکتا ہے، دوستو! یہ بھی غیبت میں داخل نہیں ہوگا۔

تہمت اور بہتان

میرے محترم بزرگو اور دوستو! آج کل ہم لوگ غیبت کرنے کے ساتھ ساتھ تہمت اور بہتان میں بھی گرفتار ہوجاتے ہیں اس لئے کہ غیبت کہتے ہیں کسی کی برائی اس کی پیٹھ پیچھے کرنا اور وہ برائی اس میں موجود بھی ہو اور اگر وہ برائی اس میں موجود نہیں تو یہ تہمت اور بہتان ہے۔

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ اگر تم نے اپنے کسی مسلمان بھائی کی وہ برائی بیان کی جو واقعی اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر تم نے اس کی طرف ایسی برائی کی نسبت کی جو اس میں موجود نہیں ہے تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔

میرے محترم دوستو! آج کل ہمارے معاشرہ میں بہتان کا مرض بھی عام ہوگیا، معاشرہ اتنا خراب اور گندہ ہوگیا ہے کہ ہم غیبت، بہتان اور افترا بازی کو گناہ ہی نہیں سمجھتے، حالانکہ یہ گناہ گناہ کبیرہ میں داخل ہیں، جس طرح شراب خوری، زناکاری، ڈکیتی اور قتل وغارت گری وغیرہ گناہ کبیرہ ہیں۔

تہمت پر وعید

میرے محترم بھائیو اور دوستو! تہمت اور بہتان کے بارے میں

غیبت سے بھی بڑھ کر وعیدیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ قرآن کہتا ہے:

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ.

ترجمہ: پس اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹی تہمت لگائے یا اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے، بیشک مجرموں یعنی مشرکوں کو نجات نہیں ملے گی، اسی طرح یہود و نصاری نے اللہ پر بہتان باندھا" وقالت اليهود عزير بن الله وقالت النصری مسيح ابن الله" یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاری نے کہا کہ عیسی مسیح اللہ کے بیٹے ہیں، اسی طرح مشرکین لوگ بتوں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے حالانکہ اللہ نے شرک کا حکم نہیں دیا، بغیر سند اور دلیل کے شریک ٹھہراتے ہیں، یہ اللہ پر بہتان باندھنا ہے۔ اللھم احفظنا منہ۔

بہتان بڑا گناہ ہے

حضرت علی ﷜ فرماتے ہیں کہ بے گناہ لوگوں پر الزام لگانا آسمانوں سے زیادہ بوجھل ہے، یعنی بہت بڑا گناہ ہے، آج کل لوگوں کا طریقہ یہ ہوگیا ہے کہ اغلم بغلم بک کر یعنی اِدھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر دوسروں کے ذمہ لگادیتے ہیں، حالانکہ اس غریب کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ (کنزالعمال)

دوستو! قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالی نے صاف ارشاد فرمادیا "وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا" جو شخص کوئی خطا یا گناہ کرے پھر تہمت لگادے کسی بے گناہ پر تو اس نے بڑا بھاری بہتان اور صریح گناہ اپنے سر پر لاد لیا۔

آیت شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ، خالص توبہ کے علاوہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

Scanned by CamScanner

چغل خوری کی تمہید

میرے معزز اور محترم سامعین! آپ حضرات نے غیبت، تہمت کی مذمت کے بارے میں سنا، آیت شریفہ جو آپ کے سامنے تلاوت کی گئی تھی اس میں بدگمانی، تجسس احوال یعنی عیب جوئی اور غیبت کا تذکرہ ہے، حضرات علمائے کرام نے غیبت اور تہمت کے ضمن میں چغل خوری کا بھی تذکرہ کیا ہے اس لئے مناسب خیال کرتا ہوں کہ آج کے اس عظیم الشان اصلاح معاشرہ کے اجلاس میں چغل خوری پر بھی کچھ روشنی ڈال دوں، دوستو! چغل خوری بھی بہت بری چیز ہے، یوں کہیے کہ غیبت سے بھی بڑھ کر اس کا گناہ ہے، اس لئے کہ غیبت کہتے ہیں کسی کی پیٹھ پیچھے برائی بیان کرنا، اور اس میں نیت کا برا ہونا ضروری نہیں ہے کہ جس کی میں غیبت کر رہا ہوں اس کو کوئی تکلیف یا صدمہ پہنچے۔

چغل خوری کی تعریف

میرے بھائیو اور دوستو! چغل خوری کہتے ہیں کہ کسی کی پیٹھ پیچھے برائی بیان کرنا، اس نیت کے ساتھ کہ اس کو تکلیف پہنچے یا اس کا کوئی جانی یا مالی نقصان ہو جائے، گویا کہ چغل خوری میں ڈبل گناہ ہے کیونکہ یہ چغل خور تکلیف پہنچانے کی بھی نیت کر رہا ہے، اور غیبت میں تکلیف پہنچانے کی نیت اور خواہش نہیں ہوتی۔

چغل خور کی تعریف

اور چغل خور کہتے ہیں اس شخص کو جو لگائی بجھائی کرتا ہے ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی بات ادھر کر کے لوگوں کے درمیان فساد کا بیج بوتا ہے، عربی زبان میں اسے نمام کہتے ہیں۔

چغل خور کے بارے میں وعید

میرے محترم دوستو! قرآن واحادیث میں چغل خور کے لئے بہت سخت وعیدیں آئی ہیں: عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ. (متفق علیہ وفی روایۃ مسلم نمام)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا یعنی وہ نجات پائے ہوئے لوگوں کے ساتھ ابتداء میں جنت کے اندر داخل نہیں ہوگا بلکہ چغل خوری کی سزا پانے کے بعد جنت میں داخل ہو جائے گا۔

چغل خور کے لئے عذاب قبر

محترم حضرات! ایک مشہور حدیث ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کہیں تشریف لے جارہے تھے، راستے میں ایک جگہ دو قبریں بنی ہوئی تھیں، نبی ﷺ نے دیکھ کر فرمایا: ”انهما ليعذبان“ ان دونوں قبروں والوں پر عذاب ہو رہا ہے، عذاب قبر ایک بہت سخت چیز ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ قبر کے اندر جب عذاب ہوتا ہے تو اس عذاب کی آوازوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے چھپا لیتا ہے، اگر عذاب قبر کی آوازوں کو ہم لوگ سننے لگیں تو کوئی انسان زندہ نہ رہ سکے، البتہ کبھی کبھی باری تعالیٰ اپنے کسی بندے پر ظاہر بھی فرما دیتے ہیں، چنانچہ آنحضرت ﷺ پر اس عذاب کو منکشف فرما دیا کہ ان دو قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے، آنحضرت ﷺ نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ کس وجہ سے عذاب ہو رہا ہے، پھر خود ہی ارشاد فرمایا کہ ان دو قبروں والوں پر اس لئے عذاب

ہورہا ہے کہ ایک شخص پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا یعنی پیشاب کرنے میں بے احتیاطی سے کام لیتا تھا، جہاں دیکھا وہیں پیشاب کردیا اسی طرح اونٹ، بکریاں چرانے کا بہت رواج تھا، ہر وقت ان جانوروں کے ساتھ اختلاط کی بنا پر پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط نہیں ہو پاتی تھی، حالانکہ حدیث میں ہے "اِسْتَنْزِهُوْا عَنِ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ" یعنی پیشاب کی چھینٹوں سے بچو اس لئے کہ اکثر عذاب قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے، کبھی پیشاب کپڑوں پر لگ گیا، کبھی جسم پر لگ گیا، بد احتیاطی کی بنا پر عذاب قبر ہوتا ہے، اور دوسرا آدمی وہ ہے جو چغل خوری کرتا ہے، یہاں کی بات وہاں، وہاں کی یہاں، اور نیت بھی بری ہوتی ہے کہ دوسروں کے سامنے برائی بیان کرنی ہے تاکہ دوسرا شخص اس کو تکلیف پہنچائے، بہرحال چغلی کو بھی عذاب قبر کا سبب بتلایا اس لئے چغل خوری سے بھی بچنا چاہیے۔

امام بیہقی نے ایک روایت حضرت انس ؓ کے حوالہ سے نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک مردہ شخص کے پاس سے گذرے جسے چغلی کی وجہ سے قبر میں عذاب ہورہا تھا ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ بنی نجار کی دو قبروں کے پاس سے گذرے، اورانہیں چغلی اور پیشاب میں بے احتیاطی کی وجہ سے عذاب ہورہا تھا، آپ نے ایک شاخ لی اور اسے چیر کر ایک ٹکڑا اس قبر پر اور ایک اس قبر پر لگادیا، پھر فرمایا جب تک یہ ہری بھری رہیں گی، ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ (بیہقی)

حضرات علماء نے لکھا کہ یہ عمل حضور ﷺ کے ساتھ خاص تھا، آج کل کوئی اس طرح نہیں کرسکتا۔

چغل خور معاشرہ کا برا آدمی ہے

دوستو! آج کل ہمارے معاشرہ میں چغل خوری کا رواج عام ہوتا جارہا ہے، حالانکہ چغل خوری کوئی اچھی چیز نہیں ہے، صاحب مشکوٰۃ نے ایک روایت نقل کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے، اور برے بندے وہ ہیں جو لوگوں میں چغل خوری کرتے پھرتے ہیں، دوستوں کے درمیان تفریق اور جدائی پیدا کردیتے ہیں، پاکیزہ نفوس کو مشقتوں میں مبتلا کردیتے ہیں، اللہ تعالی چغل خوری کی لعنت سے ہم تمام کی حفاظت فرمائے، آمین ثم آمین۔

چغل خور کا واقعہ

دوستو اور بزرگو! مجھے چغل خور کا ایک واقعہ یاد آیا اس کو میں سنانا چاہتا ہوں، امام غزالی نے اپنی احیاء العلوم میں لکھا حماد بن سلمہ واقعہ کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنا غلام بیچنے کے وقت خریدار کو بتلایا کہ اس غلام میں چغل خوری کا مرض (عیب) ہے، اس کے علاوہ اور کوئی مرض نہیں ہے، خریدار نے کہا مجھے منظور ہے میں خود درست کرلوں گا، اپنے غلام کی از خود اصلاح کرلوں گا، بہرحال چند ہی دن گذرے تھے کہ غلام نے اپنے آقا کی بیوی سے کہا کہ تیرے شوہر کو تجھ سے محبت نہیں ہے ممکن ہے کہ وہ تجھ کو جلد ہی طلاق دیکر دوسری شادی کرلے، اگر تو اپنی محبت کا اس پر اثر ڈالنا چاہتی ہے تو اُسترہ لے اور اس کی گدی سے کچھ بال اتار کر مجھے دیدے، میں ان بالوں میں منتر پڑھوں گا، اس عمل سے وہ تیری محبت میں گرفتار ہوجائے گا، بیوی اس کام کے لئے تیار ہوگئی، ادھر شوہر سے جا کر کہا کہ تیری بیوی نے

ایک دوست بنالیا ہے اور اب وہ تجھے قتل کرنا چاہتی ہے اگر میری بات پر یقین نہ آئے تو سوکر دیکھ لو وہ تمہیں سوتے میں قتل کردے گی، بہتر یہ ہے کہ آپ سونا مت بلکہ اس طرح لیٹ جانا جیسے سو رہے ہو پھر دیکھنا وہ کیا کرتی ہے، شوہر نے اس کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے سونے کا ڈھونگ رچالیا عورت نے یہ یقین کرنے کے بعد کہ وہ غفلت کی نیند سوگیا ہے استرہ لیا اور گدی کے بال اتارنے کے لئے آگے بڑھی، شوہر نے ایکدم آنکھیں کھول دی، استرہ دیکھ کر اسے یقین ہوگیا کہ وہ مجھے قتل کرنا چاہتی ہے، چنانچہ اس نے غضبناک ہوکر بیوی کو قتل کردیا، بعد میں بیوی کے رشتہ دار آئے، اور انہوں نے انتقام کے طور پر شوہر کو مار ڈالا، نتیجہ یہ ہوا کہ میاں بیوی دونوں کے قبیلہ آپس میں لڑ پڑے اور جنگ بھڑک اٹھی، یہ سب کچھ چغل خوری کے نتیجہ میں ہوا اس لئے دوستو چغل خور سے اور چغل خوری سے بھی نفرت کرنی چاہیے۔

راز فاش کرنا

دوستو اور بزرگو! کسی کا راز فاش کرنا یہ بھی چغلی کے اندر داخل ہے اسی طرح کسی مجلس کی باتیں ایک دوسرے کے سامنے ظاہر کرنا یہ بھی امانت میں خیانت ہے اس کو بھی چغلی کہا جاتا ہے۔

مہلک امراض کا آسان علاج

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری ان موذی اور مہلک بیماریوں کا علاج ہوجائے تو آج ہی سے دعا کیجئے اور اہتمام کیجئے اور عزم مصمم کرلیجئے کہ کسی کی غیبت نہیں کریں گے، تہمت اور بہتان بازی، چغل خوری، نازیبا اور ناشائستہ حرکتوں سے اپنی زبان کو باز رکھیں گے، کیونکہ

جب تک انسان کسی کام کا عزم اور ارادہ نہیں کرتا وہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ ہی نہیں سکتا، کیونکہ شیطان ہمارے ساتھ لگا ہے، اچھے کام کو ٹلاتا رہتا ہے کہ یہ کام کل شروع کریں گے جب کل آئی تو کوئی عذر پیش آ گیا کہ اچھا بس کل ضرور کریں گے اس لئے جو کام کرنا ہو وہ ابھی کرلو، ہم لوگ دنیا کے کاموں کے لئے بے چین ہوجاتے ہیں، ہمیں روزگار نہیں ملا تو بے چین، بیمار ہوگئے، شفا نہیں ملی تو بے چین، قرضہ کی ادائیگی نہ ہوئی تو بے چین، بیاہ شادی کا حسب منشا نظم نہ ہوا تو بے چین، کاروبار اچھا نہیں چل رہا ہے تو بے چین، ہاں اگر بے چینی نہیں ہوتی تو آخرت کے بارے میں نہیں ہوتی ہماری آخرت بگڑ رہی ہے ہمیں فکر نہیں ہوتی، رات دن بدگمانی، غیبت، بہتان، چغل خوری کے ماحول میں زندگی گذار رہے ہیں، چنداں فکر نہیں ہوتی۔

نظر سوئے دنیا قدم سوئے مرقد
کدھر دیکھتا ہے کہاں جا رہا ہے

دوستو! اگر ہم چاہتے ہیں کہ ان امراض کا علاج ہوجائے تو فوراً معافی کی طرف قدم بڑھاؤ، جس سے تم کو بدگمانی ہو رہی ہے، یا جس کی غیبت اور چغل خوری کر رہے ہو، تو اس کے سامنے عجز و نیازمندی کے ساتھ معافی مانگنے کے لئے تیار ہوجاؤ، معافی مانگنے میں واقعتاً دل پر آرے تو چلیں گے کیونکہ معافی مانگنا بڑا مشکل کام ہے، مگر دوستو! علاج یہی ہے کہ دو چار مرتبہ معافی مانگ لی جائے تو انشاء اللہ آئندہ کے لئے سبق مل جائے گا، یا دو رکعت صلوۃ الحاجۃ پڑھ کر دعا کرو یا اللہ مجھے ان مہلک بیماریوں سے بچا، حضرت تھانویؒ نے بھی ایک علاج تحریر فرمایا کہ جب کسی آدمی سے بدگمانی، غیبت اور چغل خوری وغیرہ کا فعل صادر ہو تو اپنے اوپر جرمانہ مقرر کرلو کہ

دو رکعت نماز نفل پڑھوں گا یا کچھ رقم صدقہ کروں گا، انشاء اللہ رفتہ رفتہ ان تمام بیماریوں سے نجات مل جائے گی۔ اسی طرح جس مجلس میں غیبت، تہمت اور چغل خوری ہو رہی ہو اس میں گفتگو کا رخ بدلنے کی کوشش کریں کوئی دوسرا موضوع و مضمون اختیار کرلیں، اگر گفتگو کا رخ نہیں بدل سکتے ہو تو پھر اس مجلس سے اٹھ کر چلے آئیں اس لئے کہ غیبت کرنا بھی حرام اور سننا بھی حرام۔

خطیب کا پیغام

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اصلاح معاشرہ کے اجلاس سے آج ہم عہد کرکے اٹھیں کہ ہم کسی سے بدگمانی نہیں رکھیں گے، کسی کی غیبت نہیں کریں گے، کسی پر تہمت اور بہتان نہیں لگائیں گے، کسی کی چغل خوری کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے، اور اس زبان کے ہر گناہوں سے اپنے کو محفوظ رکھیں گے، آج یہ ہماری زبان قینچی کی طرح چل رہی ہے ہر طرح کی آفتیں اور مصیبتیں اس زبان کو قابو میں نہ رکھنے کی وجہ سے آرہی ہیں، دوستو! یہ زبان دیکھنے میں چھوٹی سی ہے، مگر اس کے جرم بہت بڑے ہیں (جِسْمُهٗ صَغِيْرٌ وَجُرْمُهٗ كَبِيْرٌ) خدا کے واسطے اس کو لگام لگاؤ، اور اس پر کنٹرول کرو، دنیا میں جو اس کا انجام ہے وہ ہم سب کے سامنے ہے، غیبت، تہمت اور چغل خوری کی بنا پر گھر کے گھر تباہ ہو رہے ہیں، فسادات اور طرح طرح کے فتنے جنم لے رہے ہیں، آپسی ناچاقیاں اور دشمنیاں آئے دن بڑھتی جارہی ہیں بالخصوص ہماری ماؤں اور بہنوں میں یہ امراض عام ہیں جہاں دو چار عورتیں بیٹھیں بس کسی نہ کسی کی غیبت، چغل خوری کرنا شروع کردیتی ہیں، آج اگر ہماری عورتیں اس پر عمل کرلیں تو ہمارے گھرانوں کی انشاء اللہ بہت جلد اصلاح ہوجائے۔

اللہ تعالیٰ میری بھی اور آپ کی بھی اور پوری امت مسلمہ کی اصلاح اور حفاظت

فرمائے، اور ان تمام امراض سے دور رہنے کی توفیق عطا فرمائے، کیونکہ توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

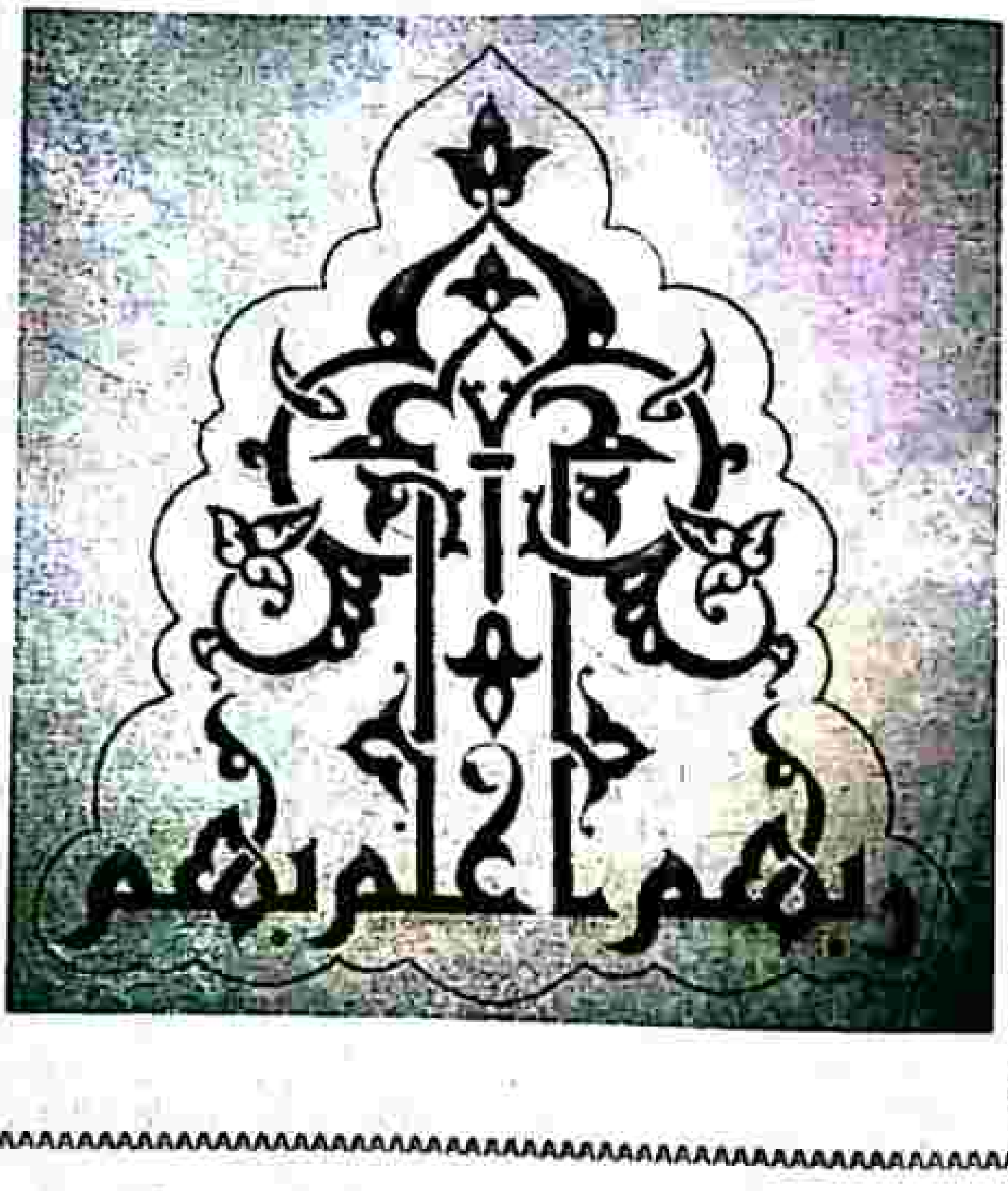

الخلق عیال اللہ

یہ پہلا سبق ہے کتاب ہدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

(مولانا حالیؒ)

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْداً کَثِیْراً طَیِّباً مُبَارَکاً وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّابَعْدُ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یَااَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنَاکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا. اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ. (حجرات) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِیَّۃٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰی عَصَبِیَّۃٍ. (ابو داوُد)

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکرتا بخاک کاشغر

محترم بزرگو اور دوستو! اللہ رب العزت کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا اور اپنے آخری نبی ﷺ کے ذریعہ اور اپنی آخری کتاب

Scanned by CamScanner

اتار کر ہماری ہدایت ورہنمائی کا سامان فرمایا، اور دردر بھٹکنے اور گمراہی میں پڑنے سے ہماری حفاظت فرمائی، اور ہمیں آپسی الفت ومحبت، باہمی ہمدردی اور خیر خواہی، اخوت اسلامی کا درس دیا اور تمام مسلمانوں کو جسد واحد قرار دیکر ان میں ایک انوٹ رشتہ قائم فرمایا (فالحمد للہ علی ذالک)

تفرقہ بازی کی لعنت

دوستو! ہمارے معاشرہ میں جہاں بہت سی برائیاں در آئی ہیں اور ہر ہر گوشۂ زندگی میں بگاڑ اور فساد برپا ہوگیا ہے، وہیں ایک بڑی برائی آپسی اختلافات اور تفرقہ بازی ہے کہ جس نے اس امت واحدہ اور ملت واحدہ کو کہیں ملکوں کے نام پر کہیں خطوں کے نام پر کہیں فرقوں کے نام پر اور کہیں برادریوں، خاندانوں اور حسب ونسب کے نام پر تقسیم در تقسیم کردیا ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ ایک خدا کو ماننے ایک نبی پر ایمان رکھنے اور ایک کتاب پر یقین لانے کے باوجود دلوں میں مشرق ومغرب کی دوریاں اور لامتناہی فاصلے پیدا ہوگئے ہیں اور ان اختلافات نے امت کو اتنا نقصان پہنچایا دیا ہے کہ خیر القرون سے لیکر آج تک غیروں سے بھی ہم کو اتنا نقصان نہیں پہنچا، آج جو امت ساری دنیا میں دوسروں کی دست نگر بنکر ذلیل وخوار ہورہی ہے، یہ صرف اسی تفرقہ بازی کی لعنت ہے۔

اقبال مرحوم نے اسی کا رونا رویا ہے ؎

حرم پاک بھی قرآن بھی اللہ بھی ایک
کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا پنپنے کی زمانہ میں یہی باتیں ہیں

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہے سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک

ہر آدمی اپنی بڑائی کا دعویدار

میرے پیارو! آج جس کو دیکھو اپنی بڑائی اور دوسروں کی تنقیص میں مبتلا ہے، اپنے کو بری دوسروں کو متہم، اپنے کو باعزت دوسروں کو ذلیل سمجھتا ہے، اپنی برادری اپنے خاندان کو اشرف اور دوسرے مسلمانوں کو ارذل گمان کرتا ہے، اپنی جماعت اپنے قبیلہ کو باوقار اور دوسروں کو ناقابل اعتبار خیال کرتا ہے، اس ذہنیت نے ہی امت کا شیرازہ منتشر کردیا، اور اس کو بے شمار ٹکڑیوں میں بانٹ کر بے حیثیت بنادیا ہے، اور حال یہ ہے کہ امت کا بڑا حصہ نسبی تفاخر، برادرانہ عصبیت اور خاندانی تکبر وغرور میں مبتلا ہے، جو اسلام کی نظر میں انتہائی قبیح اور مذموم چیز ہے، جس کے ازالہ کے لئے اسلام نے بڑی واضح اور روشن ہدایات جاری کی ہیں، اور جناب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ تابعین اور تبع تابعین اور علمائے ربانیین نے اس لعنت کو بیخ وبن سے اکھاڑنے کے لئے بڑی جدوجہد فرمائی ہے۔

بحیثیت انسان سب برابر ہیں

پیارے آقا کا ارشاد ہے: ''الخلق عيال الله'' کہ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، اور جس طرح ایک گھر کا ذمہ دار اپنے تمام ماتحت لوگوں کو ایک نظر سے دیکھتا ہے، ان کی ضروریات پوری کرنے میں عدل وانصاف کرتا ہے، اور ان کا کفیل ہونے کی حیثیت سے سب کو برابری کا درجہ دیتا ہے، کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دیتا، اسی طرح تمام مخلوقات بھی اللہ تعالی کا

کنبہ ہے، وہ سب کی کفالت کرتا اور سب کی ضروریات پوری کرتا ہے، اور سب سے ان کی مشیت کے مطابق برتاؤ کرتا ہے۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! تمام مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو اشرف واکرم بنایا، کلام پاک میں ارشاد ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْٓ اٰدَمَ .

بیشک ہم نے بنی آدم کو مکرم ومعزز بنایا، آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ آدم کی تمام اولاد اشرف واکرم ہونے میں برابر ہے، کسی گورے کو کسی کالے پر کسی عربی کو کسی عجمی پر بحیثیت انسان کوئی فضیلت نہیں سب یکساں ہیں۔

صرف تقویٰ معیار فضیلت ہے

لیکن میرے دوستو! اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں، ان کا علم ازلی اور ابدی ہے، وہ ماضی حال اور مستقبل کے تمام حالات سے واقف ہیں، انہیں پتہ تھا کہ میں نے جس انسان کو پیدا کیا ہے وہ ایک دوسرے پر فخر کیا کریں گے ہر ایک کو اپنی فضیلت وشرافت کا دعویٰ ہوگا، اور دوسروں کو رذیل وذلیل کے القاب سے یاد کریں گے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے خود ہی معیار فضیلت وشرافت قائم فرمادیا، چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

”اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ“

کہ ویسے تو تم سب معزز ومکرم ہو، مگر تم میں سب سے زیادہ مکرم اور صاحب فضیلت وشرافت وہ ہے جو سب سے بڑا متقی اور پرہیزگار ہے، جس کے دل میں سب سے زیادہ اللہ کا خوف ہے، اور تم میں سب سے زیادہ اللہ کا مطیع وفرمانبردار ہے، لہذا میرے بھائیو! اللہ کی نظر میں قبیلہ، خاندان، حسب ونسب، مال ودولت فضیلت کا معیار نہیں، بلکہ تقویٰ وپرہیزگاری، عمل صالح، اخلاق فاضلہ

اور عقائد صالحہ وغیرہ فضیلت کا معیار ہیں، اگر کوئی آدمی ان اوصاف وکمالات سے تہی دامن ہے، تو وہ اللہ کے نزدیک فقیر اور ذلیل ہے، خواہ دنیا میں اس کو کسی حیثیت اور مرتبہ کا آدمی سمجھا جاتا ہو، اور خواہ وہ نبی کی اولاد اور قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح نبی زادے، پیر زادے اور استاذ زادے ہی کیوں نہ ہوں ۔

دریں راہ فلاں بن فلاں چیزے نیست

خالی نسبت بغیر ایمان وتقویٰ کے مفید نہیں

دوستو! کون نہیں جانتا کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کافر رہا، ایمان نہیں لایا، چنانچہ قرآن شاہد ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا نبی کی اولاد ہوتے ہوئے اللہ کے عذاب کا مستحق قرار پایا، اور اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جو کافرہ تھی، نبی کی زوجہ ہونے کے باوجود اللہ کے قہر وعذاب سے نہ بچ سکی، سوچئے کہ ان دونوں کو نبی کے ساتھ کتنی بلند نسبت تھی، مگر ایمان وعمل صالح سے خالی تھے، اس لئے اللہ کے یہاں جو عذاب دوسرے کافروں کے لئے مقرر ہوا وہی ان دونوں کے لئے بھی مقرر ہوا، اور وہ اللہ تعالیٰ کے دائمی غیض وغضب کا شکار ہوئے، اسی طرح دوسری طرف دیکھئے کہ حضرت بلال حبشیؓ، سلمان فارسیؓ اور صہیب رومیؓ کو ایمان وعمل صالح کی برکت سے جو رفعت وبلندی اور عزت وشرافت حاصل ہوئی، ابولہب، ابوجہل اور ولید علیہم اللعنۃ کو ان کے عالی نسب ہونے کے باوجود اسکا کروڑھواں حصہ بھی حاصل نہ ہوا، بلکہ ان سرداران قریش کے نسبی غرور، خاندانی تفاخر نے ان کو دوزخ کا ایندھن بنا کر چھوڑا، اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ سے بُعد نسبی کے باوجود اپنے صدق واخلاص،

Scanned by CamScanner

ورع وتقوی اور سچی داخلی قربانیوں کی وجہ سے صدیق اکبر اور خلیفہ اول کا لقب ملا، اور سید الاولین والآخرین ﷺ کے پہلو میں مدفون ہوئے، جبکہ حضرت عباسؓ حضرت علیؓ اور حضرات حسنینؓ کو باوجود قرب نسبی کے یہ شرافت وعزت حاصل نہ ہوئی۔

قبیلوں کی تقسیم تعارف کے لئے ہے نہ کہ تخالف کے لئے

مگر افسوس کہ آج ہر قوم، ہر جماعت، ہر فرقہ اور ہر برادری نسبی غرور، برادرانہ عصبیت اور نسلی وخاندانی گھمنڈ میں مبتلا ہے، جبکہ اللہ تعالی نے ان کنبوں خاندانوں، برادریوں کی تقسیم صرف آپسی پہچان اور باہمی تعارف کے لئے بنائی تھی، نہ کہ ایک دوسرے پر فخر کرنے، شیخی بھگارنے، ڈینگیں مارنے اور غریب پیشہ ور مسلمانوں کو انسانیت کے معیار سے گرانے اور ارذال جیسے القاب سے نوازنے کے لئے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

یَاۤ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ.

اے انسانو بیشک ہم نے تم سب کو ایک مرد ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو خاندانوں، قبیلوں کی صورت میں بنایا تا کہ باہم ایک دوسرے کو پہچان سکو، بیشک تم میں سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے بڑا متقی ہے۔

باپ دادا پر فخر کرنے کی مذمت

میرے بھائیو! خود نبی پاک ﷺ نے خاندان ونسب اور باپ دادا پر فخر کرنے کی انتہائی مذمت بیان فرمائی، حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ اپنے ان باپ دادوں پر فخر

کرنا چھوڑ دیں جو مر چکے اور جن کی حقیقت یہ ہے کہ وہ دوزخ کا کوئلہ ہو چکے، اگر فخر کرنے سے باز نہ آئے تو وہ پاخانہ کے کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل وخوار ہوں گے جو پاخانہ کو اپنی ناک سے ہٹاتا ہے، بیشک اللہ نے تم سے جاہلیت کو نخوت اور باپ دادا پر فخر کرنے کی عادت کو دور کر دیا ہے، یاد رکھو! آدمی یا تو مومن متقی ہے یا فاجر بدکار (یعنی اگر کوئی شخص ایمان وتقوی اور اعمال صالحہ کی دولت سے مالا مال ہے تو وہ خود قابل تکریم ہے، اس صورت میں اس کو کیا ضرورت ہے، اپنے باپ دادا اور ذات وبرادری پر فخر کر کے اپنی حیثیت کو بڑھانے کی فکر کرے اور اگر کوئی فاجر وبدکار ہے تو وہ خدا کے نزدیک ذلیل وخوار ہے (اس صورت میں اس کو کیا حق ہے کہ تکبر وگھمنڈ کرے) تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ (ترمذی وابوداؤد)

آدم کی حیثیت

دوستو اور بزرگو! بنی آدم کو اپنی حیثیت سمجھنی چاہیے کہ میری حیثیت کیا ہے میں مٹی سے بنایا گیا ہوں اور مٹی چونکہ بہت کمتر بے حیثیت چیز ہے، لہذا مٹی سے بنائے گئے انسان کے لئے کسی طرح زیبا نہیں کہ وہ اپنی عظمت وبڑائی کا دعوی کرے، علمائے کرام نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اگر باپ دادا کافر ومشرک تھے تو وہ بالیقین دوزخ کا کوئلہ بن گئے اور اگر کافر ومشرک نہیں تھے، تو ان کے بارے میں احتمال تو ہے ہی کہ خاتمہ بالخیر نہ ہوا ہو اور وہ ایمان کے بغیر دنیا سے گئے ہوں، اس لئے دونوں صورتوں میں ان آباء واجداد پر شیخیاں بھگارنا، ڈینگیں مارنا، اظہار فخر کرنا ان کی قبروں پر عرس اور میلے لگانا، بڑی نادانی کی بات ہے۔

Scanned by CamScanner

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغاں بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ کہ مسلماں بھی ہو

اپنی قوم کی بے جا حمایت پر وعید

میرے دوستو! جو لوگ اپنی برادری کی بے جا حمایت کرتے ہیں اور دوسروں کے حق میں تعصب وتصلب سے کام لیتے ہیں ان کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَصَرَ قَوْمَهٗ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِيْرِ الَّذِىْ فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنْبِهٖ. (ابو داؤد)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی قوم کی ناحق حمایت و مدد کرے وہ اس اونٹ کے مانند ہے جو کنویں میں گر پڑا، پھر اس کی دم پکڑ کر اس کو کھینچا جائے

دوستو! جس طرح کنویں میں گرے ہوئے اونٹ کو دُم کے ذریعہ نہیں کھینچا جا سکتا بلکہ وہ ہلاک ہی ہو جائے گا، اسی طرح جو آدمی ناحق اپنی برادری کی طرف داری کرے گا بس وہ شخص بھی ہلاک ہو جائیگا، اور اس کے بچاؤ کی کوئی سبیل نہیں ہوگی۔

عصبیت کی تعریف

میرے بھائیو! عصبیت بہت بری چیز ہے، آپ حضرات عصبیت کی تعریف آقائے نامدار ﷺ کی زبانی سنئے، ایک صحابی حضرت واثلہ بن اسقعؓ نے دریافت کیا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْعَصَبِيَّةُ قَالَ اَنْ تُعِيْنَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ. (ابو داؤد)

پوچھا یا رسول اللہ عصبیت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

عصبیت یہ ہے کہ تو ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرے

نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہوگئی
اڑ گیا دنیا سے تو مانند خاک رہ گذر

عصبیت اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے

عن ابی الدرداءؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُبُّكَ الشَّیْءَ يُعْمِیْ وَيُصِمُّ. (رواہ ابو داؤد)

نبی ﷺ کا ارشاد ہے کسی چیز سے تمہارا محبت کرنا تم کو اندھا اور بہرہ بنا دیتا ہے، حضرات محدثین نے لکھا کہ محبت کا جنون انسان کو اندھا اور بہرہ بنا دیتا ہے، غلبۂ محبت کی وجہ سے اپنی محبوب چیز کے عیب کو نہ دیکھنے کی صلاحیت باقی رکھتا ہے اور نہ سننے کی، اگر محبوب چیز میں کوئی عیب اور برائی دیکھتا بھی ہے تو اس کو اچھا سمجھتا ہے اور اگر کوئی بری بات سنتا بھی ہے تو اس کو اچھا جانتا ہے یہی معاملہ اقوام کے درمیان تعصب کا ہے کہ ہر قوم اپنی قوم سے محبت کرنے میں اندھا اور بہرہ بن جاتی ہے خواہ اپنی قوم کتنا ہی ظلم کرے اللہ کے رسول ﷺ نے سختی سے منع فرما دیا کہ ظلم کی بنا پر اپنی قوم کی مدد نہ کرنی چاہیے۔ اللھم احفظنا منہ.

عصبیت کی مذمت

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے بڑے زور دار الفاظ میں عصبیت کی مذمت بیان فرمائی:

عن جبیر بن مطعمؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً

Scanned by CamScanner

وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰى عَصَبِيَّةٍ.

وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی طرف دعوت دے اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو عصبیت کے سبب جنگ کرے، اور وہ شخص بھی ہم سے نہیں جو عصبیت کی حالت میں مرجائے۔

معلوم ہوا کہ عصبیت میں مبتلا ہونا ہر حالت میں مذموم اور گناہ ہے اور جن لوگوں کو اپنے نسب پر خاندان و برادری پر فخر اور گھمنڈ ہے، جو اپنے کو شریف اور دوسرے مسلمانوں کو رذیل سمجھتے ہیں، وہ اپنے زعم باطل اور خیال خام سے توبہ کریں اور عصبیت و مفاخرت کی اس گندگی سے اپنے ظاہر و باطن کو پاک کریں، اور سنت و شریعت کے مطابق اپنا عقیدہ درست کریں، ورنہ تو دوستو ڈر ہے کہ دوسرے مسلمانوں کی تحقیر و توہین کی وجہ سے کہیں ہم اللہ کے غیض و غضب کا شکار نہ ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صورتوں کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ وہاں اعمال صالحہ کی پوچھ ہے ارشاد ربانی ہے:

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحَاتِ.

قسم ہے زمانہ کی ہر ہر فرد بشر خسارہ میں ہے سوائے ان کے جنہوں نے ایمان قبول کیا اور اعمال صالحہ کئے، یہ آیت بھی اسی حقیقت کی طرف واضح اشارہ کرتی ہے کہ نجات کا دارومدار ایمان اور اعمال صالحہ پر ہے، نسبت اور حسب و نسب پر نہیں ہے، بلکہ بحیثیت انسان تمام انسان برابر ہیں، ایک باپ دادا کی اولاد ہیں، سب کا سلسلہ نسب حضرت نوح علیہ السلام سے ہو کر حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچتا ہے، لہٰذا تمام آدم کی اولاد نبی زادے اور پیغمبر زادے ہیں، سب برابری کا درجہ رکھتے ہیں، محض نسب کے اعتبار سے ایک انسان کو دوسرے انسان پر کوئی برتری حاصل نہیں، اگر برتری ہے تو وہ

صرف ایمان، عمل صالح اور تقویٰ کی بنا پر ہے، جو ان اوصاف میں جتنا کامل ہوگا وہ دنیا و آخرت میں اتنا ہی مکرم، بلند رتبہ اور قابل تعظیم ہوگا۔

نسبی افتخار کی مذمت سید احمد شہید رحمہ اللہ کی زبانی

محترم بزرگو اور دوستو! حضرت سید احمد شہید بریلویؒ بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں، باوجودیکہ سادات میں سے ہیں اور بہت بڑے پیرزادے تکیہ رائے بریلی کے مشہور خاندان سے وابستہ ہیں، ان کے اسلاف میں بڑے بڑے اولیاء اللہ گذرے ہیں، مگر بڑے مؤثر انداز میں اس نسبی افتخار کی شناعت بیان فرماتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ سخت ضرورت ہے کہ اس (شیخ زادگی و پیرزادگی) کے خیال خام کو دماغ سے نکال دیا جائے، اور اپنے اعمال و اخلاق اور عقائد کو درست کیا جائے تاکہ کمالات اور قرب خداوندی کی وہ بیش بہا نعمتیں حاصل ہوں جن سے نہ صرف نجات حاصل ہو سکے بلکہ تمام خاندان کے لئے دینی و دنیوی عزت و افتخار کی شرافت ملے اور پروردگار عالم اپنی رضا و خوشنودی سے نوازے، نسبوں پر فخر کرنے والے نہ صرف عملی میدان میں لنگڑے ثابت ہوتے ہیں بلکہ ان کے اخلاق و عقائد بھی بگڑ جاتے ہیں، جہالت و بے کمالی کا بھوت دنیا پرستی اور نفس پروری کا شیطان ان پر سوار ہو جاتا ہے، بے ہودہ اور غلط اوہام کے اس قدر متوالے نظر آتے ہیں کہ تمام مسلمان حتیٰ کہ اہل علم و تقویٰ کو بھی حقارت کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں، ناشائستہ کلمات اور غلط افعال و معاملات سے دوسروں کا سامنا کرنے لگتے ہیں جو لوگ نسبی حیثیت سے کچھ کم یا گرے ہوئے ہوتے ہیں خواہ کتنے ہی متقی پرہیزگار ہوں ان کی توہین و تذلیل میں انتہائی دلیری عمل میں لاتے ہیں حالانکہ یہ عمل اسلامی تعلیمات اور اسلاف کرام کے طریقوں

Scanned by CamScanner

کے بالکل خلاف ہے، احادیث میں مسلمانوں کو دوسرے مسلمانوں کی تحقیر سے روکا گیا ہے، اور اس کی خیرخواہی اور عظمت کا زوردار حکم دیا گیا ہے۔

دوستو! اللہ کی رحمت بڑی وسیع ہے اسکا انعام اتنا بڑھا ہوا ہے کہ لحہ میں ذرہ کو پہاڑ اور قطرے کو سمندر بنادے تو کچھ تعجب کی بات نہیں، ایک چرواہے جاہل کو آن واحد میں عالم ربانی بنائے تو کیا بعید ہے، وہ ذرۂ بے مقدار کو عالم آفتاب بنانے پر قادر ہے۔

تفاخر وعصبیت تبلیغِ دین میں بڑی رکاوٹ

میرے بھائیو اور دوستو! فخر بالانساب اور خاندانی عصبیت جو کہ آج امت کے بڑے طبقہ میں پائی جاتی ہے نہایت جھوٹا تکبر باطل غرور اور بہت سی خرابیوں کا منبع اور بہت سے مفاسد کا سرچشمہ ہے، حالانکہ اسلام نے اس زمانۂ جاہلیت کی عادت کو مٹانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، لیکن عہد رسالت سے جس قدر دوری ہوتی گئی مفاخرت وعصبیت کی جڑیں اندر ہی اندر پھیلتی گئیں، ہندوستان میں برادران وطن کے مذہب کی بنیاد چونکہ اونچ نیچ، چھوت چھات اور ہزاروں قسم کی تقسیمات پر ٹکی ہوئی ہے، لہذا ان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں میں بھی یہ لعنت جڑ پکڑ گئی اور اس کی زہرناکی سے صدیاں کی صدیاں ضائع ہوگئی، ورنہ تو اگر اسلام کی تعلیم مساوات کو عملی جامہ پہنایا جاتا اور دین کی صحیح تعلیم اس کے اخلاق وآداب کی صحیح تبلیغ واشاعت ہوتی اور عوام میں قرآن وحدیث کی تعلیم کو عام کیا جاتا تو آج ہندوستان جیسے وسیع ملک میں مسلمانوں کی گیارہ سوسالہ دور حکومت کے بعد کفار ومشرکین کی اتنی بڑی تعداد نظر نہ آتی اور جو مسلمان ہوئے بھی ہیں تو ان میں علاقائی، قبائلی، خاندانی اور ذات وبرادری پرمبنی تقسیم در تقسیم ہزاروں قسم کی دھڑے بندیاں

اور جتھہ بندیاں پیدا نہ ہوتی اور آج امت مسلمہ ہزاروں ٹکڑوں میں بٹ بٹ کر پاش پاش نہ ہوتی، چنانچہ میرے بھائیو! اس تفاخر وعصبیت کی وجہ سے پوری انسانیت کو اور خود اسلام کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا ہے، جس کا خمیازہ آج نسلیں بھگت رہی ہیں۔

خدارا کمزور مسلمانوں کا دل نہ دکھائیں

بھائیو! جو لوگ نسبی غرور کی وجہ سے دوسروں کی تحقیر وتذلیل اور مسلمانوں کی توہین وتحمیق میں مبتلا ہیں ان کو چاہیے کہ وہ کمزور مسلمانوں کا دل نہ دکھائیں اس لئے کہ ان کی ان ناشائستہ حرکات سے صرف یہی نہیں ہوتا کہ غریب مسلمانوں، پیشہ ور برادریوں اور نو مسلم خاندانوں کے دل ودماغ پر سنگین آرے چلتے ہیں بلکہ ان کے اس عمل سے اشاعت اسلام اور اس کی ہمہ گیری وآفاقیت اور اس کی تعلیم مساوات پر بھی آنچ آتی ہے، اور اسلامی وحدت، قرآنی اصول اور دین وشریعت کا امتیاز وتفوق بھی چکنا چور ہوتا ہے۔

باپ دادا پر فخر کرنے کے بارے میں وعید

دوستو! آپ نے دیکھا ہوگا کہ دنیا میں کتنے ہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے باپ دادا کو اپنا معبود بنا رکھا ہے، ان پر فخر کرنا اور رات دن ان کی مدح سرائی کرنا ان کا مشغلہ بن گیا ہے، جبکہ خود عمل سے کورے، دین وشریعت سے کوسوں دور، اخلاق کا نام ونشان نہیں لیکن صرف باپ دادا کی نسبت پر دوسرے مخلص اور باعمل مسلمانوں کی تحقیر سے باز نہیں آتے، اور ہم چوں دیگرے نیست کی لاعلاج بیماری میں مبتلا ہیں، حالانکہ پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا،

Scanned by CamScanner

حضرت ابی بن کعبؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: یَقُوْلُ: "مَنْ تَعَزّٰی بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَعِضُّوْهُ بِهَنِ اَبِيْهِ وَلَاتَكْنُوْا (رواه فی شرح السنة)

آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص زمانہ جاہلیت کی نسبت کے ساتھ اپنے کو منسوب کرے تو اس کے باپ کی شرمگاہ کو کٹواؤ اور اس میں اشارہ کنایہ سے کام نہ لو، یعنی جو شخص اپنے باپ دادا پر فخر کرے جو زمانہ جاہلیت میں گذرے ہیں تو اس کو صاف صاف باپ کی گالی دو اور اس کے باپ کی شرمگاہ کا ذکر کرتے ہوئے اشارہ کنایہ سے کام نہ لو بلکہ اس کا صریح نام لو یعنی اس سے مہذب گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں، سیدھا صاف کہدو کہ اپنے جا اپنے باپ کی شرمگاہ، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو باپ دادا اور خاندانی ثروت ووجاہت پر فخر کرنے والوں سے سخت نفرت تھی، اسی لئے آپ نے سراپا مکارم اخلاق ہونے کے باوجود یہ تعبیر اختیار فرمائی تا کہ کوئی شخص اپنے باپ دادا کے بارے میں فخر ومباہات کا شکار نہ ہو۔

اصل بگاڑ کی جڑ اور بنیاد

میرے بھائیو! یہود کے دماغ میں صاحبزادگی اور نبی زادگی کی بو تھی کہ دنیا میں جو چاہے کرو آخرت میں ہمارے باپ دادا ہماری سفارش کر کے ہمیں بچالیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی باطل امیدوں کی جڑ کاٹ دی ارشاد فرمایا:

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّاتَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَايُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَايُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَاهُمْ يُنْصَرُوْنَ.

یعنی اے بنی اسرائیل اس دن سے ڈرو کہ جس دن نہ تو کوئی شخص

کسی کی طرف سے مطالبہ ادا کر سکے گا اور نہ کسی کی طرف سے شفارش قبول ہو سکے گی اور نہ کسی کی طرف سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا، اور نہ ان کی مدد کی جا سکے گی، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے معاملہ صاف کردیا کہ بغیر ایمان کے کوئی سہارا کام نہ دے گا البتہ ایمان وعمل صالح ہو تو تھوڑی بہت کمی پوری ہو سکتی ہے، بغیر ایمان اور عمل صالح کے محض نسبتوں سے کام نہ چلے گا، لہذا محض نسبت پر گھمنڈ رکھنے والے قبر پرست پیرزادوں کو اس آیت سے سبق لینا چاہیے۔

نسلی غرور اور آبائی فخر کی مذمت

میرے بھائیو! آج بہت سے لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ خود عمل سے کورے اور دین وشریعت سے دور ہیں، مگر اپنے باپ داداؤں پر بھروسہ کر کے بیٹھ گئے ہیں، اور وہ مدعی ہیں کہ ہم تو فلاں بزرگ کے بیٹے، فلاں ولی کی اولاد ہیں ہم کو فلاں اللہ والے فلاں عالم سے نسبی انتساب ہے، اور وہ "پدرم سلطان بود مراچہ" کا مصداق ہیں، لہذا میں ان لوگوں کی خدمت میں بڑی ہمدردانہ گذارش کرتا ہوں کہ وہ اس خیالِ خام سے باہر نکلیں، اہل کتاب بھی اسی نسلی غرور اور آبائی فخر میں مبتلا تھے، جس نے ان کو حق سے روگردانی اور دوسروں کی توہین وتذلیل میں مبتلا کردیا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں آیت نازل فرمائی اور ان فریب خوردہ لوگوں کا آئینہ دکھایا:

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَاتُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ.

یعنی وہ ایک جماعت (یعنی انبیائے بنی اسرئیل) تھی جو گذر چکی ہے ان کے کام ان کا کیا ہوا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا عمل آئے گا، اور تم سے ان کے کئے ہوئے کی پوچھ نہ ہوگی، (جیسا کہ ان سے تمہارے کئے

ہوئے کی پوچھ نہ ہوگی)

تمام مسلمانوں کو یک جان رہنا چاہیے

میرے بھائیو! آج اسی اختلاف اور گروپ بندی نے مسلمانوں کی طاقت پاش پاش کردی ہے، دشمنان اسلام کے دلوں سے ان کی ہیبت نکال دی ہے، اور امت مسلمہ کو دوسروں کے ظلم وستم کا تختۂ مشق بنادیا ہے، اور ان اختلافات کی حد یہانتک پہنچ گئی کہ اگر ایک مسلمان پٹتا ہے تو دوسرا بھائی تماشہ دیکھتا ہے، اور خوش ہوتا ہے، دشمن اس سے نمٹ کر اس کی گردن مروڑتا ہے تو تیسرا بھائی الگ کھڑا نظارہ دیکھتا ہے، حالانکہ دشمن کا اگلا نشانہ وہی ہوتا ہے، آج دنیا میں یہی کچھ ہورہا ہے، اور دشمن ہم سے اتنا بے خوف اور نڈر ہوگیا ہے کہ اس کو یقین ہے کہ اگر میں کسی مسلمان پر ظلم کرونگا تو غیروں کا ذکر ہی کیا خود اس کے مسلمان بھائی بھی اس کی مدد کو نہ آئیں گے، بلکہ کچھ بعید نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو پٹوانے میں دشمن کی مدد اور اعانت بھی کریں، افسوس صد افسوس یہ وہی قوم ہے جس کے بارے میں اللہ پاک کا ارشاد ہے: ''انما المؤمنون اخوۃ'' کہ تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، اور یہ وہی امت ہے کہ جس کو نبی پاک ﷺ نے جسد واحد قرار دیا تھا، حدیث میں ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِہِمْ وَتَوَادِّہِمْ وَتَعَاطُفِہِمْ کَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَکٰی عُضْوًا تَدَاعٰی لَہٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّہَرِ وَالْحُمّٰی (بخاری ومسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے سے رحم کا معاملہ کرنے میں ایک دوسرے سے محبت وتعلق رکھنے میں اور ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی ومعاونت کا سلوک کرنے میں ایسا پاؤگے جیسا کہ

جسم کا حال ہے کہ جب بدن کا کوئی عضو دکھتا ہے تو بدن کے باقی اعضا اس ایک عضو کی وجہ سے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں اور بیداری ومشقت میں سارا جسم شریک رہتا ہے۔

اس حدیث میں تمام مسلمانوں کو ایک جسم کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح جسم کا کوئی عضو دکھتا ہے تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے اسی طرح مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ وہ ایک تن بن جائیں کہ اگر ایک مسلمان کو بھی کوئی تکلیف پہنچے تو سارے مسلمان اس کے دکھ درد میں شریک ہوں اور اس کی مصیبت کو دور کرنے کی فکر کریں۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ کا پیغام

دوستو! ہندوستان کے عظیم مجاہد اور بے مثال قائد مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں کہ عزیزان ملت اگر دنیا کے کسی گوشے میں اہل اسلام کے سروں پر تلوار چمک رہی ہو...... تو تعجب ہے اگر ہم اس کا زخم اپنے دلوں میں نہ دیکھیں، اگر اس آسمان کے نیچے کہیں بھی ایک مسلم کی لاش تڑپ رہی ہو تو لعنت ہے ان کروڑوں زندگیوں پر جن کے دلوں میں اس کی تڑپ نہ ہو، اگر کسی ملک میں مسلمان کے خون کا فوارہ چھوٹ رہا ہے تو ہمیں کیا ہوگیا کہ ہمارے دل وجگر کے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوتے، اگر دنیا کے کسی خطہ میں اہل ایمان کی گردنیں پھانسی کی رسیوں پر لٹک رہی ہیں جن سے آخری ساعت نزع میں اشہد ان لا الہ الا اللہ کی آواز نکل رہی ہو تو ہم پر اللہ اور اس کے رسول کی پھٹکار ہو اگر ہم اپنی گردنوں پر ان رسیوں کے نشانات محسوس نہ کریں اگر دنیا کے کسی گوشہ میں کسی مؤمن کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے تو قسم ہے خدائے پاک کی ہندوستان کا مسلمان مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اس

Scanned by CamScanner

کی چبھن کو تکوے کی جگہ اپنے دل میں محسوس نہ کرے، کیونکہ ملت اسلامیہ ایک جسم واحد ہے، اور مسلمان خواہ کہیں بھی ہوں اس کے اعضاء وجوارح ہیں، اور دوستو یہ باتیں میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ بخاری ومسلم کی ایک حدیث کا مفہوم ہے۔

سارے مسلمان ایک دوسرے کی مدد کریں

میرے پیارو! اگر مسلمان ایک دوسرے کی مدد کریں اور حقیقت میں اخوت اسلامی کا مظاہرہ کریں تو ایک ناقابل تسخیر طاقت بن سکتے ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت انہیں آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتی، جب تک ان کا اتحاد باقی رہا یہ سربلند رہے، اور جب سے ان میں اختلافات پیدا ہوئے یہ بکھر گئے، اور ان کی طاقت پارہ پارہ ہوگئی، خود اسلام کی بقا وترقی، آپسی اتحاد واتفاق پر موقوف ہے، اسی لئے قرآن وحدیث میں باہمی اتفاق پر بہت زور دیا گیا ہے، ایک حدیث میں نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے: اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ (متفق علیہ)

یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کے لئے ایک مکان کے مانند ہے، یعنی سارے مسلمان مضبوطی وطاقت حاصل کرنے کے اعتبار سے اُس مکان کی مانند ہیں جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط رکھتا ہے مکان میں چار دیواریں یا چار ستون ہوتے ہیں جن پر چھت ٹھہرتی ہے اگر ایک ستون یا ایک دیوار نکل جائے تو بتاؤ چھت گرے گی یا نہیں یقیناً آج نہیں تو کل گر جائیگی، اسی طرح مسلمان اگر آپس میں مل جل کر نہ رہیں تو وہ آج نہیں تو کل ہلاکت کے قریب پہنچ جائیں گے، یہ کہہ کر آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر دیا۔ (۱) حاشیہ اگلے صفحہ پر

یعنی جس طرح ایک مکان کے تمام اجزاء اور سارے حصے ایک دوسرے سے ملکر پورے مکان کو مضبوط اور مستحکم بناتے ہیں اسی طرح مسلمان ایک دوسرے سے جڑ کر پوری امت کو مضبوط اور پختہ بناتا ہے، اور پھر آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر بتایا کہ سارے مسلمان اسطرح ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ومتحد رہیں اور محبت والفت اور باہمی امداد وتعاون کی زنجیر میں منسلک رہیں اس سے پوری ملت اسلامیہ مضبوط وتوانا اور ایک ناقابل تسخیر طاقت بن جائے گی۔

اسلام میں صلہ رحمی کی اہمیت

دوستو! آج اختلاف وافتراق کا سیلاب پوری امت میں تباہی مچا رہا ہے، ہر گھر اس کی زد میں ہے، بھائی بھائی کے درمیان پھوٹ پڑی ہوئی ہے، رشتہ ناطوں کا پاس نہیں رہا، اولاد ماں باپ سے بیزار ہے، جبکہ اسلامی اخوت اور اسلامی اتحاد کی اصل بنیاد گھر ہی سے اٹھتی ہے، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آج ہر گھر اختلافات اور لڑائی جھگڑوں کا میدان کارزار بنا ہوا ہے، گھر کے جتنے افراد ہیں، سب کے دل ایک دوسرے سے متنفر نظر آتے ہیں، جبکہ رشتہ ناطوں کی اسلام میں بہت بڑی اہمیت ہے، اور رشتہ داری کو نبھانے کی بڑی تاکید آئی ہے، چنانچہ حضرت عبد الرحمان بن عوفؓ سے

---

(۱) عربی میں اس کو تشبیک کہتے ہیں، مقرر کو چاہیے کہ وہ تشبیک کرکے دکھائے یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرے اور بتلائے کہ جس طرح ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے نکلنے کو تیار نہیں ہیں اسی طرح تمام مسلمان اگر آپس میں مل جائیں تو کوئی ان کو علیحدہ نہیں کرسکتا اور کوئی ان کی طاقت کو منتشر نہیں کرسکتا۔ (مرتب)

روایت ہے: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَا اللّٰهُ وَاَنَا الرَّحْمٰنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنْ اِسْمِيْ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهٗ۔ (رواہ ابوداؤد)

کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں میں رحمان ہوں، میں نے رحم یعنی رشتہ کو پیدا کیا ہے، اور میں نے اس کا نام اپنے نام رحمان سے نکالا ہے، لہذا جو شخص رحم کو جوڑے گا یعنی رشتہ ناطے کے حقوق ادا کرے گا تو میں بھی اس کو اپنی رحمت کے ساتھ جوڑوں گا، اور جو شخص رحم کو توڑے گا یعنی رشتہ ناطے کے حقوق ادا نہیں کرے گا میں بھی اس کو اپنی رحمت خاص سے جدا کردونگا۔

ایک دوسری حدیث میں قطع رحمی کی مذمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: لَاتَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ۔ (بیہقی)

حضرت عبداللہ بن اوفیٰؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس قوم پر خدا کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں رشتہ ناطہ توڑنے والا ہو، معلوم ہوا کہ آپس میں اختلافات کو بڑھاوا دینا اور رشتہ ناطوں کا لحاظ نہ کرنا اور اہل حقوق کے حقوق ادا نہ کرنا اسلام میں بہت بڑا جرم ہے، اور دنیا وآخرت میں رحمت خداوندی سے دوری کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی برکت

دوستو! میں آپ کو ایک اور حدیث سناؤں، ترمذی شریف کی روایت ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ فَاِنَّ صِلَةَ

الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْاَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَاَةٌ فِي الْاَثَرِ (ترمذی)

کہ تم اپنے نسبوں کو اس قدر سیکھو کہ جس کے ذریعہ تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرسکو کیونکہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا باہمی محبت والفت کا سبب مال میں کثرت وبرکت کا ذریعہ اور عمر میں درازی کا باعث بنتا ہے۔

یعنی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے باپ دادا، ماؤں دادیوں اور نانا نانیوں اور ان کی اولاد واقرباء کی پہچان رکھو، ان کے ناموں سے باخبر رہو اور ان کے حالات سے واقفیت حاصل کرو، تاکہ ذوی الارحام کو جان لو اس لئے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا تمہاری ذمہ داری ہے، اور یہ جاننا تمہارے لئے فائدہ مند ہے، لہذا اس مقصد کے لئے انساب کو سیکھنا اور ان کو یاد رکھنا مطلوب اور مستحسن ہے، تاکہ اہل حقوق کی ادائیگی میں آسانی پیدا ہو۔

جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا

دوستو! اللہ تعالیٰ تو اتنے شفیق ومہربان ہیں کہ انہوں نے تمام مخلوقات کے ساتھ رحمت وشفقت کا سلوک کرنے کا حکم دیا اور انسانوں کیساتھ تو خاص طور پر حکم دیا ہے، بخاری ومسلم کی روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّايَرْحَمُ النَّاسَ۔

کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اس لئے وہ مسلمان کہ جن کے پاس قرآن وحدیث کی یہ روشن تعلیمات موجود ہوں اور پھر وہ ایک دوسرے کے حقوق نہ پہچانیں آپس میں اتفاق واتحاد سے نہ رہیں، ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کی فکر میں رہیں اور اپنے مسلمان بھائی کو نیچا دکھانے اور اس کی توہین وتذلیل

Scanned by CamScanner

کرنے میں آگے آگے رہیں، بڑے افسوس کا مقام ہے، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

شیخ الہندؒ کے غور وفکر کا آخری نتیجہ

جب حضرت شیخ الہندؒ مالٹا کی جیل سے واپس آئے جن کو تحریک آزادی کی قیادت کرنے اور ریشمی رومال کی تحریک چلانے کے جرم میں انگریز ظالم نے کالے پانی کی سزادی تھی جب وہ ایک عرصہ کے بعد جیل کی سختیاں اور سزائیں کاٹ کر واپس تشریف لائے تو مسلمانوں نے ان کے استقبال میں بہت بڑا جلسہ منعقد کیا، جب شیخ الہندؒ اسٹیج پر بیان کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ مسلمانو میں نے مالٹا کی جیل کے قیام کے دوران رات کی تنہائیوں اور جیل کی کال کوٹھڑیوں میں بہت غور وفکر کیا کہ آخر مسلمانوں کی ذلت ورسوائی اور شکست وریخت کے اسباب کیا ہیں، چنانچہ بڑے طویل غور وفکر کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس کے دوسبب ہیں ایک قرآن سے دوری اور دوسرے آپس کا اختلاف، اس لئے اب میں تہیہ کرکے آیا ہوں کہ واپس جاکر مسلمانوں میں قرآنی تعلیم کو عام کرونگا اور آپسی اختلاف کو دور کروں گا، پس اے میرے مسلمان بھائیو! قرآن سیکھو اور اپنی اولاد کو سکھاؤ اور آپس میں اتحاد واتفاق پیدا کرو کہ تمہاری عزت اور ترقی اسی میں ہے، اس کے بعد حضرت شیخ الہندؒ نے اپنی ساری عمر تعلیم وتدریس اور قرآن کے ترجمہ وتفسیر میں گذاری اور مسلمانوں کے باہمی اختلافات ونزاعات کو دور کرنے میں سعی اور کوشش فرماتے رہے۔

امت کا اتحاد حق پر مطلوب ہے نہ کہ باطل پر

میرے پیارو! یہ بات بھی خوب سمجھ لو کہ امت کا اتحاد واتفاق صرف حق پر مطلوب ہے، ظلم وزیادتی اور باطل وناحق مطلوب نہیں، قرآن کریم کی آیات صاف بتارہی ہیں ”تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى“ نیکی اور تقوی پر ایک دوسرے کی مدد کرو ”وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ“ اور گناہ اور سرکشی کے کاموں پر ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو، اگر تمام مسلمان ظلم وزیادتی پر اتحاد کرکے کسی کافر قوم کو بھی نقصان پہنچائیں گے تو اب اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت مسلمانوں کے ساتھ نہ ہوگی بلکہ کافر ومشرک کے ساتھ ہوگی، تاریخ گواہ ہے کہ جب مسلم حکمرانوں نے تاتاری قوم کے قاصدوں کو ناحق قتل کرادیا اور ان کے ساتھ عدل وانصاف نہ کیا، تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس تاتاری قوم کی وہ مدد ونصرت کی کہ اس کے ذریعہ مسلم حکومتوں کو تہہ وبالا کرادیا اور بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی، اور مسلمانوں کا خون گلی کوچوں میں پانی کی طرح بہادیا۔

اپنی قوم کا ساتھ صرف حق بات میں دو

دوستو! اپنی قوم کا ساتھ آدمی صرف حق بات میں دے، اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا، کاندھلہ میں ایک زمین کا ٹکڑا تھا جس پر جھگڑا چل پڑا، مسلمان کہتے تھے ہمارا ہے اور ہندو کہتے تھے کہ ہمارا ہے، چنانچہ یہ مقدمہ بن گیا، انگریز کی عدالت میں پہنچا، جب مقدمہ آگے بڑھا تو مسلمانوں نے اعلان کردیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا اگر مجھے ملا تو میں مسجد بناؤں گا، ہندوؤں نے جب یہ سنا تو انہوں نے ضد میں کہہ دیا کہ یہ ٹکڑا اگر ہمیں ملا تو ہم اس پر مندر بنائیں گے، اب بات تو دو انسانوں کی انفرادی تھی، لیکن اس میں رنگ اجتماعی

Scanned by CamScanner

بن گیا، حتی کہ ادھر مسلمان جمع ہو گئے، ادھر ہندو اکھٹا ہو گئے اور مقدمہ ایک خاص نوعیت کا بن گیا، اب سارے شہر میں قتل وغارت گری ہو سکتی تھی، خون خرابا ہو سکتا تھا، تو لوگ بھی حیران تھے کہ نتیجہ کیا نکلے گا؟ انگریز جج تھا وہ بھی پریشان تھا کہ اس میں کوئی صلح صفائی کا پہلو نکالے، ایسا نہ ہو کہ یہ آگ اگر جل گئی تو اس کا بجھانا مشکل ہو جائے، جج نے مقدمہ سننے کے بجائے ایک تجویز پیش کی کہ کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ آپ لوگ بات چیت کے ذریعہ مسئلہ کا حل نکال لیں، تو ہندوؤں نے ایک تجویز پیش کی کہ ہم آپ کو ایک مسلمان عالم کا نام تنہائی میں بتائیں گے آپ اگلی پیشی پر ان کو بلا لیجئے اور ان سے پوچھ لیجئے، اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین ہے تو ان کو دے دیجئے اور اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین نہیں، ہندوؤں کی ہے تو ہمیں دے دیجئے، جب جج نے دونوں فریقوں سے پوچھا تو دونوں فریق اس پر راضی ہو گئے، مسلمانوں کے دل میں یہ تھا کہ مسلمان جو بھی ہوگا تو وہ مسجد بنانے کیلئے بات کرے گا، چنانچہ انگریز نے فیصلہ دے دیا اور مہینہ یا چند دنوں کی تاریخ دے دی کہ بھئی اس دن آنا اور میں اس بڈھے کو بھی بلوا لوں گا، اب جب مسلمان باہر نکلے تو بڑی خوشیاں منا رہے تھے، سب کود رہے تھے، نعرے لگا رہے تھے، ہندوؤں نے پوچھا، اپنے لوگوں سے کہ تم نے کیا کہا، انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک مسلمان عالم کو حَکَم بنا لیا ہے، وہ اگلی پیشی میں جو کہے گا اسی پر فیصلہ ہوگا، اب ہندوؤں کے دل مرجھا گئے اور مسلمان خوشیوں سے پھولے نہیں سماتے تھے، لیکن انتظار میں تھے کہ اگلی پیشی میں کیا ہوتا ہے؟ چنانچہ ہندوؤں نے مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ کا نام بتایا جو کہ شاہ عبدالعزیزؒ کے شاگردوں میں سے تھے اور اللہ نے ان کو سچی زندگی عطا فرمائی تھی، چنانچہ

جب ہندوؤں نے ان کا نام لیا تو انگریز نے اگلی پیشی کے موقع پر ان کو بھی بلوا لیا، چنانچہ جب انگریز نے پوچھا کہ بتایئے مفتی صاحب، یہ زمین کا ٹکڑا کس کی ملکیت ہے، ان کو چونکہ حقیقت حال کا پتہ تھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا تو ہندوؤں کا ہے، اب جب انہوں نے یہ کہا کہ یہ ہندو کا ہے تو انگریز نے اگلی بات پوچھی کہ کیا اب ہندو لوگ اس کے اوپر مندر تعمیر کر سکتے ہیں؟ مفتی صاحب نے فرمایا، جب ملکیت ان کی ہے تو وہ چاہے گھر بنائیں یا مندر تعمیر کریں، یہ ان کا اختیار ہے، چنانچہ فیصلہ دے دیا گیا کہ یہ زمین ہندوؤں کی ہے، مگر انگریز نے فیصلہ میں ایک عجیب بات لکھی، فیصلہ کرنے کے بعد لکھا کہ ”آج اس مقدمے میں مسلمان ہار گئے، مگر اسلام جیت گیا“۔ جب انگریز نے یہ بات کہی تو اس وقت ہندوؤں نے کہا کہ آپ نے تو فیصلہ دے دیا، ہماری بات بھی سن لیجئے، ہم اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں اور آج یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب ہم اپنے ہاتھوں سے یہاں مسجد بنائیں گے...... تو عقل کہہ رہی تھی کہ جھوٹ بولو مسجد بنے گی مگر مفتی صاحب نے سچ بولا اور سچ کا بول بالا ہوا۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر طرح کی تفرقہ بازی سے الگ ہو کر صدق وسچائی اور راستبازی سے کام لیں، سچ کے طفیل میں مدد ہوتی ہے۔

اسلام کی بنیاد سچ پر ہے

دوستو! اسلام نے اپنوں اور غیروں سب کے سامنے سچ بولنے کا حکم دیا ہے اور جھوٹ، فریب دھوکہ سے بالکلیہ منع کیا ہے، عصبیت وجاہلیت کی شدت کے ساتھ مذمت کی ہے، خود پیغمبر اسلام سچوں کے سچے اور سب کی نظروں میں امانتدار تھے، حتی کہ لوگوں نے آپ ﷺ کی پیغمبری کا انکار کیا

Scanned by CamScanner

آپ کی نبوت و رسالت کو جھٹلایا مگر آپ کی سچائی اور امانتداری دوست و دشمن سب معترف تھے، ابو جہل جو آپ ﷺ کا بدترین دشمن تھا جس کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون چھوٹا تھا مگر میرا فرعون یعنی ابو جہل بڑا فرعون ہے، بدر کے میدا ن میں ایک کافر نے ابو جہل سے پوچھا اے ابوالحکم تمہاری عظمت کو میں جانتا ہوں تم قریش کے سردار ہو مگر سچی بات بتاؤ کہ تم محمد ﷺ کو سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا؟ کہنے لگا کہ میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ وہ سچا انسان ہے، اور اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، اس کافر نے کہا جب تم سمجھتے ہو وہ سچے انسان ہیں، تو ان کے پیغام کو قبول کیوں نہیں کر لیتے، کہنے لگا کہ اس طرح میری سرداری چلی جائے گی، سوچو میرے بھائیو! پیغمبر ﷺ کے اخلاق کریمانہ نے تو ابو جہل جیسے دشمن اسلام کے دل کو بھی مسخر کر لیا تھا، مگر عصبیت جاہلیہ کی وجہ سے اس کو ایمان کی دولت نصیب نہ ہوئی، بہر حال معلوم ہوا کہ اسلام کی تعلیمات سراسر سچائی پر مبنی ہے۔

آخری پیغام

بہر حال میرے بھائیو! آخرت میں اللہ تعالیٰ کا معاملہ بندوں کے ساتھ ایمان و عمل صالح کی بنیاد پر ہوگا اللہ تعالیٰ صورتوں کو، حسب و نسب کو اور ذات برادری کو نہیں دیکھیں گے، بلکہ اعمال کو دیکھیں گے، وہاں وزن اعمال کا ہوگا یہ ذات برادری حسب و نسب سب رکھے رہ جائیں گے۔

دوستو اور بزرگو! ایک مرتبہ مسلمان اور اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ بیٹھے مباحثہ کر رہے تھے مسلمان کہہ رہے تھے کہ ہم جنت میں جائیں گے اور یہود و نصاریٰ کہہ رہے تھے کہ جنت میں ہم جائیں گے، ایک روایت میں ہے کہ مسلمان کہہ رہے تھے ہم افضل ہیں، اس لئے کہ ہمارا نبی خاتم الانبیاء ہے

اور ہماری کتاب یعنی قرآن مجید کا فیصلہ سب کتابوں پر لاگو ہے، اور ہمارا ایمان تمہاری کتاب پر بھی ہے، مگر تمہارا ایمان ہماری کتاب پر نہیں، اس لئے ہم افضل ہیں، اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کہہ رہے تھے کہ ہم افضل ہیں اس لئے کہ ہماری کتاب تمہاری کتاب سے مقدم ہے اور ہمارا نبی تمہارے نبی سے پہلے ہے، اس لئے ہم افضل ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے بحث و مباحثہ کو ختم کرنے کیلئے یہ آیت نازل فرمائی: لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا.

اللہ نے فرمایا: کہ مسلمانوں کی آرزوؤں اور تمناؤں اور اہل کتاب کی آرزوؤں اور تمناؤں پر جنتی ہونے کا اور افضل ہونے کا مدار نہیں ہے بلکہ اللہ کی جنت اور اس کے فضل کا معیار و مدار اعمال پر ہے، اگر برے عمل کرے گا تو اس کا برا بدلہ دیا جائے گا اور اگر اچھے عمل کرے گا تو اس کا اچھا بدلہ دیا جائے گا۔

برادران محترم بزرگو اور دوستو! آج ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہم نے فضیلت و شرافت کا معیار حسب و نسب کو ٹھہرایا ہے، جبکہ قرآن و حدیث کی واضح تعلیم اس کے برخلاف ہے، ہم نے خاندانوں، برادریوں کو وہ اہمیت دی کہ اسلام کی تعلیم مساوات اور اسلامی اخوۃ کا تصور ذہنوں سے اوجھل ہو گیا، ہم کو دین سے زیادہ محبت اپنی قومیت، برادری اور قبیلہ سے ہے، ہماری مسجدیں برادری کے نام سے موسوم، دینی مدارس مخصوص خاندانوں سے وابستہ، مکاتب و مراکز میں دھڑے بندی، تنظیموں اور اسلامی سوسائٹیوں میں گروہ بندی آخر کس چیز کی علامت ہے، دوستو! آج ہمارے دلوں میں خدا اور رسول کی محبت کم، حسب و نسب اور خاندان و برادری کی اہمیت زیادہ ہے،

Scanned by CamScanner

ہم صرف نام کے مسلمان ہیں ہم نے اسلام کی حقیقت کو نہیں سمجھا جبکہ اسلام کا کلمہ ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ؂

بتان رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ ایرانی رہے باقی نہ تورانی نہ افغانی
یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو فہم سلیم عطا فرمائے اور آپسی اختلافات کو مٹا کر اتفاق واتحاد، یکتائیت و یگانگت اور باہمی محبت والفت پیدا فرمائے، اور پوری امت میں جوڑ پیدا فرمائے، عقل سلیم اور فہم صحیح عطا فرماوے ؂

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

جاہلیت کی نحوست اور اسلام کی برکت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

جناب صدر اور معزز سامعین کرام!

خداوند تعالیٰ کا شکر واحسان اور اسی کا فضل وکرم ہے کہ اس نے مجھ جیسے طالب علم کو آپ حضرات کی خدمت میں کچھ عرض کرنیکی توفیق بخشی اور آپ حضرات نے بھی مجھ جیسے کم ہمت، ناتواں اور کمزور کو بلا کر سعادت مندی سے سرفراز کیا۔

خدایا ایں کرم بار دگر کن

امت واحدہ

بزرگان محترم! تاریخ کے اوراق اس بات پر شاہد ہیں کہ قرآن مجید

کے نزول اور آفتاب رسالت کے طلوع ہونے سے پہلے اس دنیا میں چاروں طرف کفر و شرک کی صدائیں گونج رہی تھیں، ہر طرف ظلمت ہی ظلمت، تاریکی ہی تاریکی، اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا تھا، اپنے پالنہار اور پروردگار کو فراموش کئے ہوئے تھے، ظلم و ستم، جبر و قہر کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے، یہی حضرت انسان، جس کو خداوند عالم نے ساری کائنات کا سردار منتخب کیا تھا جس کے سامنے اپنی مقرب اور مقدس اور نورانی مخلوق کو سجدہ کرنیکا حکم فرمایا تھا اور اس کے سرنیاز کو تاج خلافت سے جگمگا کر اشرف المخلوقات کے لقب سے آراستہ اور پیراستہ کیا تھا اور کان الناس امۃ واحدۃ کا لقب اس کو دیا تھا یعنی سارے لوگ شروع شروع میں ایک دین پر قائم اور متفق تھے یہ اتفاق حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ تک چلتا رہا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ وحدت عقیدہ کا واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ آدم علیہ السلام مع اپنی زوجۂ محترمہ کے دنیا میں تشریف لائے اور آپ کے یہاں اولاد ہوئی اور پھیل گئی وہ سب کے سب حضرت آدم علیہ السلام کے دین اور ان کی تعلیمات توحید کے قائل تھے اور سب کے سب علاوہ قابیل کے متبع شریعت اور فرمانبردار تھے اور بعض حضرات نے یہ فرمایا کہ وحدت عقیدہ کا زمانہ وہ ہے جبکہ نوح علیہ السلام کی بددعا سے دنیا میں طوفان آیا تو سب غرق ہو گئے علاوہ اسی آدمی کے جو کشتی میں سوار ہو گئے تھے یہ امت واحدہ کہلائے یعنی یہ لوگ دین حق پر قائم رہے، ایک قول حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ تک کا بھی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ تک سب لوگ امت واحدہ یعنی توحید کے معتقد تھے۔

حضرت ابی بن کعب اور ابن زید نے فرمایا کہ یہ واقعہ عالم ازل کا

ہے جب تمام انسانوں کی ارواح کو پیدا کر کے ان سے سوال کیا گیا تھا "الست بربکم" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے بلا استثناء یہ جواب دیا تھا بیشک آپ ہمارے رب اور پروردگار ہیں اس وقت تمام افراد انسانی ایک ہی عقیدہ حقہ پر قائم تھے جس کا نام ایمان و اسلام ہے، قرآن کی دوسری آیات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ سب ایک ہی امت تھے، سورہ انبیاء میں ارشاد فرمایا "ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاعبدون" ترجمہ: یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا رب ہوں اس لئے سب میری ہی عبادت کرتے رہو اسی طرح سورہ مؤمنون میں فرمایا "اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ" یعنی تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا رب ہوں اس لئے مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔

اختلاف کی ابتداء

بہرحال حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں ہی اختلافات شروع ہو گئے، شرک و بت پرستی عام ہو گئی، حضرت نوح علیہ السلام کو ان ہی کی اصلاح کے لئے بھیجا، سیکڑوں برس انہوں نے سمجھایا نہ مانے، آخرکار سب کو ہلاک کر دیا، قوم کے رؤسا اور مالداروں نے بھی لوگوں کو سمجھانا شروع کر دیا کہ نوح کی بات نہ ماننا اس کے پیچھے نہ لگنا اور اپنے معبودوں (ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر) کی حمایت پر جمے رہنا، نوح کے بہکانے میں قطعاً نہ آنا کہتے ہیں کہ سینکڑوں برس تک ہر ایک اپنی اولاد در اولاد کو وصیت کر جاتا تھا کہ کوئی اس بڈھے نوح کے قریب میں نہ آئے اور اپنے آبائی دین سے قدم نہ ہٹائے، بہرحال اللہ تبارک وتعالی نے ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیاء بھیجے تاکہ لوگوں کو سمجھائے، چنانچہ انبیائے کرام نے اپنے اپنے حلقۂ بعثت میں بطریق

احسن بندگان خدا کی راہنمائی فرمائی دنیا کے ہر ملک میں رشد و ہدایت کے چراغ روشن کئے، اپنے فرض منصبی یعنی دعوت و تبلیغ کے کام میں زرہ برابر بھی کوتاہی نہیں کی مگر قوم عاد وقوم ثمود وقوم شعیب قوم لوط وغیرہ وغیرہ اقوام کی تاریخ سے اور قرآن مجید کی عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ جب کسی قوم میں فساد سرایت کر جاتا ہے تو وہ قوم صراط مستقیم سے ہٹ کر تباہی کے راستے پر چل پڑتی ہے اور منشائے تخلیق کے خلاف شرک وکفر میں مبتلا ہو جاتی ہے پھر عذاب الٰہی انہیں بلندیوں سے نیچے قہر مذلت میں پھینک دیتا ہے، یہی اللہ کا قانون ہے: ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ.

دوستو! اللہ تبارک وتعالی اس نعمت کو بدلنے والا نہیں جو اس نے کسی قوم کو عطا فرمادی جب تک کہ وہی نہ بدل ڈالیں اپنے جیوں (دلوں) کی بات اور بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے، یعنی جب لوگ اپنی بے اعتدالی اور غلط کاری سے نیکی کے فطری قوی اور استعداد کو بدل ڈالتے ہیں اور اپنی صلاحیتیں کھو بیٹھتے ہیں خدا کی بخشی ہوئی داخل یا خارجی نعمتوں کو اس کے بتلائے ہوئے کام میں ٹھیک موقع پر خرچ نہیں کرتے، بلکہ الٹے اس کی مخالفت میں خرچ کرنے لگتے ہیں تو حق تعالی اپنی نعمتیں ان سے چھین لیتا ہے اور شان انعام کو انتقام سے بدل دیتا ہے وہ بندوں کی تمام باتوں کو سنتا اور جانتا ہے کوئی چیز اس سے پردہ میں نہیں، لہذا جس سے وہ جیسا معاملہ کریگا تو وہ نہایت ٹھیک اور برمحل ہوگا حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ نیت اور اعتقاد جب تک نہ بدلے تو اللہ کی بخشی ہوئی نعمت چھینی نہیں جاتی، پہلی اقوام کا یہی ہوا کہ انہوں نے عقیدہ توحید کو بدل ڈالا تو فرعونیوں اور ان سے پہلی قوموں کو

ان کے جرائم کی پاداش میں ہلاک کیا اس لئے کہ انہوں نے خدا سے بغاوت اور سرکشی کرکے خود اپنی جانوں پر ظلم کئے ورنہ خدا کو کسی مخلوق سے ذاتی عداوت نہیں ہے۔

دوستو! کوئی بھی قوم اس وقت تک دینی ودنیوی ترقی نہیں کرسکتی جب تک کہ وہ اپنی اصلاح کی فکر خود نہ کرلیں:

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ"

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

دوستو! عہد قدیم میں ترقی یافتہ متمدن اقوام نے جب انبیائے کرام کی تکذیب کی اور فحش وبدکاری میں مبتلا ہوئی تو انہیں قدرت کی طرف سے تہس نہس کردیا گیا، اچھی سے اچھی مالدار اور نامور قومیں ہلاک وبرباد ہوگئیں، دوستو! یادرہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے کسی بھی قوم کو اچانک اور دفعۃ پکڑ کر ہلاک نہیں کیا بلکہ پہلے انبیائے اور پیغمبروں کو بھیج کر متنبہ کردیا گیا خصوصاً امراء اور روساء کو آگاہ کیا گیا چنانچہ یہ روسا امراء اور بڑی ناک والے سمجھ بوجھ کے باوجود خدائی پیغام کو رد کردیتے تھے، اور کھلے بندوں نافرمانیاں کرکے تمام بستی کی فضا کو مسموم ومکدر بنادیتے تھے، اس وقت وہ بستی اپنے کو علانیہ مجرم ثابت کرکے عذاب الٰہیہ کی مستحق ہوجاتی تھی، تب اللہ تبارک وتعالی اس بستی کو تباہ وبرباد کرڈالتے تھے گویا کہ اس بستی کی اینٹ سے اینٹ بجادیتے تھے۔

زمانۂ جاہلیت میں اہل عرب کی حالت

میرے محترم بزرگو اور دوستو! چھٹی صدی عیسوی تک دنیا کی یہی

حالت چلتی رہی، نجد، حجاز، شمالی عرب کی حالت تو بہت ہی ناگفتہ بہ تھی تہذیب وتمدن سے کبھی آشنا ہوئے ہی نہیں اہل مکہ بھی دوسرے عربوں کی طرح علم وفن سے یکسر نابلد تھے چند نفوس کے سوا لوگ پڑھنا لکھنا بھی نہیں جانتے تھے پوری آبادی جہالت وغباوت کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی یہ حضرت انسان ..... جس کو اللہ تبارک وتعالی نے اشرف المخلوقات کے لقب سے آراستہ اور پیراستہ کیا تھا یہ اپنے معبود حقیقی سے بغاوت کا مظاہرہ کئے ہوئے خودساختہ بے جان پتھروں کے سامنے سجدہ ریز تھا اپنے پروردگار سے روگردانی کر کے مورتیوں کے سامنے سرنگوں تھا ایک سچے خدا کو چھوڑ کر مصنوعی خداؤں کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا اس مقدس پیشانی کو جسے اللہ نے اس لئے بلندی عطا کی تھی کہ یہ میرے ہی سامنے جھکے یہ لات اور عزی کے سامنے پست کئے ہوئے تھا کرامت اور شرافت کے زرین تاج کو تارتار کر کے ظلالت وگمراہی کی وادیوں میں بھٹک رہا تھا عرب کی وہ پاک سرزمین جو انبیاء کا گہوارہ تھی، جو بڑے بڑے جلیل القدر پیغمبروں کی قدم بوس تھی وہ نفس کا شکار بن چکی تھی، کائنات خاموش اور فضاء مسموم تھی، بت پرستی عالم شباب پر اور خداپرستی معدوم تھی، قتل وخوں ریزی کا بازار گرم اور عورت کی مٹی پلید تھی، شقاوت قلبی اور سنگدلی کا یہ حال تھا کہ معصوم لڑکیوں کو ماؤں کی گود سے چھین کر زندہ دفن کر دیتے تھے، اور ان معصوم لڑکیوں کا کوئی پرسان حال نہ تھا ان کا شمار گھر کے اسباب کے ساتھ ہوتا تھا جیسے گھر میں کپڑے لتے پڑے ہوں، کوڑا کرکٹ پڑا ہو، انتہائی درجہ کی قساوت وشدت، تعصب وغلظت پائی جاتی تھی ان کی قساوت قلبی کا اس بات سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ فقروفاقہ کے خوف سے اپنے بچوں کو مار ڈالا کرتے تھے

اور بچیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے چنانچہ قرآن نے ان ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا وَلَا تَقْرَبُوْا الزِّنَا اِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا.

(انعام)

ترجمہ: اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں، قتل بہت بڑا گناہ ہے، اور زناء کے قریب بھی مت جاؤ بیشک وہ فحش اور برا راستہ ہے، حفیظ جالندھری نے اپنے شاہنامہ اسلام میں نقشہ کھینچا۔

اگر جن بیٹھتی تھی دختر کوئی تقدیر کی ہیٹی
چھچھوندر سے بری معلوم ہوتی تھی اسے بیٹی
گڑھا اک کھود کر دختر کو زندہ گاڑ دیتے تھے
کوئی بچھو تھا دامن میں کہ دامن جھاڑ دیتے تھے

زمانہ جاہلیت کی بری رسم

محترم دوستو! کفار عرب کے اندر ایام جاہلیت میں لڑکیوں کے بارے میں بہت بری رسمیں رائج تھیں اگر کسی گھر میں لڑکی پیدا ہو جاتی تھی تو اتنا برا سمجھتے کہ مارے شرمندگی کے لوگوں سے چھپتے پھرتے تھے اور اس سوچ میں پڑ جاتے تھے کہ لڑکی پیدا ہونے سے جو میری ذلت اور رسوائی ہو چکی ہے اس پر صبر کروں یا اس کو زندہ درگور کر دوں، بہر حال وہ لوگ دفن ہی کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ باری تعالی کا ارشاد ہے:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ

Scanned by CamScanner

فِي التُّرَابِ اَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُوْنَ.

کفار عرب کی بے رحمی

یہ کفار عرب بڑے بے رحم تھے چنانچہ ایک ماں نے بڑی خوبصورت بچی جنی اور اس خوف سے کہ کہیں شوہر مار نہ ڈالے اس بچی کو ننہال بھیج دیا وہاں اس کی پرورش ہوتی رہی جب بچی بڑی ہوئی، ہوشیار اور زیرکی، سوجھ بوجھ اس کے اندر پیدا ہوگئی تو وہ بچی اپنی اماں کے پاس آگئی شوہر نے پوچھا یہ کون ہے؟ ماں نے کہا کہ یہ تمہاری بیٹی ہے، ننہال میں رہتی تھی بس باپ اسی دن سے پیچ وتاب اور اضطرابی حالت میں رہنے لگا، فکر دامنگیر ہوئی کہ کسی نہ کسی طرح اس کو قتل کردوں چنانچہ بہانہ بنایا کہ بچی کو لکڑی چننے جنگل لیجاتا ہے پھاوڑا کدال وغیرہ ساتھ لے لیا، جاکر جنگل میں گڑھا کھودنا شروع کردیا معصوم بچی دیکھ رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ ابا جان آپ کے کپڑے خراب ہورہے ہیں کیوں گڑھا کھود رہے ہو اتنی مشقت کیوں اٹھا رہے ہو، اس گڈھے کا کیا کروگے؟ بہر حال گڈھا تیار ہوگیا بچی کو زبردستی رونے دھونے کے ساتھ ساتھ گڈھے میں ڈالکر مٹی ڈالنی شروع کردی، بچی ابا ابا کہہ کر پکار رہی ہے مگر ظالم کچھ نہیں سن رہا ہے، بچی کے منہ میں مٹی پتھر بھردئے گئے، قبر کو مٹی سے پاٹ دیا ایسے ایسے ظلم ایام جاہلیت میں بچیوں پر ہورہے تھے۔

ہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ زندہ درگور کرنے کا اصول عرب کے تمام ہی قبائل میں رائج تھا اس ماحول میں انسانیت نواز کچھ شرفا بھی رہتے تھے وہ بچوں کو خرید لیا کرتے تھے، صعصہ ابن ناجیہ کا بیان ہے کہ اسلام کا آفتاب طلوع ہونے تک میں تین سو زندہ درگور ہونے والی لڑکیوں کو فدیہ دے کر بچا چکا تھا۔

بعض بے رحم لوگ

بعض بے رحم لوگ ایسے بھی تھے کہ اگر لڑکی کو زندہ رکھنا چاہتے تو اس کو اون یا بالوں کا کرتہ پہنا کر جانور چرانے کی خدمت پر لگادیتے تھے، اور اگر قتل کا ارادہ ہوتا تو چھ سال کی عمر تک اس کو چھوڑے رکھتے پھر جب چھ سال کی عمر ہوجاتی تو اس کی ماں سے کہتے کہ اس کو بنا سنوار کر تیار کردے پھر اس کو جنگل میں لے جاتا، چنانچہ پہلے سے جنگل میں ایک گڈھا کھود کر تیار رکھتے جب لڑکی کو لیکر وہاں پہنچتے تو لڑکی کو کہتے دیکھ اس گڈھے میں کیا ہے، لڑکی گڈھے میں جوں ہی جھانکتی یہ سنگدل باپ پیچھے سے اس کو دھکا دیدیتا اور دفن کردیتا۔

رسم قبیح کا خاتمہ

محترم بزرگو اور دوستو! اسلام نے آکر اس رسم قبیح کو مٹایا اور ایسا قلع قمع کیا کہ اسلام کے بعد سارے ملک میں اس بے رحمی کی ایک بھی مثال پیش نہیں کی جاسکتی، تفسیر روح البیان میں ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ لڑکی پیدا ہونے سے زیادہ خوشی کا اظہار کردتا کہ اہل جاہلیت کے قتل پر رد ہوجائے۔

مبارک عورت

ایک حدیث میں ہے کہ وہ عورت مبارک ہوتی ہے جس کے پہلے پیٹ سے لڑکی پیدا ہو چنانچہ قرآن کریم میں ہے "یَهَبُ لِمَنْ یَّشَاءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَاءُ الذُّکُوْرَ" اللہ نے اپنے کلام پاک میں اناث کو مقدم کرکے اس طرف اشارہ کردیا کہ اگر پہلے حمل میں عورت کے پیٹ سے لڑکی پیدا ہو تو وہ عورت بھی افضل اور مبارک اور وہ لڑکی بھی افضل اور مبارک ثابت ہوگی۔

Scanned by CamScanner

بیٹی کی فضیلت

طبرانی کی روایت میں ہے جب کسی مرد کے یہاں بیٹی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتے ہیں جو زمین پر آ کر کہتے ہیں السلام علیکم اے اہل بیت پھر اس بچی کو اپنے پیروں تلے ڈھانپ لیتے ہیں اور بچی کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرتے ہیں، اور کہتے ہیں کمزور جان کمزور ماں سے پیدا ہوئی ہے جو شخص اس بچی کا انتظام چلاتا ہے اس کی پرورش کرتا ہے قیامت کے دن تک اس کی معاونت کی جائے گی۔ (کنز العمال ص۵۹۶ حصہ شانزدہم)

بیٹیوں کی پرورش پر جنت کی بشارت

میرے محترم بزرگو اور دوستو! بیٹیوں اور بہنوں کی پرورش اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے بہت سے فضائل اور فوائد احادیث میں وارد ہوئے ہیں چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ جس شخص کے یہاں تین بیٹیاں ہوں اور اس نے ان کی مکمل کفالت کی ہو یعنی تعلیم و تربیت کا اچھا نظم کیا ہو یا وہ شادی کی ہو تو اس کے لئے جنت واجب ہو جائیگی، عرض کیا گیا یا رسول اللہ اگر دو ہوں فرمایا دو کا بھی یہی حکم ہے، عرض کیا گیا اگر ایک ہو تو فرمایا کہ ایک کا بھی یہی حکم ہے، ایک روایت میں ہے کہ جس کی دو بیٹیاں ہوں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کی دیکھ بھال کرتا ہو یہاں تک کہ ان کی شادی کرادی ہو تو وہ جنت میں میرے ساتھ یوں ہوگا، آپ نے اپنی دونوں انگلیوں سبابہ اور وسطی یعنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ملا کر دکھایا۔

دوستو! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اس شخص کے درمیان کمال قرب اور اتصال کو ظاہر کرنے کے لئے انگشت شہادت اور

درمیانی انگلی کو ملا کر دکھایا کہ جس طرح تم ان دونوں انگلیوں کو ملی ہوئی دیکھ رہے ہو اسی طرح کل قیامت کے دن میں اور وہ شخص ایک دوسرے کے قریب ہوں گے، اور محشر میں ہم دونوں ایک جگہ اور ایک ساتھ ہوں گے گویا کہ وہ میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا اور بعض روایات میں ہے کہ جس کے یہاں پانچ بیٹیاں ہوں وہ میرے ساتھ جنت میں یوں ہوگا جیسے یہ دو انگلیاں، اور جس کے یہاں چھ بیٹیاں ہوں اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی وہ آٹھ دروازوں میں سے جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (کنز العمال)

خلاصہ یہ ہے کہ لڑکیاں کتنی بھی ہوں سب کے ساتھ عمدہ سے عمدہ سلوک کیا جائے، جتنی زیادہ لڑکیاں ہوں گی اور ان کے ساتھ جس قدر مشقتیں اور مصیبتیں اٹھائی جائیگی اتنا ہی ثواب بڑھتا چلا جائے گا، آنحضرت ﷺ نے اپنی لڑکی فاطمہ اور دوسری بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کر کے دکھا دیا اللہ ہمیں بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

عام عورتوں پر ظلم

دوستو! جس طرح لڑکیوں پر ظلم ہوتا تھا اسی طرح عام عورتوں پر بھی مختلف قسم کے ظلم ہوتے تھے، مثلاً میراث سے محروم کرنا، مہر نہ دینا، سر بازار پیٹنا، ننگا ناچ کرانا، بے پردہ رکھنا، عورت کو بے وفا اور کمزور سمجھنا، جانور اور غلام سمجھنا۔ چنانچہ انگلستان میں عورتوں کی حیثیت غلام کے برابر سمجھی جاتی تھی عیسائیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ نافرمانی اور برائی کی بانی عورت ہے، بہت سی قوموں میں عورت کو انسان ہی نہیں سمجھا جاتا تھا، عربوں کی غیرت دامادی رشتہ سے بہت نفرت کرتی تھی۔

پہلی قوموں کے نظریات

خلاصہ یہ ہے کہ پہلی قوموں کے نظریات عورت کے بارے میں بہت ہی خطرناک تھے چنانچہ سقراط کا نظریہ تھا کہ عورت سے زیادہ فتنہ وفساد کی چیز دنیا میں اور کوئی نہیں۔ روم، افریقہ، امریکہ، آسٹریلیا کا نظریہ اور فیصلہ یہ تھا کہ عورت حیوان نجس ہے جو روح سے خالی ہے، اس کے لئے ہنسنا اور بات کرنا جائز نہیں بلکہ اپنے منہ کو بند رکھے، یونان کا خیال عورت کے متعلق یہ ہے کہ آگ سے جل جانے اور سانپ کے کاٹنے کا علاج ممکن ہے مگر عورت کے شر کا مداوا محال ہے۔

اسلام میں صنف نازک کا احترام

میرے محترم دوستو! عورت کی جو بے حرمتی بے عزتی بے وقعتی ہو رہی تھی، نبی کی آمد نے اور قرآن کے نزول نے سب کچھ بھلا دیا، عورتوں کو عورتوں کا مقام مل گیا عورتوں کو انسانیت کے رشتہ میں پرو لیا گیا، اسکی عظمت کو تسلیم کر لیا گیا اس کے سر پر محبت کا دوشالہ رکھ دیا گیا اسے احترام کی اوڑھنی دے دی گئی، عزت کا برقعہ عطا کیا گیا ۔

عورت کو حیا کی چادر دی اور عزت کا غازہ بھی بخشا
شیشوں میں نزاکت پیدا کی کردار کے جوہر چمکائے

اسلام اور عورت

دوستو اور بزرگو اور پس پردہ بیٹھی ہوئی میری ماؤ اور بہنو! سابقہ تمام مذاہب میں اس عورت کے ساتھ بہیمانہ سلوک کیا جاتا رہا، مذہب اسلام نے جتنے اچھے قوانین اور ضابطے عورت کے لئے بنائے کسی اور مذہب میں نہیں

ملتے ہر طرح کے بھید بھاؤ کو اٹھا کر رکھ دیا گیا یہ مذہب اسلام اور یہ قرآن اور یہ آفتاب رسالت ﷺ عورت کے سب سے بڑے محسن اور کرم فرما ہیں۔

عورت پر قرآن کا احسان عظیم

دوستو! جو عورت در در کی ٹھوکریں کھا رہی تھی اسے قرآن نے آکر وہ عزت بخشی کہ آج دنیا اس کی مثال بیان کرنے سے قاصر ہے اسی قرآن میں اللہ نے اپنے نبی محمد عربی ﷺ کا تعارف کرایا۔ "وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ، وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا" بھلا جس نبی کی صفت رحمۃ للعالمین ہو اور بشیر ونذیر ہو وہ کیوں نہ خبر دیتا عورتوں کے حقوق کی۔

بہر حال عورتوں کے حقوق کو قرآن میں جا بجا بیان کیا گیا، نبی کریم ﷺ کی زبانی تشریحات کرا دی گئی، کہیں فرمایا: "یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً"

آیت شریفہ میں اللہ تبارک وتعالی ساری دنیا کے لوگوں کو خطاب فرما رہے ہیں، اے لوگو! تم اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک نفس سے پیدا کیا اور پھر ان کی بائیں پسلی سے ان کی بیوی حوا کو پیدا کیا اور پھر آدم اور حواء سے بہت سے مرد اور بہت سی عورتیں دنیا بھر میں پھیلا دی، اس آیت سے پتہ چلا کہ اللہ تبارک وتعالی مردوں اور عورتوں سب کو ایک ساتھ دیکھنا چاہتا ہے، گویا کہ عورت، مرد سے الگ نہیں ہے جیسے عرب جاہلیت میں دستور تھا کہ مرد اور عورت کے حقوق میں تفریق سمجھتے تھے، حالانکہ مرد اور عورت دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

(۱) قرآن میں دوسری جگہ ارشاد فرمایا "ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ

Scanned by CamScanner

لِبَـاسٌ لَّهُنَّ'' وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم پوشاک ہو ان کی یعنی جس طرح لباس اور پوشاک بدن سے متصل رہتے ہیں اسی طرح مرد اور عورت بھی ملتے ہیں اسی لئے سب مردوں اور عورتوں کو آپس میں مل جل کر رہنا چاہیے عورت کو بھی ایک جز اور عضو سمجھنا چاہیے، (۳) ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ''وعاشروهن بالمعروف '' عورتوں کے ساتھ معقول برتاؤ کرو یعنی ان کے ساتھ اخلاق اور نرمی سے پیش آؤ حسن معاشرت کے ساتھ زندگی گذارو۔

مساویانہ حقوق

اسی طرح عورتوں اور مردوں کے حقوق کے بارے میں فرمایا ''ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف ''یعنی حقوق کے اعتبار سے دونوں کے درجات برابر ہیں اگر تم ان پر حق رکھتے ہو تو ان کا حق بھی تم پر واجب ہے اس لئے میرے پیارو اور ملت کے نوجوانو! اگر تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے حقوق ادا کریں تو تم کو بھی ان کے حقوق ادا کرنے چاہیں۔

اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اپنے قرآن پاک میں عورتوں کے حقوق کو مردوں کے حقوق پر مقدم کیا اس لئے کہ مرد اپنے حقوق کو اپنی قوت وطاقت اور خداداد تفوق کی بنا پر حاصل کر ہی لیتا ہے، مگر عورت اپنے حقوق مرد سے زبردستی حاصل نہیں کرسکتی صنف نازک کی بنا پر۔

تمام شعبہائے حیات میں عورت کی رعایت

دوستو اور بزرگو! قرآن نے زندگی کے ہر موڑ پر عورت کا ساتھ دیا ہے، تخلیق میں، دین میں، ایمان میں، علم میں، مال میں، حسن معاشرت میں

اور سماج میں، گویا کہ ہر جگہ پر عورت کا لحاظ رکھا، حصول علم میں فرمایا:

'' طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ'' علم کا طلب کرنا ہر مرد وعورت پر فرض ہے، شریعت کی نظر میں اگر مرد کی تعلیم ضروری ہے تو عورت کے لئے بھی تحصیل علم فرض ہے، سماجی اور معاشرتی پہلوؤں کے پیش نظر فرمایا'' وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً '' کہ عورتوں کو ان کے مہر ادا کرو۔

ازواج مطہرات کا دینی اور عملی جذبہ

دوستو اور بزرگو! اللہ تبارک وتعالی نے بہت سے مقامات پر مردوں کے ذکر کے ساتھ عورتوں کا بھی ذکر کیا ہے، عورتوں کے بھی دینی اور ایمانی جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچائی ہے، چنانچہ علامہ بغوی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی بعض بیویوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں مردوں کا ذکر تو اچھائی کے ساتھ بیان کیا ہے، اور عورتوں کا ذکر اچھائی کے ساتھ بیان نہیں کیا تو کیا ہمارے اندر کوئی قابل ذکر بھلائی نہیں ہم کو اندیشہ ہے کہ کہیں اللہ ہماری اطاعت کو بھی قبول نہ کرے تو اس پر اللہ نے ''ان المسلمین والمسلمات الخ'' نازل فرمائی۔

حضرات صحابہ کی عورتوں کا دینی اور ایمانی جذبہ

اسی طرح ابن عباس کی روایت میں ہے کہ عورتوں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالی قرآن میں ایماندار مردوں کا تو ذکر کرتا ہے اور ایماندار عورتوں کا ذکر نہیں کرتا، اس پر آیت نازل ہوئی:

إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتَاتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقَاتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرَاتِ

Scanned by CamScanner

وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا.

اس آیت شریفہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے طاعات وعبادات کے سلسلہ میں مردوں اور عورتوں کا تذکرہ ساتھ ساتھ کیا ہے ان عورتوں کی دل جوئی کی گئی ہے جو سمجھ رہی تھیں کہ ہم اجر وثواب میں پیچھے ہیں، اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرمادیا کہ ہمارے یہاں مقبولیت اور فضیلت کا مدار اعمال صالحہ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہے اس میں مرد وعورت کا کوئی امتیاز نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں کھول کر بیان فرمادیا کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں، بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھنے والے مرد اور نماز پڑھنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اپنی شرمگاہوں کی، اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں اللہ تعالیٰ نے ان تمام کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے، بہرحال قرآن واحادیث کی روشنی میں یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ مذہب اسلام نے عورت کو جہالت اور ضلالت کی گمراہی سے نکال کر اسلامی ماحول سے وابستہ کردیا، اللہ تعالیٰ اس وابستگی کو تاقیامت قائم ودائم رکھے آمین ثم آمین

قتل وغارت گری اور اس کا علاج

گرامی قدر دوستو! قرآن کریم کے نزول اور بعثت رسول ﷺ سے پہلے جس طرح عورت پر ظلم ہورہا تھا اسی طرح انسانیت کے دوسرے شعبوں میں اور وحدہ لاشریک لہ کی شان میں گستاخیاں کی جارہی تھیں ایک خدا کی جگہ سینکڑوں دیوی دیوتاؤں بن چکے تھے، کعبہ جو صرف اللہ کی عبادت کے لئے بنایا گیا تھا اب اس میں ایک دو نہیں بلکہ تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے جن کی پوجا ہوتی تھی، اسی پر بس نہیں تھی بلکہ گھر گھر بت پرستی ہورہی تھی ہر گھر بت کدہ بنا ہوا تھا یہ لوگ دنیا ہی کی زندگی پر مگن تھے کبھی بھولے سے بھی انہیں مرنے کا خیال نہیں آتا تھا اور آتا بھی تھا تو صرف اتنا کہ مر گل کر سڑ جائیں گے رہا قبر کا عذاب اور بعث بعد الموت کا عذاب، حشر ونشر کا حساب وکتاب، میزان اور پلصراط وغیرہ سب کو خرافات سمجھتے تھے، غرضیکہ دنیا میں جتنی برائیاں تھیں سب ان میں موجود تھی، ذرا ذرا سی بات پر لڑنا جھگڑنا شروع کردیتے تھے جو سینکڑوں برس تک ختم نہ ہوتے تھے، چنانچہ عرب کے بدوؤں کا یہ حال تھا کہ وہ اپنی شدت مزاجی کی بنا پر اکثر باہم دست وگریباں رہتے تھے، معمولی معمولی باتوں پر تلواریں نیاموں سے باہر آجاتی، قتل وخوں ریزی کا بازار گرم ہوجاتا، عورتیں بیوہ ہوجاتی، بچے بے یار ومددگار یتیمی کی جانگسل زندگی گذارنے پر مجبور ہوجاتے۔

دور جاہلیت کی خطرناک جنگ

چنانچہ بنو ثعلب کا سردار کلیب ابن ربیعہ بے حد متمرد وسرکش انسان تھا اس کے کبر وغرور کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنے سامنے کسی کو آگ جلانے کی اجازت

Scanned by CamScanner

نہیں دیتا تھا اور نہ اپنی چراگاہ میں کسی کے جانور کو برداشت کرتا تھا، قبیلہ بنی بکر کے یہاں ایک مہمان آ گیا اس مہمان کی اونٹنی کلیب ابن ربیعہ کی چراگاہ میں پہنچ گئی تو کلیب ابن ربیعہ نے اس اونٹنی کے تھن میں تیر مارا وہ تڑپنے لگی وہ مہمان اونٹنی کا یہ حال زار دیکھ کر چیخ پڑا، اے بنی بکر کے غیور جاں بازو! دیکھو تمہارا مہمان ذلیل کر دیا گیا پھر کیا تھا دونوں قبائل کی طرف سے تلواریں نکل آئیں اور اس وقت چلتی رہیں جب تک کہ تلوار چلانے والے ہاتھ باقی رہے، دور جاہلیت کی اس جنگ نے دونوں قبائل کو تقریباً پورے طور پر نیست ونابود کر دیا یہ حالت تھی جہالت کی۔

عرب کی جاہلیت اور اسلام کی برکت

دوستو اور بزرگو! عرب کی بے انتہا جہالت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ آپسی جنگ وجدال، قتل وغارتگری، مار دھاڑ ان کا ایک معمولی کھیل اور ہنر تھا، چنانچہ مدینہ کے دو قبیلے اوس اور خزرج کے درمیان اسلام سے قبل سخت عداوت اور دشمنی تھی، ایک مشہور جنگ ہوئی جس کو جنگ بعاث کہتے ہیں اس جنگ بعاث کا بازار ایک سو بیس سال تک اس طرح گرم رہا کہ ہر مرنے والا اپنے جانشینوں کو اس آگ کے روشن رکھنے کی وصیت کر کے جاتا تھا اسی طرح عرب جاہلیت کی زنا کاری بھی مشہور تھی اور زنا وبدکاری کا بازار گرم تھا، کھلم کھلا زنا ہوتا تھا، زنا کے نتیجہ میں اگر حمل رہ جاتا تو زانی اپنے خاندان والوں کو وصیت کر کے جاتا تھا کہ فلاں کے پیٹ میں میرا حمل ہے اس کو لے لینا، اتنی بے حیائی اور بے شرمی کا دور دورہ تھا۔

بہرحال اسلام کی برکت سے یہ اوس وخزرج والے جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے یہ باہم شیر وشکر ہو گئے اور دست وگریباں

ہونے والے گلے مل لئے، اسلام کی تعلیم اور نبی کریم ﷺ کے فیض صحبت نے ان کے درمیان عظیم الشان مواخات اور بھائی چارگی قائم کرا دی، جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی، صدیوں کی پرانی عداوت اور دشمنی کی آگ کو بجھا کر خاکستر بنا دیا، مدینہ کے یہودیوں کو اوس اور خزرج کا مل جل کر بیٹھنا اسلام سے مشرف ہونا اور متفقہ طور پر اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا دیکھا نہ گیا، ان کو یہ اچھا نہ لگا بس یہ یہود پیچھے پڑ گئے اور اپنے دلوں میں یہ بات ٹھان لی کہ اوس اور خزرج کی پرانی دشمنی یاد دلا کر فتنہ وفساد برپا کر دیا جائے، چنانچہ ایک اندھے یہودی شماش بن قیس نے ایک فتنہ پرداز شخص کو بھیجا کہ جس مجلس میں اوس اور خزرج والے موجود ہوں ان کے درمیان جا کر کسی طرح جنگ بعاث کا ذکر چھیڑ دو، چنانچہ اس فتنہ پرداز شخص نے مناسب موقع پا کر جنگ بعاث کی یاد تازہ کرنے والے اشعار سنانے شروع کر دیے، اشعار کا سننا تھا کہ ایک مرتبہ بجھی ہوئی چنگاریاں پھر سلگ اٹھیں، زبانی جنگ سے گذر کر ہتھیاروں کی لڑائی شروع ہونے کو تھی کہ نبی کریم ﷺ جماعت مہاجرین کو ہمراہ لئے ہوئے موقع پر پہنچ گئے، اور ایک زبردست ولولہ انگیز پانی میں آگ لگا دینے والی تقریر فرمائی۔

ایک مقبول اور ناصحانہ تقریر

آپ نے فرمایا اے گروہ مسلمین! اللہ سے ڈرو میں تم میں موجود ہوں پھر یہ جاہلیت کی پکار کیسی؟ خدا نے تم کو ہدایت دی، اسلام سے مشرف کیا جاہلیت کی تاریکیوں کو محو اور نیست ونابود کر دیا، پھر کیا ان ہی کفریات کی طرف الٹے پاؤں لوٹنا چاہتے ہو جن سے نکل کر آئے تھے، اس پیغمبرانہ آواز کا سننا تھا کہ شیطانی جال کے سب حلقے ایک ایک کر کے ٹوٹ گئے، اور اوس

Scanned by CamScanner

وخزرج نے ہتھیار پھینک دیئے، اور ایک دوسرے سے گلے مل کر رونے لگے سب نے سمجھ لیا کہ یہ سب ہمارے دشمنوں کی فتنہ انگیزی تھی جس سے آئندہ ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیے، اسی واقعہ سے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ آیتیں نازل فرمائی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ. وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ.

اے ایمان والو (اوس وخزرج) اگر تم یہود کی بات مانو گے تو وہ تم کو ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف پھینک دیں گے اور تم کیسے انکار کرتے ہو حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں، اور تم میں خدا کا پیغمبر موجود ہے اور جس نے اللہ کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا پس اس کی رہنمائی کی گئی صراط مستقیم کی طرف۔

آیت کا مقصد

آیت شریفہ کا مقصد یہ ہے کہ باہمی قتال وشقاق مت کرو، یہ کفر کی چیزیں ہیں، اللہ نے آگے اہل ایمان کو تقویٰ اور دین کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کی اور تفریق نہ کرنے کی اور فضل واحسان یاد کرنے کی اور آپس میں بھائی بھائی ہونے کی دعوت دی، ارشاد ربانی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ.

دوستو! اللہ نے اس آیت شریفہ کو اگرچہ خاص موقع پر نازل فرمایا مگر حکم سب کیلئے عام ہے، ساری دنیا کے مؤمنین سے کہا جا رہا ہے اے مؤمنو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تم مسلمان ہو کر مرو یعنی مرتے دم تک اسلام پر قائم رہو، اس لئے کہ اسلام دین اور دنیا کی نعمتوں کا

سرچشمہ ہے، آگے فرمایا: وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا.

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور الگ الگ نہ رہو، اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین کو مضبوط رسی سے تشبیہ دی ہے، جس طرح مضبوط رسی کو پکڑ کر آدمی گرنے سے محفوظ ہو جاتا ہے اسی طرح دین کو مضبوطی سے پکڑ کر آدمی جہنم میں گرنے سے بچ جائے گا، اور خدا تک پہنچنا آسان ہو جائے گا۔ اس لئے سارے مسلمانوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ دین وشریعت کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفریق بالکل نہ کرو یعنی خدا کی رسی کو پکڑنے والوں سے کبھی جدا نہ ہو نا بلکہ ہمیشہ ان کے ساتھ رہنا۔ آگے فرمایا: وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا.

اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو جب تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہیں اسلام کی توفیق دیدی اور تمہارے دلوں میں تالیف پیدا فرمادی تو تم سب آپس میں اللہ کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔ آگے اللہ تبارک وتعالیٰ اخروی نعمت کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ اگر تم یہاں دنیا میں اسلام پر قائم نہ رہتے اور اسلام کو مضبوطی سے نہ پکڑتے تو تم جہنم کے گڈھے کے کنارہ پر کھڑے تھے، صرف مرنے کی دیر تھی بس اللہ نے تم کو محمد ﷺ کے ذریعہ سے بچالیا، چنانچہ قرآن نے نقشہ کھینچا ہے: وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ.

ہدایت عامہ

اللہ نے سارے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ اگر تم جہنم کے گڈھے کے کنارہ پر کھڑے ہو کر مر جاؤ یعنی برائیاں کر کر کے مر جاؤ تو سوائے دوزخ کے کوئی ٹھکانہ نہیں ایسے وقت میں اللہ نے تمہاری مدد کی کہ اسلام کی توفیق دے کر دوزخ کے گڈھے سے بچالیا پس تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کر کے ان کی

Scanned by CamScanner

قدر کرو اور شکر کرو، اور شکر یہی ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور یہود و نصاریٰ اور دشمنان اسلام کے گمراہ کرنے سے بچو، ان کی گمراہی اور ان کی سازشوں سے چوکنے رہو ایمان اور اسلام کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔

دوستو اور بزرگو! ہمیں اسلام ہی کی وجہ سے تمام تر نعمتیں اور تمام تر عزتیں ملی ہیں مسلمانوں کے لئے دنیوی اور اخروی عزتوں کا مرکز اسلام ہی ہے اللہ تعالیٰ ہم تمام کو مرتے دم تک اسلام پر قائم رکھے۔

اب زیست یوں بسر کر جب کوچ ہو یہاں سے
ہنستا ہوا تو جائے روئے تجھے زمانہ
زندگی ایسی جیو کہ دشمنوں کو بھی رشک ہو
موت ہو تو ایسی کہ دنیا دیر تک روئے

گرامی قدر دوستو! اللہ کے رسول ہمیں حق دے کر گئے اور باطل کو ختم کر کے گئے: جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ میں داخل ہو کر دیکھا کہ تین سو ساٹھ بت رکھے ہیں اور ان بتوں کو خوب مزین کیا گیا ہے، بعض بتوں کے کانوں میں بالیاں پہنا رکھی ہیں اور بعض کے ہاتھ میں دست بند، پاؤں میں پازیب، گلے میں گلوبند اور ان کے سروں پر شتر مرغ کے انڈے لٹکے ہوئے تھے، اللہ کے رسول ﷺ اپنی چھڑی ہر بت پر لگاتے جاتے تھے اور یہ پڑھتے جاتے تھے:

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔

دوستو! بت اوندھے منہ گرتے جاتے تھے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی بت پرستی اور شرک جلی و خفی سے بھرپور حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

صاحب خطباتِ اسلم کو ایک عظیم صدمہ

وہ جو اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، اپنی گوناگوں صفات کی بنا پر مقبول خاص و عام تھے، ہمدردی، ملنساری، انکساری، سادگی، خوش خلقی، میزبانی اور حسن سلوک جن کا خاص شیوہ تھا، جو خلوص و للٰہیت کے پیکر، خلق خدا کے خادم اور بڑے ہی انسانیت نواز و علم دوست تھے، جن کا وجود باجود کتنے ہی نفوس انسانی کے لئے باعث خیر و برکت تھا، اور مخلوق خدا کی ایک بڑی تعداد جن سے ہمہ وقت فیضیاب ہوتی رہتی تھی، جو نبض شناس، حاذق طبیب بھی تھے، اور تعلق مع اللہ رکھنے والے، ولی صفت انسان بھی، آج ان کے نام کے ساتھ مرحوم لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آ رہا ہے، اور جنبش قلم بند ہوئی جاتی ہے، مگر قضائے الٰہی کے آگے کسی کو کوئی چارہ نہیں، بقول کیف بھوپالی

ع زمانے میں کبھی بھی قسمتیں بدلا نہیں کرتیں

چنانچہ نوشتۂ خداوندی کے مطابق صاحب خطبات (حضرت مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی) کے برادر عزیز محترم عالیجناب الحاج حکیم ڈاکٹر محمد اکرام صاحب نور اللہ مرقدہ و برد مضجعہ بتاریخ یکم ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۹ر نومبر ۲۰۱۰ء بروز منگل شام دو بجکر ۳۵ منٹ پر بعمر ۶۳ سال اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ فرما گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

مرحوم بڑے نیک سیرت، پاک طینت، راست باز، سادہ لوح، عبادت گذار، علم و علماء کے قدرداں اور پاکیزہ خصلت انسان تھے، مدارس

دینیہ سے انہیں گہرا لگاؤ تھا، اور کاشف العلوم کو تو وہ جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے تھے، آپ کاشفی تھے اپنی اولاد میں سے تقریباً سبھی کو علوم دینیہ سے آراستہ کرنا، قلت وقت کے باوجود مجالس علماء اور دینی اجتماعات میں شرکت کرنا، کاشف العلوم میں درسگاہ مجیدیہ تعمیر کرانا وغیرہ، یہ ان کی دینی حمیت اور علم دوستی کا بین ثبوت ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ان کی صفات دینی، علمی اور سماجی خدمات اس قدر ہیں کہ ان کو حیطۂ تحریر میں لانے کے لئے ایک عظیم دفتر چاہیے، ان کے پسماندگان میں آٹھ بیٹے ہیں، جن میں سے اکثر حافظ قرآن، عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ علم طب اور علوم عصریہ سے بھی وابستہ ہیں، اور مرحوم کی نیابت کو بحسن خوبی انجام دے رہے ہیں، بالخصوص مولانا احتشام الحق صاحب قاسمی ہمہ تن مصروف نظر آتے ہیں، اور ایک بیٹی ہے جو جامعہ کاشف العلوم کے مؤقر اور مقبول استاذ مولانا حکیم ڈاکٹر محمد ہارون قاسمی کے عقد نکاح میں ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف مرحوم کو غریق رحمت فرما کر بلا حساب و کتاب جنت الفردوس عطا فرمائے، اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما کر ان کا حقیقی جانشین بنائے۔ آمین

ع آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

قارئین خطبات اسلم سے گذارش ہے کہ وہ صاحب خطبات اسلم کے حقیقی بھائی ڈاکٹر محمد اکرام صاحب کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

از مرتب

Scanned by CamScanner

مفکر ملت حضرت اقدس مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی کے مفید ترین خطبات کا مجموعہ

خطباتِ اسلم

۸ جلدیں جو اپنی عجیب وغریب اور مندرجہ ذیل خصوصیات کے ساتھ اہل علم میں مقبول ہو چکی ہیں۔

- سادہ و عام فہم، سہل و سلیس، پُرکشش اور جامع خطبات کا حسین مرقع۔
- مناسب آیات، برمحل احادیث، عبرت آموز واقعات اور خطیب محترم کے طویل تجربات کا انوکھا سنگم۔
- خلوص و دردمندی، جذب وشوق، عشق ومحبت اور قلبی سوز و گداز جیسے تمام معنوی کمالات سے بھرپور۔
- دلکش عناوین، پُرمغز مضامین اور پُرسوز انداز بیان۔
- طالبین حق کیلئے ہادی ورہنما اور روحانی بیماریوں کیلئے ایک مخلص معالج۔
- ایک ایسی کتاب کہ جس کے مطالعہ سے زندگی کے بے آب وگیاہ میدان میں علم وعمل اور رشد وہدایت کے پھول اُگنے لگتے ہیں۔

HUZAIFA Computer 9411457187

SHAREEF BOOK DEPOT
JAMIA ISLAMIA KASHIF-UL-ULOOM
Chhutmalpur Pin. 247662
Distt. Saharanpur (U.P.) INDIA

Scanned by CamScanner